انقلابِ فرانس

مشہور سچی ناول "ثورۂ فرنسا" کا ترجمہ

اس مشہور تاریخی انقلاب پر روشنی ڈالتا ہے

جسکے لیے فرانسیسی قوم نے قرنوں انتظار کیا

بالائے طاق رکھکر متحدہ اور متفقہ جد وجہد کی اور استبدادیت اور مطلق العنانی کے بت کو توڑنے کے لئے اپنا خون پانی ایک کر دیا اور آخر کار بادشاہ کو شکست دیکر قوم نے فتح حاصل کی۔ اس ناول مین آپکو صدہا فتح و شکست کے نظارے ملینگے۔

انقلابی تحریک اسکی نشو ونما خفیہ انجمنیں۔ سیاسی خونریزیان۔

جذبات انسانی کا مد وجزر اندرونی اور بیرونی سازشین

یورپین ساز باز قلعہ باسٹل کے خونریز ہنگامے قوم کی

جانبازی اور سرفروشی صبر و استقلال اور اسکے

کامیاب نتائج

مترجمہ

جناب مولوی عبدالرزاق صاحب سابق اڈیٹر پیغام

بار اول ۲۰۰۰ جلد

۱۹۲۶

جسے

منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ نے ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین چھپواکر شائع کیا

قیمت عہ

ناول ہوس لکھنؤ

انقلاب فرانس

مشہور سچے ناول "توره فرنسا"، کا ترجمہ۔
جذبات انسانی کا مد و جزر۔ اندرونی
اور بیرونی سازشیں۔
قیمت عہ

حیات شیخ چلی

آپ کے کرتب شہرۂ آفاق ہیں
بتانے کی ضرورت نہیں ایسے
ہیرو کے اگر حالات نہ پڑھے تو کچھ نہ کیا
قیمت صرف ۴ر

نظیر عشق

جوش محبت میں مصیبت اٹھانا عشق کا
اثر۔ عاشق و معشوق کا بامراد ہونا۔
قیمت ۳ر

حسین لاثانی

پرتھی راج کے زمانے کا تاریخی ناول ہے
مسلمان دلیروں کی بہادریاں وغیرہ
قیمت ۳ر

ترکی حرم سرا

یہی حرم سرا کے واقعات کو ظاہر کیا
ترکوں کی معاشرتی خرابیوں کو
طشت از بام کیا ہے حسن و عشق کی
کرشمہ سازیاں دکھائی گئی ہیں واقعات
تاریخی ہیں۔
قیمت ۴ر

درد دل

ایک حسین دوشیزہ کی امیدوں اور
حسرتوں کا دردناک انجام دل کو
ہلا دینے والے واقعات۔
قیمت ۲ر

ناول ہوس لکھنؤ

چمپا

عشق صادق اور جذب کامل کا
انجام تصور ہیں نہیں ہے لیکن چوٹ
کھائے ہوئے دلوں کے لئے نغمے
کی آواز بازگشت ہے
۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب (۱)

Checked
1987

ناول کا ہیرو" بیتھو

قصبہ ولیلیہ، حدود بیکارڈا، اور سواسو نیز کے حدود پر ایک وسیع جنگل کے وسط مین موجود ہے، جو شمال وجنوب مین ہماری ہلالی شکل مین دور تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ اور جس کی پشت پر ایک اور بھی جنگل ہے، جسے "فرانسس اول اور ہنری دوم سابق شاہان فرانس" نے نصب کرایا تھا، یہ قصبہ اس وجہ سے بہت مشہور ہے کہ شہرۂ آفاق فرانسیسی انشا پرداز "البیر دیموستیہ" اُس مین پیدا ہوا تھا، جو اُس زمانہ مین کہ جب سے اس ناول کے واقعات کا تعلق ہے، اپنی کتاب "امیلی کے نام خطوط" کے حصے شائع کر رہا تھا، جنھین نازنین ہاتھون ہاتھ لیتی اور اور انتہائی رغبت سے پڑھا کرتی تھین۔ نیز اس قصبہ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ وہ مقام "لا دیرتی میلن" سے دو فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے جو مشہور شاعر "راسین" کا جنم بھوم ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اسکی مان بھی یہین پیدا ہوئی تھی۔

اس قصبہ کے وسط مین ایک شاہی محل ہے، جس کے مقابل ایک متوسط درجہ کا مکان واقع ہے مکان کے گرد باغیچہ ہے جو موسم بہار مین تمام راستہ پر گل باری کیا کرتا ہے، یہ مکان محل سرا کے راہب اور مقامی گرجا کے کاہن "فورتیہ" کا ہے، جس مین اُس نے گاؤن کے لڑکون کی تعلیم کے لیے ایک مکتب بھی قائم کر رکھا ہے۔ اُس نے اپنے شاگردون کو تین انوکھی جماعتون مین تقسیم کر رکھا تھا، ایک جماعت "کھلاڑی" طلبہ کی تھی جو کھیل کود اور دوڑ دھوپ کے دلدادہ تھے دوسری جماعت "عقلمندون" کی تھی، جنھین لکھنے پڑھنے کے علاوہ اور کسی بات سے شغف نہ تھا، اور وہ ہمیشہ اپاہجون کی طرح مطالعہ کیا کرتے تھے، اور تیسری جماعت "سست" لڑکون کی تھی، جو اپنے اسباق یاد نہ کرتے تھے، اور اس بنا پر چھٹی کے بعد بھی انھین مدرسے مین بطور سزا

کے بٹھلادیا جاتا تھا، جہان وہ کتابین کھولے جماہیان لیا کرتے تھے۔

جس وقت کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں، اُس وقت کھلاڑی لڑکے مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے تھے، عقلمند اپنے اپنے مکانون کو جا رہے تھے، اور سست لڑکے مدرسہ مین موجود تھے، لیکن ان سب کے علاوہ ایک اور طالب علم بھی تھا جو انتہائی ذلت و مسکنت کیساتھ اپنے استاد راہب، فورتیہ کے سامنے بیرونی دروازہ کی آخری سیڑھی پر کھڑا تھا، اور شاگرد و استاد دونون مین اسطرح گفتگو ہو رہی تھی۔

راہب۔ (انتہائی غیظ و غضب مین) اے بدمعاش، یہان سے دور ہو، اے کندۂ ناتراش، مین نے متواتر تین سال تک تجھے برداشت کیا ہے، لیکن اب تیری جہالت اور خردماغی نے میرا پیمانۂ صبر لبریز کر دیا ہے، حتیٰ کہ خود آسمانی باپ بھی اب صبر نہین کر سکتا۔ پس اپنی کتابین لے، اور میرے مدرسہ سے چلا جا، کمبخت، جہنم مین جا، شیطانون کے ساتھ، اور اس طرح جا کہ آئندہ مین تیری یہ منحوس شکل نہ دیکھون!

طالبعلم۔ (خوشامد سے) اے میرے آقا، میری غلطی کو معاف فرمایئے، کیا محض چند صرفی غلطیون کی وجہ سے مجھے جناب ہمیشہ کیلئے نکال باہر کر دینگے؟

راہب۔ ہان۔ ہان۔ مین تجھے ہمیشہ کے لئے نکال رہا ہون، غضب خدا کا تیس سطر عبارت میں پانچ صرفی اور چار نحوی غلطیان!

طالبعلم۔ لیکن مین جناب سے وعدہ کرتا ہون کہ آئندہ اُنکا اعادہ نہو گا۔

راہب۔ اس سے قبل بھی تو نے بارہا وعدے کئے تھے، اب مین کچھ نہین سننا چاہتا، بس خیریت اسی مین ہے کہ ابھی مدرسہ سے رخصت ہو جا!

طالبعلم۔ (رو کر) للہ معاف کیجیے اے میرے استاد، معاف کیجیے!

راہب۔ (اور زیادہ برہم ہو کر) مین تیرا استاد ہون! ہرگز نہین، ہرگز نہین، نہ مین تیرا استاد اور نہ تو میرا شاگرد، مین تجھے نہین چاہتا، اور نہ کبھی جاننا چاہتا ہون، آئندہ سے تو مجھے بھی فراموش کر دے۔ خبردار اگر مجھے دیکھکر کبھی سلام کریگا تو بُری طرح خبر لونگا۔

طالبعلم۔ للہ رحم کھایئے۔ اگر جناب میرے نکالنے پر تُل ہی گئے ہین، تو کم از کم اتنی مہربانی سے

دریغ نہ فرمائیے کہ ہمارے ممتحن بڑے پادری صاحب سے سفارش کر دیجیے تاکہ میرے امتحان کا مرحلہ بخیریت ختم ہو جائے۔

راہب۔ (از حد برافروختہ ہو کر) بس خاموش، تو مجھے جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے؟

طالبعلم۔ اگر کسی کی بہتری کے لیے جھوٹ بولا جائے۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ خدا غفور الرحیم ہے!

راہب۔ (جامہ سے باہر ہو کر) چپ نامعقول، تو نے فن مجادلہ بھی سیکھ لیا ہے۔ میں کہہ چکا کہ یہاں سے چلا جا، اب بتا کہ تیری اس ہنٹر سے خبر لوں!!

راہب نے یہ کہکر کوڑا بلند کیا اور اپنی انگلی سے دروازہ کی جانب اشارہ کیا، طالبعلم نے آخر مایوس ہو کر کوڑے کے خوف سے سمٹ کے دروازہ سے نکل جانا چاہا، لیکن بے رحم راہب نے اُس کی پیٹھ پر ایک ضرب لگا ہی دی، جو گویا رخصتی سلام تھا۔ وہ اس چوٹ اور مدرسے سے نکلنے کے رنج و افسوس کی وجہ سے روتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا، راستہ میں اس خیال سے اُس کا حال برا ہو رہا تھا کہ جب میری پھوپھی کو معلوم ہو گا کہ سیو فورمیہ نے مجھے اپنے مکتب سے خارج کر دیا ہے، تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کریگی!

اس طالب علم کا نام "بیتو" ہے، اور یہی ہمارے ناول کا ہیرو ہے۔

باب (۲)

پھوپھی میں شفقت مادری کہاں؟

اس زمانہ میں بیتو کی عمر سترہ سال کی تھی، وہ دراز قامت اور نحیف الجثہ تھا بال بھورے تھے، رخسار سرخ تھے، آنکھیں نیلی تھیں، اور ہونٹ موٹے موٹے تھے، جنکے اندر بڑے بڑے دانت تھے، جنسے اُن لڑکوں کو ہمیشہ اندیشہ رہا کرتا تھا، جو اُسکے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے، اُسکے دونوں پتلے مگر مضبوط ہاتھ نہایت بھاری اور بھدی ہتھیلیوں پر ختم ہوتے تھے، جو موگریاں معلوم ہوتی تھیں، اور جو پتلی پتلی اور بے ہنگم ٹانگوں پر لٹکا کرتی تھیں، جنکے درمیان میں دو اتنے اُبھرے ہوئے گھٹنے تھے گویا بچہ کا سر ہیں، اور آخر میں بھدے پیر تھے جن میں وہ

اُس زمانہ کے رواج کے مطابق سرخ جلد کی جوتے پہنا کرتا تھا۔

بنج بتیو، قریہ ہار آمون میں پیدا ہوا تھا، جو ویللہ کوتریہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر واقع تھا، عہد طفولیت ہی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، اس لیئے صرف شفیق ماں ہی کی گودی سے وہ واقفت تھا، بچپن میں اُس کا مشغلہ یہ تھا کہ وہ تمام وقت چڑیوں کے شکار اور آشیانوں کے اجاڑنے میں صرف کیا کرتا تھا۔ اسلیئے وہ اس فن میں اسقدر باکمال ہوگیا تھا کہ گاؤں کا کوئی دوسرا لڑکا اسکی ہمسری کا دعویٰ نکر سکتا تھا۔ اور لوگ جب اسے بندروں کی طرح درختوں پر چڑھتا دیکھتے تھے تو حیرت زدہ رہجاتے تھے۔

اسکی ماں کو اپنے بیٹے سے بڑی الفت تھی، اور وہ اس کی چستی و چالاکی اور لوگوں کی مدح سرائی سے بہت خوش ہوا کرتی تھی، اسی لئے اُس نے اُسکے مستقبل کے متعلق کبھی غور نہ کیا یہاں تک کہ وہ ناگہاں بیمار پڑگئی اور جب اُسے یقین ہوگیا کہ وہ بالکل لب گور ہے تو اُسے اپنے پیارے بیٹے کی آیندہ زندگی کی نسبت فکر پیدا ہوئی خصوصاً اس خیال سے اُس کا کلیجہ منھ کو آتا ہی کہ چند لمحوں کے بعد وہ اسی دنیا میں بے یار و مددگار رہجائیگا، لہذا وہ بڑے تردد سے غور کرنے لگی کہ اُسے کس شخص کے سپرد کرے؟

دیر کے بعد اُسے یاد ہوا کہ ایسے دس سال پہلے آدھی رات کو ایک شخص اُس کے پاس ایک بچہ لایا تھا کہ اُسکی پرورش کرو اور اُس کے معاوضہ میں کچھ سالانہ روپیہ لیا کرو اُسے اُس شخص کے متعلق صرف اتنی واقفیت تھی کہ اُس کا نام ،، جیلیار ،، ہے، چنانچہ اُسنے بچہ کی عمدہ تربیت کی تھی اور اُسے اپنے لخت جگر بتیو کی طرح پرورش کیا تھا، یہ بچہ سات سال کی عمر تک اُس کے یہاں رہا۔ جس کے بعد ،، جیلیار ،، مذکور اُسے آکر لیگیا تھا لیکن اس مرتبہ جب وہ آیا تھا نہایت مہذب اور خوش پوشاک تھا، اور بچہ کو اچھی حالت میں دیکھکر بتیو کی ماں سے کہہ گیا تھا کہ ،، ضرورت کے وقت تم مجھپر بھروسہ کرسکتی ہو ،، پھر اُس نے اپنے لڑکے کو لیا اور ارمانونویل کی راہ لی، جہاں دونوں نے ،، جان جاک رسو ،، کی قبر پر پھول چڑھائے اور پھر ویللہ کوتریہ کو واپس آکے جہاں جیلیار نے اپنے لڑکے کو راہب فوزیتیہ کے مدرسہ میں داخل کردیا اور اُسے اپنا پتہ دیکر کسی طرف کو روانہ ہوگیا۔

بتیو کی ماں نے یہ تمام واقعات یاد کیئے، خصوصاً اُسکے اس قول نے کہ ،، ضرورت کے وقت

مجھپر بھروسہ کر سکتی ہو،، اُسے بہت تسلی بخشی چنانچہ اُسنے گانون کے کاہن سے اُس مجہول شخص کے نام ایک خط لکھایا جس مین اپنے مصائب کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا تھا، اور اُسے نساب نوتیہ کے پاس روانہ کردیا کہ اُسے اُسکے پتہ پر روانہ کرے،

اس واقعہ کے دوسرے ہی دن صبح کو اُس عورت نے ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھیں بند کرلین، اُسوقت بیتو کی عمر کل بارہ سال کی تھی، جس نے اپنی ماں کو مردہ پڑے دیکھکر رونا شروع کیا، یہان تک کہ اُس کی ہچکی بندگئی، اور جب لوگ نعش لے چلے اور قبر مین رکھکر اُسپر مٹی ڈالدی توکم عمر بیتو کی روتے روتے حالت زار ہوگئی اور وہ قبر سے چمٹ گیا، لوگون نے اُسے بہت جدا کرنا چاہا مگر اُسنے یہ کہکر انکار کردیا کہ،، مین بھی وہین جاؤنگا جہان میری ماں گئی ہے،، اور جب انھون نے اُسے بجبر لیجانا چاہا تو اُسنے حسرتناک لہجہ میں اُنسے منتین کین اور کہا،، خدارا مجھے اپنی ماں کے ساتھ رہنے دو کیونکہ مین اُس سے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہین ہوا ہون،،

چنانچہ لوگ چلے گئے اور وہ ماں کی قبر پر کامل ایک دن اور رات مجاوری کرتا رہا، یہان تک کہ دوسرے دن قبرستان مین ایک باوقار شخص نمودار ہوا جو وہی،، جلیبار،، تھا جسے بیتو کی ماں نے خط لکھا تھا کہ جس کے مطابق وہ اپنا وعدہ وفا کرنے آیا تھا، بیتو نے اُسے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ وہ اُسے ایک آدھ مرتبہ دیکھ چکا تھا، اور بین کرکرکے رونے لگا، لیکن جلیبار نے اُسے تسلی دی اور اپنی گاڑی پر بٹھلا کر قصبہ ولمیہ کو تریہ لے گیا، جہان وہ بہترین ہوٹل مین مقیم ہوا اور بیتو کو عمدہ پوشاک پہنا کر محلہ لوبابو کی طرف لیچلا، راہ مین بیتو کے قدم نہ اُٹھتے تھے، کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنی پھوپی کے گھر جارہا ہے جو اسی محلہ مین رہتی تھی۔

بیتو کی پھوپھی کا نام،، مس انجلیک،، تھا اور اُسکی عمر ۵۰ سال کی تھی، وہ اگرچہ پرہیزگاری کی مدعی تھی اور سوت کاتنے اور لوگون کی خیرات پر زندگی بسر کیا کرتی تھی، لیکن اُسے روپیہ کی از حد ہوس تھی، چنانچہ اُسنے کاہن کی منظوری سے گرجا کے کمرے کرایہ پر اٹھا رکھے تھے، اور تینون ذریعون سے اُسے جو آمدنی ہوتی تھی اُسے سونے کی سکہ کی صورت مین اپنی ایک

پرانی کرسی کے گدے مین جمع کیا کرتی تھی، چنانچہ جس وقت جیلبار اور بیتو پہونچے ہین، وہ اسی شغلہ مین تھی، لیکن انھین دیکھتے ہی اُسنے رقم کو چھپا دیا اور بھتیجے کو دیکھکر مصنوعی آنسو بہانے لگی، جیلبار نے اُس سے اس لڑکے کی مصیبت کا حال بیان کیا اور کہا کہ اب اس بچہ کا کوئی والی وارث نہین ہے، لہذا اسے اپنے یہان رکھو اور مرے ہوے بھائی کا حق ادا کرو،،

اس گفتگو کے سنتے ہی انجلیک کا چہرہ خشک ہو گیا اور اُسنے بیتو کو درکھائی سے دیکھکر جیلبار سے کہا،، جناب مین بالکل مفلس ہون، اور اس لڑکے کے بڑے پیٹ کو کسی طرح پر نہین کر سکتی، اس لیے مجبور ہون،، جیلبار کو اس واقعہ پہ کوئی تعجب نہوا کیونکہ وہ جدید خیالات کا حامی تھا اور تھوڑی ہی مدت ہوئی کہ اُس نے علم العیافۃ کی ایک کتاب،، لاوا تیر،، کا مطالعہ کیا تھا، چنانچہ اُس نے بڑے غور سے اس عورت کے چہرہ کو دیکھنا اور،، زوریخ،، فلسفی کی تحقیقات کو اسی پر منطبق کرنا شروع کیا، جو اتفاق سے بالکل صحیح نکلین، کیونکہ اسکی چھوٹی چھوٹی تیز آنکھین لانبی ناک، اور پتلے پتلے ہونٹ صاف بتا رہے تھے کہ یہ عورت سخت حریص، خود غرض، اور ریاکار ہے، چونکہ اُس نے بیماری کا پتہ چلا لیا تھا، اس لیے فوراً ہی علاج بھی تجویز کر کے انجلیک سے کہا۔

جیلبار۔ اگر تم اس بچہ کی پرورش سے انکار کرتی ہو تو مین اسے کسی اور کے سپرد کر دونگا۔ اور اُسے وہی حق الخدمت دیا کرونگا جو تمھین دیتا۔

انجلیک نے جون ہی،، حق الخدمت،، کا لفظ سنا، اُس کی چھوٹی چھوٹی آنکھین چمکنے لگین منھ کھل گیا اور وہ بیتو کے گرم گرم بوسے لیکر کہنے لگی:۔

انجلیک۔ اگر مین اپنے بھتیجے کو نہ رکھونگی تو اور کون رکھیگا، میرے مرحوم بھائی کی صرف یہی تو ایک یادگار ہے، جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے!.....

جیلبار اُس کی اس گفتگو پر دل ہی دل مین ہنسا اور آٹھ پونڈ سالانہ حق الخدمت اور رقم لفضل بیتو کے مصارف کے لیے مقرر کر دیے، جن مین سے پہلے سال کی رقم پیشگی اُسکے حوالہ کی، اور باقی چار سال کے ۳۲ پونڈ مقامی رجسٹرار کے پاس جمع کر دیے۔

لیکن جب جیلیبار چلنے لگا تو بیتو نے اُس کا دامن پکڑ کر روتے ہوے کہا، میں اپنی
پھوپی کے پاس ہرگز نہ رہونگا، کیونکہ یہ میری ماں کی دشمن تھی اور اس لیے مجھے تکلیف دیگی۔
مگر جیلیبار نے اُسے بہت کچھ تسلی دی اور روانہ ہو گیا، جس کے بعد ہی اس عیار عورت نے
لڑکے کو قسم قسم کی تکلیفیں دینا شروع کیں اور اُسے مجبور کیا کہ خرگوش اور چڑیاں شکار کرکے
لایا کرے، جنھیں وہ خود بھی کھاتی اور فروخت بھی کیا کرتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے
خلاف معاہدہ اُسے کوئی پیشہ سکھانے کی جانب بھی توجہ نہ کی، کیونکہ جیلیبار نے یہ بھی شرط کر دی
تھی کہ آیندہ زندگی بسر کرنے کے لیے۔ اُسے کوئی نہ کوئی ہنر بھی سکھایا جائیگا۔ چنانچہ جب جیلیبار
کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُس سے آ کر کہا کہ اگر تم تمام شرائط کی پابندی نہ کروگی
تو لڑکا تم سے علیحدہ کر لیا جائیگا اور معاہدہ بھی فسخ ہو جائیگا، اس مطالبہ سے انجلیک کو
سخت پریشانی ہوئی اور کئی روز کے غور کے بعد بالآخر اُس نے طے کیا کہ بیتو کو راہب بنانا
چاہیے تاکہ جس گرجا کا وہ افسر مقرر ہو، اُس کے ذریعہ سے فائدہ اُٹھاؤں، چنانچہ وہ راہب
فورتیہ کے پاس بیتو کو لے گئی کہ اُسے اپنے مکتب میں داخل کر لے، تاکہ اُس کے بعد وہ لاہوتی
کالج میں تعلیم حاصل کر سکے۔

پادری۔ فورتیہ ایک کریم النفس انسان تھا، اور مذہبی تعلیم کی اشاعت میں بڑی سرگرمی کا
اظہار کیا کرتا تھا، مگر ساتھ ہی وہ نہایت مغلوب الغضب بھی تھا اور معمولی نحوی و صرفی فروگذاشتوں
پر بے قابو ہو کر طالبعلموں کو نہایت شدت سے زد و کوب بھی کیا کرتا تھا، اپنی سخت مزاجی کی وجہ سے
اُس نے اپنے درہ پر یہ الفاظ کندہ کرا رکھے تھے کہ، جو محبت زیادہ کرتا ہے، وہ سزا بھی زیادہ دیتا ہے،
وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر اکثر اپنے آقا مسیح کی طرح کہا کرتا تھا کہ،، لوگو، ہٹو ہٹو، لڑکوں کو
میرے پاس آنے دو اور انھیں روکو نہیں!، لیکن اُس کا طرز عمل عموماً مسیح کے رویہ کے
برعکس ہوا کرتا تھا، کیونکہ بچے ان کے پاس روتے ہوے آتے اور ہنستے ہوے واپس جاتے
تھے، مگر اس راہب کے سامنے وہ لرزاں اور ترساں آتے اور واویلا کرتے ہوے لوٹتے تھے!

غرضکہ انجلیک کی خواہش کے مطابق اُس نے بیتو کو مدرسہ میں داخل کر لیا، لیکن اول
روز ہی اُس نے اندازہ کر لیا کہ اس لڑکے کا دماغ تعلیم کے قابل نہیں ہے، چنانچہ انجلیک

جب اُس سے اپنے بھتیجے کی تعلیمی حالت کے متعلق استفسار کرتی تھی، وہ کہدیا کرتا تھا، اسکی بے شمار صرفی و نحوی غلطیان بتاتی ہین کہ وہ اپنے مقصد مین کامیاب نہوگا لیکن وہ جاہل عورت اس جملہ کا کوئی مطلب نہ سمجھتی تھی؛

میتو روزانہ مدرسہ جایا کرتا اور صرف پنجشنبہ اور اتوار کو چھٹی پاتا تھا، جس مین بھی انجلیک اُسے آرام نہ کرنے دیتی اور مجبور کیا کرتی تھی کہ جنگل سے خرگوش اور چڑیان شکار کر لائے، چنانچہ اس حالت پر چار سال گذر گئے تھے یہانتک کہ ایک روز ایک ایسا حادثہ پیش آگیا جس نے اُسے جنگل اور شکار سے غافل کر دیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جس جنگل مین وہ شکار کھیلنے جایا کرتا تھا، اُس کے راستے مین ایک مختصر سا گاؤن تھا جس مین ایک شخص ،، مسیو بلو،، کی زمینداری تھی، میتو جب اس زمیندار کے مکان کے سامنے سے گذرتا تھا اُسے ایک دوشیزہ نظر آیا کرتی تھی جو اپنے حسن و جمال مین آفتاب و ماہتاب کو شرماتی تھی، اُس کا نام ،، کیتھرائن،، تھا، پیشتر تو میتو کو اس کی جانب توجہ نہ ہوتی تھی، لیکن ایک روز جبکہ اُس کی عمر ۱۷ سال کی ہو چکی تھی، اُس کی نظرون مین وہ سما گئی، اور اُس نے اُسے سلام کر کے مزاج پرسی کی جس کے جواب مین لڑکی نے بھی خیریت دریافت کی، اُس کے بعد جب میتو کو تعطیل ہوتی۔ جنگل جانے کے بجائے اُس سے ملنے آتا، اور گھنٹون اُس کی پر لطف گفتگو سنا کرتا تھا، اور اگر کبھی شکار کو جاتا بھی تو خرگوش مار کر کیتھرائن کے سامنے پیش کر دیا کرتا تھا جسے وہ شکریہ کے ساتھ لے لیا کرتی تھی، انجلیک نے جب دیکھا کہ وہ شکار نہین لاتا تو اُسنے طرح طرح کی سختیان کین اور ملامت کرنے لگی جس کے جواب مین وہ کہدیا کرتا تھا کہ ،، اب جانور اس قدر ہوشیار ہو گئے ہین کہ کسی طرح زد پر نہین آتے ہین ،،

غرضکہ میتو کی زندگی اس طرح پر گذر رہی تھی کہ اُس پر ناگہان مدرسہ کے راہب نے مصیبت نازل کر دی جیسا کہ باب اول مین مذکور ہوا، اب آؤ دیکھین کہ مدرسے خارج ہونے کے بعد اُس پر کیا گذری؟

بیتو کا فرار ہونا

بیتو مدرسے سے اپنی پھوپی کے گھر جا رہا ہے، لیکن رنج و افسوس اور خوف و دہشت سے اُس کی حالت دگرگون ہے، بہ کیفیت وہ لرزان و ترسان گھر پہنچا، اور دروازہ مین قدم رکھتے ہی لرزتی ہوئی آواز مین کہنے لگا۔

بیتو۔ آہ۔ مین آج سخت بیمار ہون!

انجلیک۔ (ڈانٹ کر) بیتو تو اسوقت کیون آیا ہے۔

بیتو۔ (رو کر) مین بیمار ہون۔

انجلیک۔ (اور زیادہ برہم ہو کر) تو سخت حیلہ ساز ہے، بیماری کا بہانہ کرتا ہے، کھانیکا وقت اگرچہ گذر چکا ہے، لیکن خیر کچھ کھالے اور جلد مدرسہ واپس جا!

بیتو۔ مجھے بھوک نہین ہے۔

انجلیک۔ (متعجب ہو کر) کچھ بتا تو کہ کیا بیماری ہے؟ آج معلوم نہین ہے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ خلاف عادت کہتا ہے کہ بھوک نہین۔

بیتو۔ آہ بڑی مصیبت ہے۔

انجلیک۔ مصیبت کیسی۔

بیتو جواب دینے کے بجائے اور زیادہ روتا ہے، جس پر انجلیک بیتاب ہو کر کہتی ہے کچھ کہتا کیون نہین، مین سخت پریشان ہون۔

بیتو۔ سیو فورتیہ نے مجھے مدرسے سے نکال دیا ہے۔

انجلیک۔ نکال دیا؟

بیتو۔ ہان نکال دیا!

انجلیک۔ کہان سے؟

بیتو۔ مدرسہ سے "

انجلیک۔ (دیوانہ وار) افسوس میری تمام امیدوں پر پانی پھر گیا، راہب نے ایسا کیوں کیا؟ کمبخت، تیری ہی شرارتوں نے اُسے ایسا کرنے پر مجبور کیا، تجھے سیوبیلو کے مزرعہ میں رہنے سے کب فرصت ملتی تھی کہ مدرسہ کا کام کرتا!

اس کے جواب میں بیتو ہاتھ کے اشارہ سے انکار کرتا ہے جس پر وہ اور بھی زیادہ برافروختہ ہوکر کہتی ہے "، نابکار انکار کرتا ہے، گذشتہ اتوار ہی کو بہت سے لوگوں نے تجھے سیوبیلو کی لڑکی سے ساتھ "سوبیر" کے ہال میں دیکھا تھا۔

بیتو۔ ہرگز نہیں۔ میں کبھی اُس ہال میں نہیں گیا ہوں "البتہ اودراخبیر کی سمت اسکے ساتھ گیا تھا۔

انجلیک۔ (کامیابی کے لہجہ میں) بدمعاش، میرا خیال صحیح ثابت ہوا یا نہیں؟

بیتو۔ سچ کہتا ہوں کہ میرے مدرسے نکلنے کی علت غریب "کیتھرائن" نہیں ہے،

انجلیک۔ شاباش، شاباش، اور زیادہ پیار سے اُس کا نام لے، الٰہی، اس بداطوار زمانہ سے نجات دے کہ جس میں سترہ سترہ برس کے لڑکے عاشق ہوتے ہیں! الٰہی، نجات دے کیونکہ اب یہ دنیا رہنے کے قابل نہیں ہے۔

بیتو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ کیتھرائن کا اس میں ذرہ برابر بھی قصور نہیں ہے۔

انجلیک۔ خدا اس کیتھرائن کو غارت کرے، وہ سخت بدطینت لڑکی ہے۔

بیتو۔ (ذرا تیز ہوکر) حاشا وکلا، کیتھرائن بدطینت نہیں بلکہ نہایت نیک دل ہے، وہ آسمانی فرشتہ کی طرح پاک صاف ہے، چنانچہ جب میں اُس کے یہاں جاتا ہوں تو وہ مجھے زیادہ ٹہرنے نہیں دیتی کہ مبادا میرا وقت ضایع ہو، اور لوگ چہ میگوئیاں کریں!

انجلیک۔ سبحان اللہ "اُس کی پاکبازی کا کیا عمدہ ثبوت ہے، احمق یہ نہیں سمجھتا کہ اگر اُس کے دل میں چور نہ ہوتا تو لوگوں سے اس طرح کیوں ڈرتی؟

اسپر بیتو خاموش ہو جاتا ہے، جس سے انجلیک اور بھی زیادہ برہم ہو جاتی ہے اور غضبناک لہجہ میں کہتی ہے "، دیکھ گناہ نے تجھ کو کیسا خاموش کر دیا ہے، تم دونوں ذرا ہوشیار

رہنا، پادری فورتیہ سے مین کہونگی کہ وہ تجھے دو ہفتہ تک مدرسہ مین قید کردے، جہان بجز خشک روٹی اور پانی کے اور کچھ میسر نہ آئیگا - اور کیتھرائن کی گرمی بھی بغیر دیر مین قید ہوئے نہ دور ہوگی لہٰذا وہ بھی قید کی جائیگی -

بیتو - مین پھر بتاکید کہتا ہون کہ وہ اس معاملہ مین بے گناہ ہے -

انجلیک - پھر تیرے نکلنے کا کیا سبب ہوا ؟

بیتو - سبب نہایت معمولی ہے ؛ اور وہ یہ کہ بقول مسیو فورتیہ کے مجھ سے صرفی و نحوی غلطیان بہت ہوتی ہین ؛ علاوہ ازین وہ پہلے ہی سے کہا کرتے تھے کہ مین لاہوتی کالج مین کسی طرح داخل نہین ہو سکتا -

انجلیک - (سر پیٹ کر) ہائے میری تمام امیدین منقطع ہوگئین، اب نہ تو راہب بن سکتا ہے اور نہ مین تجھ سے مستقبل مین کوئی فائدہ اٹھا سکتی ہون -

بیتو - ہان پھوپی، تمام امیدین خاک مین مل گئین،

انجلیک - پھر اب کیا ارادہ ہے -

بیتو - جو نیچر کو منظور ہو -

انجلیک - (غصہ سے بیتاب ہو کر) نیچر، نیچر، نیچر کس چڑیا کا نام ہے ؟ اب مین سمجھی کہ تونے کافرانہ خیالات حاصل کر لیے ہین، معلوم ہوا کہ تو نے فلسفہ پڑھا ہے -

بیتو - ہرگز نہین، مین بھلا فلسفہ اُس وقت تک کیسے پڑھ سکتا ہون جب تک منطق نہ پڑھی ہون،

انجلیک - کمبخت مین اُس فلسفہ کو نہیں کہتی ہون، جو کاہن پڑھتے ہین، بلکہ تیرے مانند شریرون کے فلسفہ کو کہتی ہون جیسے ،، مسیو والٹیر ،، کا فلسفہ ،، مسیو جان جاک روسو ،، کا فلسفہ ،، مسیو دیدیرو ،، کا فلسفہ ، جس نے سنتی ہون کہ ،، راہبہ ،، کے نام سے ایک کفر کی کتاب شائع کی ہے -

بیتو - کتاب ،، راہبہ ،، کیسی ؟

انجلیک ،، تجاہل عارفانہ کرتا ہے، تو نے یہ کتاب ضرور پڑھی ہے، جب ہی گرجا سے

سرتابی کرتا ہے۔

بیتو۔ مین نے تو گرجا سے سرتابی نہین کی، البتہ خود گرجا نے مجھے خارج کردیا ہے یہ سنتے ہی انجلیک غصہ سے بیخودی ہو گئی اور جھاڑو لیکر یہ کہتی ہوئی دوڑی "کھڑا تو رہ کافر، دیکھ تجھے ابھی کیسی سزا دیتی ہون۔!!"

بیتو راہب کا کہنا کھا چکا تھا، اس لیے اُس نے معذرت مین وقت ضائع نہ کیا، اور انجلیک کا خوف اُسے بھگا رہا تھا۔ اور کیتھرائن کی محبت اپنی طرف کھینچ رہی تھی

(آزادی کے اعلانات)

بیتو اپنی پھوپی کے یہان سے مفرور ہو کر سیو بیلو کے گاؤن پہونچا، جہان حسب عادت نازک اندام کیتھرائن موجود تھی، جو اُس وقت سفید جوڑا زیب تن کیے ہوے تھی، اُس کے چہرے کا رنگ گلابی تھا، اور سر پر سنہرے بالون کا تاج رکھا ہوا تھا، جسے دیکھتے ہی بیتو بے تابانہ اُس کے پاس پہونچ گیا اور اپنا سارا قصہ بیان کردیا، اُس کے بعد اُس نے جیلبار کا پتہ دریافت کیا تاکہ اُسے تمام واقعات کی اطلاع دے۔ کیتھرائن اس واقعہ سے دل ہی دل مین بہت خوش ہوئی اور اُسے اپنے باپ سیو بیلو کے پاس لے گئی، جس نے اُسے دیکھتے ہی تبسم کے ساتھ کہا!

بیلو۔ تم ہو۔ بیتو؟

بیتو۔ جی ہان مین ہی ہون۔

بیلو۔ خیریت تو ہے۔

بیتو۔ خیریت یہ ہے کہ گھر سے نکال دیا گیا ہون،

بیلو۔ کیون!

بتیو - اس لیے کہ راہب بننے کے لئے مین یونانی زبان نہ سیکھ سکا -

بیلو - رجوش کے ساتھ کیا خود مجھے یونانی زبان آتی ہے ؟ کیا میں لیٹن سے واقف ہون؟ اور کیا مین فرانسیسی ہی صنف و نحو کے ساتھ جانتا ہون ؟ لیکن پھر بھی مین اپنا سب کام کرتا ہون بس بتیو خبردار، سستی کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دینا، کیونکہ وہ انسان کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے، تمھین کون کام آتا ہے -

بتیو - (فخر سے) مین خرگوش اور پرند کا شکار خوب کرتا ہون - اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہین آتا - اس پر کیتھرائن ہنسنے لگی، لیکن بیلو کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہوے اور اس نے زور سے میز پر ہاتھ مار کر کہا ؟

بیلو - لعنت ہو ان مدرسون پر جو لڑکون کو بجز سستی اور بیکاری کے اور کچھ نہین سکھاتے بھلا یہ نوجوان اب مدرسہ سے نکلنے کے بعد اپنے بھائیون کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے -

بتیو - جناب، خوش قسمتی سے میرے کوئی بھائی بھی نہین ہے -

بیلو - تم بڑے جاہل آدمی ہو، یہ تمام انسان اگر تھارے بھائی نہین ہین، تو اور کون ہین -

بتیو - بیشک، انجیل کی رو سے بھی ایسا ہی ہے -

بیلو - ساتھ ہی سب برابر کے بھائی بھی ہین -

بتیو - (تعجب سے) معاف فرمائیگا، اگر مین اسے قبول نہ کرون، کیونکہ اگر مین اور پادری فریریہ دونون ہم پلہ ہوتے، تو وہ مجھے مدرسہ سے نہ خارج کرسکتے،

بیلو - خیر، اس وقت تم ان کو نہ سمجھو گے، مین تمھین آیندہ سب کچھ بتاؤنگا، تم میرے مزرعہ مین رہو، کیونکہ مجھے تمھاری ضرورت بھی تھی،

کیتھرائن - یہ آپکے دوست اور شریک کار ڈاکٹر جیلبار کا پتہ دریافت کرنے آیا تھا، ڈاکٹر صاحب غالباً اب تک امریکہ ہی مین مقیم ہین ؟

بیلو - کل انکا ایک خط مع ایک نفیس رسالہ کے آیا ہے -

کیتھرائن - وہ خط اور رسالہ کیسا ہے - ؟ اور اس کے مضمون سے آپکو کیونکر اطلاع

ہوئی کیونکہ آپ تو خود لکھنا پڑھنا نہین جانتے! گستاخی معاف! یہ مین اس لئے عرض کر رہی
ہون کہ آپ خود اکثر اسپر فخر کیا کرتے ہین۔

بیلو۔ (ذرا گرم ہوکر) ہان مجھے اسپر فخر ہے کیونکہ مین کسی کا احسانمند نہین ہونا چاہتا
حتی کہ کسی معلم کا بھی نہین، اور یہ کہ مین نے یہ تمام دولت و ثروت صرف اپنے زور بازو سے
پیدا کی ہے! رہا خط اور رسالہ تو مین نے ایک فوجی افسر سے پڑھکر سن لیا تھا، بیٹیو، لو یہ خط
بیٹے کو پڑھکر سنا دو،

اُسنے یہ کہا اور جیب سے خط نکال کر دیا جس کا مضمون حسب ذیل تھا!۔

"عزیزی بوبیو بیلو، مین امریکہ سے واپس آگیا ہون، یہان حق یہ ہے کہ میری آنکھون نے
ایک دولتمند، خوش قسمت اور عظیم الشان قوم دیکھی ہے۔ جس کی وجہ تو صرف یہ ہے کہ
وہ ملک آزاد ہے، اور محبت کی نعمت عظمی سے پوری طرح متمتع ہو رہا ہے، بہ خلاف اسکے
ہم فرانسیسی فقر و فاقہ کی ناقابل برداشت مصائب جھیل رہے ہین، اور اپنی قسمت کو رو رہے
ہین، جس کی علت بھی صرف یہ ہے کہ ہم غلام اور کمزور ہین، لیکن با اینہمہ مایوسی کی کوئی
وجہ نہین ہے، کیونکہ ہم بھی ایک ایسے زمانہ کی طرف جا رہے ہین جس مین عنقریب ہی سماوات
تو ظاہر ہوکر زمین کو منور کر دیگا! مین تمہارے خیالات، اصول اور اخلاق سے خوب واقف ہون
اور مجھے کما حقہ واقفیت ہے کہ کاشتکار و نیز تمہارا اثر کتنا بڑا ہے، اور وہ چست و چالاک جماعت
مزدورون، کاریگرون اور کسانون سے مرکب ہے، اور جو فی الواقع قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہے
وہ کہان تک تمہارے کہنے مین ہے۔ پس تمہین چاہیے کہ اپنے حلقہ کے تمام لوگون مین مقدور
بھر اخوت، مساوات، اور حریت کی اشاعت کرو، فلسفہ اپنے قدیم تنگ دائرہ سے نکلکر
اسقدر عام ہوگیا ہے کہ اُس کی روشنی مین ہر شخص کو اپنے حقوق و فرائض دیکھنا چاہئے، مین
اس خط کے ساتھ جو رسالہ بھیج رہا ہون اُس مین اُنھین حقوق و فرائض کا بیان ہے تمھین
چاہیے کہ لوگون مین اس کتاب کے خیالات پھیلاؤ جو عدل، حریت، اور مساوات کی تعلیم دیتے
ہین، اپنے دوستون اور مزدورونکو اسے سناؤ خصوصاً سردی کی طویل راتون میں اس کا
ورد ضرور کیا جائے، اس سے لوگون مین صرف اعلی خیالات ہی نہ پیدا ہون گے، بلکہ

اُنکے دماغون کو بھی غذا بہم پہونچے گی، کیونکہ کتب بینی نفس انسانی کے لیے اسی طرح غذا ہے جس طرح کھانا جسم کے لیے مین عنقریب تم سے ملکر بتاؤن گا کہ امریکہ کے کاشتکار زمین کی پیداوار کو باہم کس طرح تقسیم کرتے ہین اُنکا طریقہ ہمارے طریقہ سے کہین زائد قانون قدرت اور ارادۂ خداوندی کے مطابق ہے، خدا کا ارادہ کیا ہے؟ محبت، اخوت، اور سلامتی!

راقم
(ڈاکٹر جیلبار)

جب بیتو خط پڑھ چکا تو بیلو نے کہا،، اب تم سمجھے کہ مین تمھین اپنے پاس کیون رکھنا چاہتا ہون؟،،

بیتو- نہین-

بیلو- ڈاکٹر جیلبار کے رسالہ کے خیالات کی اشاعت، مین تمھارے ذمہ کرونگا، اس کے بعد اُس نے جیب سے دو رسالہ نکال کر اُسے دیدیا جس کے سرورق پر جلی حروف مین لکھا تھا،، انسانی استقلال، اور آزادی اقوام،،- یہ رسالہ بھی منجملہ اُن کثیر رسائل کے تھا جو اُس زمانہ مین گورنمنٹ کے بغیر اجازت شایع ہوا کرتے تھے-

بیلو- بیتو، تمھارا کام ہمارے یہان یہ ہے کہ شب میں یہ رسالہ چوپال مین بیٹھکر لوگون کو سنایا کرو، اور اُس کے مطالب و معانی کی تشریح کیا کرو، اور دن کو مویشی چرایا کرو-

کیتھرائن جو اس گفتگو کو حیرت اور اضطراب کے ساتھ سن رہی تھی، بے چین ہو کر یکایک بولی!

کیتھرائن- اے پدر شفیق، للہ اپنی جان خطرہ مین نہ ڈالیے، مخبر ہر طرف پھیلے ہوئے ہین، جو گورنمنٹ کی ادنی سی بدگوئی پر بھی آدمی کو گرفتار کر لیتے ہین، بھلا آپکو کیا فائدہ ہے کہ خواہ مخواہ اپنے کو مصیبت مین ڈالتے ہین، ہمین کیا، فرانس آزاد ہو، یا بادشاہ کا غلام رہے-

بیلو- (بہت غضبناک ہوکر) خاموش، خاموش، یہ کیا بزدلی ہے؟ بقول ڈاکٹر جیلبار کے اب فلسفہ عام ہوگیا ہے، جسکی روشنی مین ہم سب کو اپنے حقوق و فرائض معلوم کرنا اور

انکی تحصیل و بحث میں سر بکف ہو کر کوشش کرنا چاہیے! تم کس چیز سے خوف زدہ ہو؟ اگر موت سے لیکن موت تو ایک مرتبہ سے زائد نہیں آسکتی! انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے اُسے آزاد ہی زندہ رہنا چاہیے! اور جب اس کی آزادی سلب ہو جائے، تو پھر اُس کا جینا محض بے سود ہے! کیونکہ آزادی روح ہے جس کے بغیر زندگانی ناممکن ہے! پس میری جدوجہد بالکل بے خطر ہے، کیونکہ میں حصول زندگی کے لیے کوشان ہوں جس چیز کو تم موت تصور کرتی ہو، اُسے میں حیات جاودانی سمجھتا ہوں اور جسے تم زندگی کہتی ہو، وہ میرے نزدیک موت سے بھی بدتر ہے! پس اپنے دل کو مضبوط کرو، فرانس، ہمارا وطن ہے ہماری غیرت اسے کس طرح قبول نہیں کر سکتی کہ وہ اس تماشا گاہ عالم میں دنیا بھر سے زائد پست اور ذلیل ثابت ہو، فرانس کی آزادی ہی میں ہماری زندگی ہے اور اُس کی غلامی میں موت! بھلا تم نے اس پر بھی کبھی غور کیا کہ بادشاہ کو کیا حق ہے کہ وہ قوم کا تمام روپیہ اپنی ملکیت تصور کرے اور اُسے اپنی شہوات نفسانی میں بے دردی سے خرچ کرے، اور اگر اسے کوئی حق ہے تو ثابت کرے!!!

ناظرین ان خیالات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُس شب فرانس میں کیا عظیم دماغی انقلاب بپا تھا کہ جس کی صبح میں خون کی ندیاں بہیں، بادشاہ اپنے پر شوکت تخت سے نیچے گرا کر سولی پر چڑھایا گیا، اور آزادی کی اس سر زمین (فرانس) پر مظلوم رعایا نے اپنی ناقابل شکست قوت کا اظہار کیا!

(گلہ بانی)

بیتو، تمام شب ان دونوں کاموں پر غور کرتا رہا کہ کل سے اُسے ڈاکٹر کا رسالہ پڑھنا اور مویشی چرانا ہوں گے، پہلے کام سے اُسے بڑی مسرت تھی کیونکہ اس میں اُس کی حیثیت ایک معلم اور لکچرار کی تھی؛ لیکن گلہ بانی کے خیال سے وہ پریشان تھا،

کیونکہ وہ اُسے ذلت آمیز کام شمار کرتا تھا۔ مگر اس تصور سے اُس کی پریشانی اطمینان سے بدل گئی
کہ بڑے بڑے دیوتاؤں نے بھی گلہ بانی کی ہے۔ چنانچہ معبود ''اپولون'' ''جب'' اوطب'' سے خارج
کر دیا گیا جس طرح وہ اپنی پھوپی کے گھر سے خارج ہوا تھا۔ لیکن ''اپولون'' بھی گلہ دیوتا تھا۔ اسی طرح
بہادر ''ہرقلیس'' بھی تقریباً یہی کام کرتا تھا۔ کیونکہ قدیم افسانوں میں مذکور ہے کہ وہ بھی تقریباً یہی کام
کرتا تھا کیونکہ قدیم قومیں کہتی ہیں کہ وہ ''جاربون'' کے بیل سینگ پکڑ کے کھینچا کرتا تھا۔ ہر کیف انسان جانور کو سینگ پکڑ کے ہنکالے
یا دم پکڑ کر، بات ایک ہی ہے۔ ''تیتیرس'' کہ جس کا دلچسپ قصہ ''فرجیل'' نے بیان کیا ہے،
وہ بھی درخت کے سایہ میں بیٹھکر گایا کرتا تھا کہ جس کی وجہ سے اُسے ''اگسٹس'' کی خوشنودی حاصل
ہوئی۔ نیز اُس کی ساری عمر گلہ بانی میں گذری! اسی کی مانند اس کا رفیق صادق ''نالیبائی''
جو ہمیشہ اپنے وطن محبوب کو یاد کرکے پر اثر شعر کہا کرتا تھا، اسی کا پیشہ بھی گلہ بانی تھا!

اُس نے آخر میں کہا ''پس یہ تمام عظیم الشان لوگ جو لاطینی زبان جاننے کی وجہ سے راہب
بن سکتے ہیں، مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا اور رہبانیت پر گلہ بانی کو ترجیح دی، جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ کام ذلیل نہیں بلکہ بہت اہم ہے، ورنہ وہ اُس سے اجتناب کرتے، لہذا
اگر میں بھی جانور چراؤنگا تو اس میں میری ہرگز توہین نہ ہوگی، کیونکہ وہ معبودوں کا پیشہ ہے''۔
ان خیالات کے علاوہ یہ امر بھی اُس کی تسکین کا بہت بڑا باعث تھا کہ وہ کیتھرائن کے قریب ہے
اور وہ اپنی آنکھوں سے اسکی گلہ بانی کا تماشہ دیکھیگی، جس سے زیادہ مسرت انگیز اور کوئی چیز
اُس کے لیے نہیں ہوسکتی تھی۔

باب (۶)

(پیر ناچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے)

{آزادی کے رسالہ کی تلاوت}

تمام رات اسی ادھیڑ بن میں بسر کرنے کی بعد علی الصباح بتیو کیتھرائن کے
پاس آیا اور کہنے لگا۔

بیتو ۔ مونشی کہاں ہیں ؟

کیتھرائن ۔ اس قصہ کو چھوڑ دو ۔

بیتو ۔ یہ کیوں ؟ پھر میں کیا کروں ؟

کیتھرائن ۔ میں نے اپنے والد کو اس امر پر راضی کر لیا ہے کہ زمینداری کا حساب کتاب تمھارے متعلق کیا جاوے، کیونکہ گلہ بانی تمھاری شان کے خلاف ہے ۔

بیتو ۔ اگر حساب کتاب میں دیکھونگا تو تم کیا کرو گی ؟

کیتھرائن ۔ میں خوبصورت ٹوپیاں بنانے میں جی بہلاؤں گی ۔

بیتو ۔ تمھیں اپنے اس حسن دلفریب کی موجودگی میں کسی خوبصورت ٹوپی کیا ضرورت ہے ۔

کیتھرائن ۔ (مسکرا کر) بس، زیادہ نہ بکو، مجھے اسی ہفتہ میں ایک ٹوپی کی ضرورت ہے کیونکہ آیندہ یکشنبہ کو وملہ کو تریہ میں مجھے ناچنا ہے، بیتو! کیا تمھیں بھی ناچنا آتا ہے،

اس کے جواب میں بیتو نے اپنی پتلی پتلی اور لانبی ٹانگوں کی طرف اشارہ کیا، جس کا مطلب کیتھرائن سمجھ گئی اور کہنے لگی ،، اگر ناچ نہیں آتا ہے تو اُسے سیکھو ،،

بیتو ۔ کیا تم تنہا ناچو گی !

کیتھرائن ۔ نہیں، بلکہ میرے ساتھ اس جوار کا سب سے زیادہ حسین اور عمدہ ناچنے والا بھی شریک ہوگا ۔

بیتو ۔ (کسی قدر گھبرا کر) وہ کون شخص ہے ؟

کیتھرائن ۔ (فخر سے) وہ مسیو شارنی ہے، جس کا محل اس گاؤں کے متصل واقع ہے، میں تمھیں بھی اپنے ہمراہ لے چلوں گی تاکہ ہمارا ناچ دیکھو ۔

اس گفتگو کے بعد سارا دن بیتو نے سخت اضطراب اور بیچینی میں گذارا، کیونکہ اگرچہ اب اُسے گلہ بانی سے نجات مل گئی تھی، جس سے وہ مسرور تھا، لیکن کیتھرائن کے اس قول نے اُس کے دل پر قیامت برپا کر دی تھی کہ وہ اس جوار کے سب سے زیادہ حسین اور ..... نوجوان کے ساتھ ناچے گی، چنانچہ رات کو جب وہ سویا تو خواب میں بھی اُسے مسیو شارنی نظر آیا، جو مضحکہ انگیز طریق پر ناچ رہا تھا، اور اُسی عالم میں اُسنے اُس پر قہقہہ بھی مارا !

سنیچر کے دن سیو بیلو نے اپنے یہاں کے مزدوروں، ملازموں، اور اپنے دوستوں کو اطلاع دی کہ کل اتوار کے دن سویرے سب لوگ چوپال میں جمع ہو کر ڈاکٹر جیلبار کا رسالہ سنیں، لیکن اُس کی سادہ لوح بیوی نے کہا کہ، مزدور کل ہرگز نہیں آسکتے، کیونکہ انھیں گرجا میں حاضر ہونا پڑے گا، اسپر بیلو نے ڈانٹ کر جواب دیا، انکے لئے بس دو ہی راہیں ہیں - یا تو یہاں آکر کتاب سنیں اور یا میرے گاؤں سے نکل جائیں، کیونکہ میں اس معاملہ میں مسیح کے گرجا کے مقابلہ میں فلسفہ کا گرجا قائم کرنا چاہتا ہوں، جس میں میرے تمام ماتحتوں کو حاضر ہونا پڑیگا، بیشک، عورتوں کو گرجا جانا چاہیئے کیونکہ انھیں مذہب کی ضرورت ہے!

چنانچہ سیو بیلو کے حکم کی منادی کر دی گئی، جس کے مطابق صبح جوق جوق لوگ چوپال میں آکر جمع ہو گئے، جس میں صدر مقام پر ایک بلند چوکی بچھائی گئی تھی، جس پر بیتو جیلبار کی کتاب ہاتھ میں لیے ہوئے عظمت و وقار کے ساتھ بیٹھ گیا، اور خطیبانہ لہجے میں اُسے پڑھنے لگا جس کا مضمون یہ تھا -

"دوستو! خدا نے انسان کو اس لئے خلق کیا ہے کہ اُس کی تسبیح و تقدیس اپنے ضمیر کے مطابق کرے، اور اس دنیا کو آباد کرے، جو اسی وقت ممکن ہے کہ وہ آزاد ہو، اور اُس کے جسم، اور عقل اور روح پر استبداد و تجبر کی بھاری سلیں نہ رکھی ہوں - چنانچہ خدا نے اسی لیے اُسے بالکل آزاد پیدا کیا تھا، لیکن گنہگار لوگوں نے اُسکی آزادی سلب کر لی، اور اُسے غلام بنا ڈالا، ان گنہگاروں کے سردار کا نام "ظالم بادشاہ" ہے، جو ظلم و ستم اور عصیان و طغیان کا دلدادہ ہوتا ہے، اور اپنی بہیمی خواہشات کے چلتے تمام ملک و قوم کو برباد کر دینا مباح سمجھتا ہے، بادشاہ ظالم خدا کا دشمن ہوتا ہے کیونکہ وہ اُس کی مشیت کے برخلاف انسانوں کی حریت پر ڈاکہ ڈالتا ہے، اس لئے وہ مجرم ہے، اور اُس کے جبروت کے مقابلہ میں جہاد کرنا ہر انسان کا فرض عین ہے، اور یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ تمام مظلوم باہم متحد و متفق ہوں، اور ان میں خلوص، مساوات، اور رواداری ہو، انھیں آپس کے تمام تنازعات یکسر پس پشت ڈال دینا چاہیئے - کیونکہ اُنکا مشترک مہیب ترین دشمن ظالم بادشاہ سامنے موجود ہے اور اُسکے خوفناک پنجوں سے انھیں نجات حاصل کرنا ہے!!........

غرضکہ یہ اور اسی قسم کے مضامین تھے جنھیں بتیو جاہل دہقانوں کے سامنے پیش کر رہا تھا جنمیں سے اگر وہ کچھ سمجھے تھے تو وہ "حریت"، "مساوات"، "اخوت" اور عدل و انصاف وغیرہ الفاظ، جو انپر برقی اثر کرتے تھے، اور وہ مست ہو ہو کر نعرے لگاتے تھے،

"حریت زندہ باد!! اخوت پائندہ باد!......"

جس زمانے کا ہم تذکرہ رہے ہیں، اس وقت فرانسیسی قوم کا خون، اس شدید حرارت کی وجہ سے جوش کھا رہا تھا، جو قوموں میں اسی وقت پیدا ہوا کرتی ہے جب وہ عبودیت و مسکنت کی کینچل اتارنے کے قریب ہوتی ہیں، چنانچہ فرانس میں اس زمانہ میں لوگوں کی زبان سے ایسے ایسے الفاظ سنائی دیتے ہیں، جو اس سے پیشتر خواب و خیال سے کم نہ تھے، وہ پیشانیاں جنپر ہمیشہ سے غلامی کی مہریں لگی ہوئیں تھیں، اب انپر بھی حریت کے ستارے نمودار ہونے لگے تھے، اور وہ سر جو ہمہ وقت ذلت کے ساتھ جھکے رہتے تھے، اب وہ بھی حقوق طلبی کے لیے بلند ہونے لگے تھے، ملک میں ہر چہار طرف سیاسی جاسوسوں کی بھرمار تھی، اور ہر جگہ بے نام و نشان لوگ گشت کرتے نظر آتے تھے جو قوم کو آزادی کی تعلیم دیتے پھرتے تھے، فرانس کی شاہی گورنمنٹ کی آنکھوں پر پیشتر تو کشیش کے پردے پڑے رہے جسکی وجہ سے اسے یہ جدید تحریک نظر نہ آئی، اور جب اسکی آنکھیں کھلیں تو اسنے دیکھا کہ تمام قوم اس کی مخالفت پر تلی ہوئی ہے۔ یہ مخالفت ابتداً اگر محض خیالی تھی اور عمل میں اس کا وجود نہ تھا، لیکن دوربین نگاہیں محسوس کر رہی تھیں کہ اندر اندر کچھ کھچڑی پک رہی ہے مگر اس کا کوئی تدارک نہ ہو سکتا تھا کیونکہ آزادی کی ہوا جب دماغوں میں سما جاتی ہے تو پھر وہ کسی طرح نکالی نہیں جا سکتی، اور انجام کار ظالم حکومتوں کو الٹ ہی دیتی ہے!

غرضکہ جب بتیو نصف کتاب پڑھ چکا، تو مسیو بیلو نے باقی آئندہ اتوار کے لیے ملتوی کر دینے کا حکم دیا، جس کے بعد یہ پر جوش صحبت ختم ہوئی۔

بتیو کو اس موقع پر بڑی کامیابی ہوئی، کیونکہ سب لوگوں نے اس کی بلند آہنگی اور خطیبانہ لہجہ کی داد دی، حتی کہ مسیو بیلو نے بھی بہت تعریف کی، جس سے اسکی عشرت کی کوئی انتہا نہ تھی البتہ اسے اس بات سے

ضرور رنج تھا کہ کیتھرائن اس موقعہ پر موجود نہ تھی، چنانچہ راستہ مین جب وہ گرجا سے واپس ہوتے ہوئے اُس سے ملی تو وہ اُسے دیکھکر مسکرانے لگا، اور سیو بیلو نے جب کیتھرائن سے بیتو کی کامیابی کا حال بیان کیا اور اُسنے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا تو بیتو کی آنکھون مین فرط مسرت سے آنسو بھر آئے -

کیتھرائن نے بیتو کی کامیابی کا حال سننے اور اُسے مبارک باد دینے کے بعد اپنے باپ سیو بیلو سے کہا! -

کیتھرائن - لِلّٰہ، ذرا ہوشیاری سے کام لیجئے!

بیلو - پھر وہی بزدلی اور خوف!

کیتھرائن - مین نے سنا ہے کہ گورنمنٹ آپکی نگرانی کر رہی ہے -

بیلو - کس سے سنا ہے -

کیتھرائن - آپکے ایک خیر خواہ سے -

بیلو - مین اپنے اُس خیر خواہ کا شکر گذار ہون، مگر مین اُس کا نام معلوم کرنا چاہتا ہون

کیتھرائن - اُس کا نام ،، سیو انیر یوردی شارنی ،، ہے!

بیلو - (غضبناک ہوکر) اس شخص کو میرے معاملات مین مداخلت کا کیا حق ہے؟ کیا مین نے اُس سے اس کی خواہش کی تھی!

کیتھرائن - (سہم کر) معاف فرمائیے، میری غرض آپکو ناراض کرنے کی نہ تھی -

بیلو - (سخت غصہ سے) اچھا مین بھی سیو وی شارنی کو ایک نصیحت کرتا ہون، اور وہ یہ کہ اُسے بھی ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے، کیونکہ قومی مجلس ،، عنقریب ہی نوابون کے گروہ پر ایک شدید ضرب لگانے والی ہے، جیساکہ بار ہا خود ،، آسٹرین[۱] عورت کے مصاحبون مین اُس کا چرچا ہوچکا ہے، لہذا سیو وی شارنی کے بھائی کو جو اُس کا سب سے بڑا مصاحب ہے اس کی اطلاع ہوجانا چاہیئے -

[۱] اُس زمانہ مین لوگ ملکہ فرانس ،، ماری انٹوانٹ ،، کو اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے -

بیتو بھی، جو بیلو کے پہلو مین کھڑا تھا، اور کیتھرائن کا اُسے یہ قول یاد تھا کہ مسیو دی شارنی خوبصورت ترین نوجوان ہے، برہم ہوکر بولا،، بیشک، یہ شخص ہمارے معاملات مین دخل در معقولات دینے والا کون ہوتا ہے!،، مگر کیتھرائن خاموش کھڑی رہی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد بیتو منتظر رہا کہ آسے کیتھرائن حسب وعدہ اپنے ساتھ رقص گاہ کو لیجائے، چنانچہ تین بجے وہ آئی اور بیتو کی ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر دیلے کو تریہ روانی ہوئی، بیتو اُس وقت نہایت مسرور تھا اور اُس کا دل خوشی کے مارے پہلو سے نکلا جاتا تھا، کیتھرائن نہایت عمدہ لباس زیب تن کیئے ہوئے تھی، اور سر پر خود اُسی کے ہاتھ کی بنائی ٹوپی تھی، جس نے اُسکے خداداد حسن کو اور بھی دوبالا کردیا تھا، بیتو اُس کے پہلو مین خود تمکنت کے ساتھ چل رہا تھا اور وہ اپنے دلفریب جمال کے ساتھ نرگسیں آنکھون کو جھکائے مسکراتی ہوئی خراماں خراماں قدم اٹھا رہی تھی، راستہ مین وہ دونون ایک باغ سے گذرے جو لوگون سے بالکل خالی تھا اور جس مین ایک خوشنما بنگلہ پڑا ہوا تھا، بیتو کے قلب مین اُس وقت خود بخود خواہش ہوئی کہ اس تنہا مکان مین جیبی اپنی محبوبہ کیتھرائن کے ساتھ گذارے لیکن کیتھرائن نے یہ سنگار اس لیے نہین کیا تھا کہ اس گوشۂ خلوت مین صرف بیتو کو اُس سے متمتع ہونے دے...... درحقیقت عورت کی مثال اُس گل نازک کی طرح ہوتی ہے، جو اتفاق سے سایہ مین پیدا ہوجاتا ہے، اگر وہ ہمیشہ آفتاب کی تلاش مین رہتا ہے، یہان تک کہ دھوپ پڑتے ہی اُسکی پنکھڑیان کھل جاتی ہین، اور وہ چشم زدن مین جھلس کر بے رونق ہوجاتا ہے..........

غرضکہ یہ دونون ناچ گھر پہونچے، جہان نازک اندام کیتھرائن بیتو کے رقیب کے ساتھ ناچنے لگی، جسے یہ غریب عاشق دیکھ نہ سکا، اُس کے کلیجہ مین مسوس ہونے لگی، پیشانی عرق آلودہ ہوگئی، جسم کانپنے لگا، اور یہ کسی چیز پر اپنے ہاتھ ٹیک کر اس نے اپنے کو گرنے سے بچایا، وہ اگرچہ کیتھرائن پر اپنی نظرین جمائے ہوسے تھا مگر اُس کا رخ زیبا صاف طور پر دکھائی نہ دیتا تھا، گویا کہ اُسکی آنکھون پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے، تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا طبیعت سنبھلی تو آسنے دیکھا کہ کیتھرائن کے چہرے کا رنگ یکایک متغیر ہوکر سونے کی طرح زرد ہوگیا ہے، معلوم نہین کہ وہ مسیو دی شارنی سے گھبرا گئی تھی، یا بیتو کی موجودگی سے اُس پر یہ کیفیت طاری ہوئی تھی، یا دشی ری

کے کان میں کچھ کہنے کا اثر تھا، یا یہ خجالت اس لئے پیدا ہوئی تھی کہ شارنی نے پر لطف طریقہ سے اُس کے ہاتھ کو دبا دیا تھا؟

بینو کی عقل اُس وقت اتنی کہاں کہ وہ اس راز کو سمجھتا، غرضکہ وہ شام کو کیتھرائن کے ساتھ انتہائی اداسی کے ساتھ گاؤں واپس آیا، کیتھرائن نے بھی اُس کی اس کیفیت کو محسوس کیا اور کہا، "بینو، تم رنجیدہ نہ ہو، میں تمھیں سکھادوں گی اور آئندہ موقع پر تمہارے ساتھ بھی ناچونگی" لیکن اُس نے حسرت و افسوس کے ساتھ جواب دیا، "پیاری کیتھرائن میرے پیر ناچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں"

(اگر پیر ناچ نہیں سکتے تو دوڑ تو سکتے ہیں)

شب بھر بینو پریشان رہا اور ناچ گھر کے واقعہ کو یاد کر کے اندر ہی اندر گھلتا رہا!

اب اُس کے نفس میں ایک بڑا انقلاب پیدا ہو رہا تھا، اور وہ وہ چیز کھو رہا تھا جو جانے کے بعد کبھی واپس نہیں آتی، یعنی انسان کا اپنے نفس کے ساتھ حسن ظن، نیند اُسکی آنکھوں سے اڑ گئی تھی، اور وہ بستر پر پڑا کروٹیں بدل رہا تھا کہ اسی اثنا میں اُسے ڈاکٹر جلبار کی کتاب کا خیال آ گیا جس میں نواب زادوں پر بڑی لعن طعن کی گئی تھی، اور ظالم حکام کی مذمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا تھا۔ اُس میں اُن لوگوں کو سخت ملامت کی گئی تھی جو بزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے ظلم استبداد سہتے اور ہر طرح کی ذلتیں برداشت کرتے ہیں، اُسی دوران میں اُسے مسیو دی شارنی بھی یاد آگیا، جو ایک نواب زادہ تھا اور جس نے کیتھرائن کو گویا اُس سے چھین لیا تھا، چنانچہ اُس نے کتاب کے ہر ہر باب کو اس شخص پر منطبق کرنا شروع کیا، اور اُسے محسوس ہونے لگا، کہ اب وہ کتاب کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ سمجھنے لگا ہے، اس لئے اُس نے ارادہ کر لیا کہ صبح ہوتے ہی وہ اُس کا دوبارہ مطالعہ کریگا۔

لیکن شب بیداری کے بعد پچھلے پہر میں جب اُسے نیند آئی، تو وہ اس طرح سویا کہ سات بجے

دل سے پہلے بیدار نہو سکا جس کے بعد اُس نے ڈاکٹر کی کتاب اٹھائی اور کیتھرائن کے دریچہ کے نیچے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔ معلوم نہین کہ اس جگہ کا انتخاب اُسنے قصداً کیا تھا، یا محبوبہ کی کشش اُسے کھینچ لائی تھی، بیتو کتاب دیکھ ہی رہا تھا کہ اُس کے صفحون پر اُسے آدمی کا سایہ معلوم ہوا، اول تو اُسے خیال ہوا کہ شاید یہ کیتھرائن کی پرچھائین ہوگی، مگر پھر اُس نے کہا کہ اُس کی پرچھائین، تنی بڑی کسی طرح نہین ہوسکتی، چنانچہ اُس نے اوپر سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک دراز قامت، نحیف الجثہ اور ادھیڑ شخص، سیاہ کپڑے پہنے اُس کے اوپر سے جھکا ہوا بغور کتاب دیکھ رہا تھا۔ بیتو اُسے دیکھکر سخت متحیر ہوا اور مبہوت ہوکر رہگیا۔ مگر سیاہ پوش جو بالکل مطمئن تھا، تبسم کرکے کہنے لگا۔

سیاہ پوش۔ (کتاب کی طرف اشارہ کرکے) ""نسانی استقلال اور آزادی اقوام""، امریکہ کے شہر ""بوسٹن"" مین ۱۸۳۰ع مین طبع ہوئی!""

بیتو۔ (خوف زدہ ہوکر) جی ہان جناب!""

پھر وہ مؤدب ہوکر کھڑا ہوگیا، کیونکہ مدرسہ مین اُسے یہی تربیت دی گئی تھی کہ اپنے سے بڑونسے کھڑے ہوکر گفتگو کرنا چاہیے۔ مگر جب وہ اٹھ رہا تھا تو اُسے کمرہ مین کیتھرائن نظر آئی جو اُس سے ہاتھ کے اشارہ سے کہہ رہی تھی، مگر گھبراہٹ مین وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بیتو کے کھڑے ہونے کے بعد سیاہ پوش نے کتاب کی طرف انگلی اٹھاکر کہا!۔

سیاہ پوش۔ یہ کتاب کسکی ہے۔

لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ جواب دیتا، کیتھرائن کی دہیمی آواز اُس کے کان مین پہونچی کہ ""کہو میری ہے""، چنانچہ اُسنے کہا!۔

بیتو۔ جناب یہ کتاب میری ہے،

سیاہ پوش۔ (ڈانٹ کر) تو مین تجھے گرفتار کرونگا۔

بیتو۔ (تعجب سے) مجھے! مجھے! یہ کیون؟ یہ کیون؟

سیاہ پوش۔ (نہایت سختی سے) بس خاموشی سے میرے ساتھ ہولو، ورنہ اچھا نہوگا وہ جملہ پورا ہی کرنے پایا تھا کہ دو اور پولیس کانسٹبل نمودار ہوے، اور سیاہ پوش کے

سامنے باادب کھڑے ہوگئے جنھین اُس نے بیتو کے گرفتار کرلینے کا اشارہ کیا، چنانچہ وہ باز کی طرح اُس پر ٹوٹ پڑے، اور رسیون سے اُسے جکڑ کے کیتھرائن کے دریچہ کی زنجیر سے باندھ کے سامنے کے ایک بنگلہ مین چلے گئے، تاکہ اطمینان سے اس واقعہ کی رپورٹ مرتب کرلین، وہ نظرون سے اوجھل ہی ہوے تھے کہ کیتھرائن دریچہ مین تیز چھری لیے نمودار ہوی اور نیچے جھک کر اُسکی رسیان کاٹ دین اور کہنے لگی ،،بیتو! بیتو! یہ دو پونڈ لو، اور اپنی پوری قوت سے بھاگتے ہوے پیرس چلے جاؤ جہان ڈاکٹر جلیبا تمھین ملیگا، اُس سے تمام کیفیت من وعن بیان کردینا!،،

یہ کہہ کے کیتھرائن نے کھڑکی بند ہی کی تھی کہ سپاہی پھر نمودار ہوے اور اپنے شکار کی رسیان کٹی ہوی دیکھکر سخت متعجب ہوکر ایک دوسرے کا منھ تکنے لگا، پھر وہ پھرتی سے آگے بڑھے تاکہ اُسے دوبارہ گرفتار کرلین، لیکن اب اُنکی کیا مجال تھی کہ اس لنگوے پر قابو پاتے، وہ انھین دیکھتے ہی پیرس کی سمت بھاگا، اس اثنا مین سیاہ پوش بھی ایک صندوقچہ ہاتھ مین لئے ہوے بنگلہ سے نکل آیا اور بیتو کو بھاگتے ہوے دیکھکر اُس کے تعاقب مین اپنے سپاہیون کو لیکر دوڑا، لیکن اُسے کامیابی نہ ہوئی اور بیتو بہت جلد نظرون سے اوجھل ہوگیا۔

(سیاہ پوش گاؤن مین کیون آیا تھا؟)

جب سیاہ پوش اور اُس کے دونون ساتھی دور نکل گئے، تو کیتھرائن خوف زدہ اپنے کمرہ سے نکلی اور ایک دوسرے کمرہ کا جاکر دروازہ کھولا جس مین اُس کے باپ کو سیاہ پوش قید کر گیا تھا، دروازہ کھلتے ہی بیلو شیر کی طرح گرجتا ہوا نکلا اور کرخت لہجہ مین کہنے لگا! یہ عجیب واقعہ ہے، ایسے گاؤن مین ان شریرون کا کیا کام تھا؟ وہ کہتے تھے کہ ہم گورنمنٹ اور بادشاہ کی طرف سے آئے ہین، یہ کیونکر؟ گورنمنٹ اور بادشاہ کو مجھ سے کیا طلب ہے، اور اب

ن دونون کو میری کیا فکر ہو گی ہے ؟ گورنمنٹ اور بادشاہ اُس وقت کہان تھے جب گذشتہ سال قحط پڑا تھا، اور ہم بھوک سے مر رہے تھے ؟ اُسوقت انھون نے ہمین کیون نہ یاد کیا ؟ گورنمنٹ اور بادشاہ گذشتہ موسم سرما مین کہان چلے گئے تھے جب برف باری نے ہماری کھیتیان برباد کردی تھین، اُسوقت اُنھون نے ہماری خبر کیون نہ لی ؟ اور ہمین کچھ روپیہ کیون نہ بھیج دیا ؟ کیتھرائن وہ قزاق کہان ہین جنھون نے میرے گھر کی تفتیش کی ہے۔

کیتھرائن نے جو لرزہ براندام کھڑی تھی، تمام قصّہ بیان کیا، اور بیتو کے گرفتار ہونے اور پھر مفرور ہونے کی اطلاع دی، بیلو کی بیوی بھی ایک طرف کھڑی کانپ رہی اور صحن مین گھر کے تمام اسباب کو بکھرا ہوا دیکھکر حسرت و افسوس کر رہی تھی، کہ اتنے مین بیلو کے کان مین اُس کے یہ الفاظ پہونچے،

بیلو کی بیوی - کمبختون نے گھر بھر اُلٹ ڈالا، حتیٰ کہ میرے کپڑون کی الماری بھی نہ چھوڑی۔

بیلو - (دہشت زدہ ہوکر) کپڑون کی الماری !! کیا اُسے بھی اُنھون نے کھول ڈالا ؟ پھر وہ بدحواس ہوکر الماری کے پاس گیا، (جسے سیاہ پوش نے کھولنے کے بعد اُسی طرح بند کر دیا تھا) اور اُس کے ایک خانہ کو دیکھکر چلا آیا !-

بیلو - یہ کیسے ممکن ہے۔

کیتھرائن - (سخت تعجب سے) آپ کیا فرما رہے ہین۔

بیلو - (انتہائی بدحواسی سے) کیتھرائن، جلد آؤ، جلد آؤ تلاش کرو، خوب تلاش کرو، شاید تمھین مل جائے، مجھے نہین معلوم - ممکن ہے کہ اُس صندوق مین ہو، دوسری الماری مین دیکھو، نہین، نہین، مین نے اُسے اپنے ہاتھون سے اسی الماری مین رکھا تھا، اور کل ہی دیکھا تھا، اُف، اُف، اب مین سمجھا، وہ کتاب لینے کے لیے نہین، بلکہ صندوقچہ کی فکر مین آئے تھے، افسوس وہ صندوقچہ اُٹھا لیگئے۔

کیتھرائن - (خوف زدہ ہوکر) آپ کیا فرما رہے ہین ؟ کون صندوقچہ، کون صندوقچہ !!!

بیلو - ہائے، تم اُسے نہین جانتین۔

بیلو کی بیوی - شاید جیلیار کا صندوقچہ -

بیلو - ہان - ہان، وہی، وہی،

کیتھرائن۔ اپنے باپ کی اس حالت سے ڈری کہ مبادا اُس کا دماغ خراب ہو جائے، چنانچہ نہایت تسکین لہجہ مین کہنے لگی۔

کیتھرائن۔ ابا، گھبرائیے نہین، ذرا غصہ کو کم کیجیے۔

بیلو۔ (چلاکر) آہ، ڈاکٹر میری نسبت کیا خیال کریگا؟ وہ تو یہی کہے گا کہ بیلو نے خیانت کی، بیلو بے وفا ہے، بیلو، عہد شکن ہے! مین نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس صندوقچہ کے مرتے وقت تک اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرونگا، مگر افسوس کہ وہ چھن گیا۔

کیتھرائن۔ اُس مین کیا تھا۔

بیلو۔ یہ تو مجھے معلوم نہین، البتہ اسقدر جانتا ہون کہ اُس کے جانے سے پہلے مجھے اس دنیا سے چلا جانا چاہیے تھا۔

پھر بیلو کے چہرہ پر انتہائی یاس و حسرت کے آثار ظاہر ہوے، اور فرط غضب سے اُس کا چہرہ تمتمانے لگا جس سے کیتھرائن بہت ڈری اور رو رو کر کہنے لگی، بیلو ہم پر اور اپنے اوپر رحم کھائیے،،

بیلو۔ (بے قابو ہوکر) میرا گھوڑا لاؤ، میرا گھوڑا لاؤ۔

کیتھرائن۔ کیون؟ کیون؟ کہان کا قصد ہے، جلد جلد بتاسیے!

بیلو۔ جہان بھی ڈاکٹر سے ملاقات ہو، گھوڑا جلد لاؤ۔

کیتھرائن۔ (آبدیدہ ہوکر) آپ ہمین چھوڑ کر جارہے ہین، آپ کے بعد ہماری کیا حالت ہوگی؟

کیتھرائن کے اس قول نے بیلو پر بہت اثر کیا، اور وہ اُس کی پیشانی کو بوسہ دیکر کہنے لگا۔!

بیلو۔ اے جان پدر، تم اس معاملہ مین کچھ نہ بولو، جو کام مین کرنے والا ہون، وہ مجھپر فرض ہے کیونکہ جیلبا نے مجھ سے چلتے وقت کہا تھا کہ اگر یہ صندوقچہ خدانخواستہ ضائع ہو جائے تو اُس وقت تک چین نہ لینا جب تک اس کی اطلاع مجھے نکر دینا اگرچہ اس مین تمھارے لئے خطرہ بھی ہو، پس پیاری کیتھرائن، مین ڈاکٹر کی تلاش مین ضرور جاونگا، اور یقین کرو کہ تمھاری محبت بھی میرے لیے

سد راہ نہ ہو سکے گی۔ لو گھوڑا آگیا۔ میں تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

اُس نے یہ کہا اور جست کرکے گھوڑے پہ سوار ہو گیا، اور اُسے ایڑ دیتا ہوا پیرس کی سمت روانہ ہو گیا۔

باب (۹)

(پیرس کے راستہ میں)

بیتو سیو بیلو کے گاؤں سے نکل کے تیزی سے پیرس بھاگا چلا جا رہا ہے، اور دو عظیم الشان خیال اُسے تیز رفتار پر مجبور کر رہے ہیں، پولیس کا خوف کہتا ہے، "تیر کی طرح نکل جا ورنہ جیل میں زندگی بسر کرنی ہوگی"، اور کیتھرائن کی محبت کہتی ہے، "ہوا ہو جا، اور میرے لیے اپنی جان بچا لے"، اسی لیے ہر لحظہ اُس کی تگ و دو برابر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، اور وہ ہوا کے گھوڑے بیٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے، خدا کی حکمت تو دیکھو کہ اپنی جن لمبی ٹانگوں کی بیتو نے اس لئے تحقیر کی تھی کہ وہ ناچنے کے لائق نہیں ہیں، آج اُنھیں کی بدولت اُسکی جان بچ رہی ہے، غرضکہ وہ برابر دوڑتا رہا، یہاں تک کہ اُس نے وہ جنگل بھی طے کیا جس کے بعد پیرس کی سڑک شروع ہوتی ہے۔ اب وہ ذرا دم لینے کے لئے ٹھہرا، کیونکہ اُس نے فی گھنٹہ ۱۸ میل کے حساب سے مسافت طے کی تھی، تھوڑی دیر تک سبزہ پہ آرام کرنے کے بعد وہ پھر اُٹھا اور کسی قدر کم رفتار سے چلنے لگا، لیکن اُسے یکایک گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی، وہ خوف زدہ ہو کر پیچھے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک سوار نظر آیا جو اُسی کی سمت گھوڑا اڑائے چلا آ رہا تھا، اُسے دیکھتے ہی وہ پھر بھاگنے لگا، مگر انسان گھوڑے کا کہاں تک مقابلہ کر سکتا ہے، چنانچہ دس ہی منٹ کے بعد سوار اُسکے قریب پہنچ گیا جسکے خوف سے وہ زمین پہ گر پڑا اور گرتے ہی اُسکی پشت پر ایک کوڑا پڑا اور کان میں آواز آئی، "بیتو تو نے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا"، بیتو نے سر اُٹھایا، دیکھا تو چیخ کر کہنے لگا "

بیتو۔ مسیو بیلو، مسیو بیلو،

بیلو۔ ہاں، ہاں، میں ہی ہوں، –

بیتو۔ شاید آپ نے مجھے گاؤن واپس لے جانے کے لئے اتنی زحمت برداشت کی ہے ما
مین نہایت شکر گذار ہون، آپ تردد نہ کرین، مین بہت جلد واپس آ جاؤن گا۔
بیلو۔ نہین، مین تمھارے واپس لینے کے لئے نہین آیا ہون، بلکہ مین بھی پیرس جارہا ہون
اٹھو، جلد چلو۔
بیتو۔ وہان آپکا کیا کام ہے۔
بیلو۔ اب باتین کرنے کا وقت نہین ہے، رات تاریک ہے، ہوا چلنے والی ہے۔ اور صبح
طلوع ہوا چاہتی ہے۔ آؤ، میرے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ لو۔
اُس نے یہ کہا اور بیتو کو بآسانی اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پیچھے بٹھا لیا۔

(پیرس مین کیا ہو رہا تھا ؟ ؟)

بیلو نے پیرس کے قریب پہونچکر کچھ روشنی دیکھی، جو کبھی ظاہر ہوتی تھی اور کبھی غائب
اُس نے بیتو کو بھی اسکی طرف توجہ دلائی۔ تو اُس نے کہا !۔
بیتو۔ میرے خیال مین یہ کسی لشکرگاہ کی روشنی ہے۔
بیلو۔ بھلا وہان فوج کا کیا کام ہے ؟
بیتو۔ یہ تو مین نہین کہہ سکتا، مگر آپ اپنے سامنے بھی کچھ دیکھتے ہین ؟ اُس نے یہ کہا اور
راستہ کے متصل ایک میدان کی جانب اشارہ کیا، بیلو نے ادھر نظر اوٹھائی تو معلوم ہوا کہ
ایک بڑی فوج آہستہ آہستہ کوچ کررہی ہے !، تارون کی روشنی مین اُس کے ہتھیار چمک رہے
ہین، پھر اُس نے اور زیادہ غور سے دیکھا تو توپ خانہ بھی نظر آیا، جسپر اُس نے سر ہلا کر کہا
معلوم ہوتا ہے کہ موقع سے پہنچے، کیونکہ شاید پیرس مین کوئی اہم حادثہ ہو گیا ہے،، لیکن
بیتو نے اس کا کوئی جواب نہین دیا، کیونکہ وہ اُسی روشنی کو برابر دیکھ رہا تھا جو پیرس کی
سمت نظر آرہی تھی۔ چنانچہ چند لمحون کے بعد اُس نے بآواز بلند کہا، جس روشنی کو ہم روشنی

گھیر رہے تھے، وہ تو آگ سے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اُس مین تمام راستے بند ہو رہے ہین -
یہ سنتے ہی بیلو گھوڑے پر سے پھاند پڑا اور اُسی مذکورہ بالا فوج کے چند سپاہیون سے جا کر حالات دریافت کرنے لگا کہ ،،کیون بھائیو۔ تمھین پیرس کی کچھ خبر ہے؟،، لیکن انھون نے اُسے ایسی زبان مین جواب دیا کہ وہ کچھ نہ سمجھ سکا، اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ سپاہی فرانسیسی نہین ہین۔ اس کے بعد پھر اس نے لُکنت سے سوال کیا۔ تو ان مین سے ایک سپاہی نے ترش روئی سے کہا ،،ہان، جاؤ، جاؤ،، بیلو غضبناک ہو کر واپس آیا۔ اُس نے ناحق ان اجنبی سپاہیون سے گفتگو کی۔ پھر وہ اور ریتو آگے بڑھے اور پیرس کے متصل ایک قصبہ ،،بورجے،، مین داخل ہوئے جہان انھین چند فرنچ ملے جن سے بیلو نے اس طرح گفتگو کی -

بیلو ۔ دوستو، پیرس کا کیا حال ہے -

ایک سپاہی ۔ تمھارے پیرسی بھائیون کو دیوانہ کتے نے کاٹ لیا ہے، اسی لئے وہ وزیر ،،ناکار،، کو دوبارہ طلب کرنے اور ہمپر ناحق گولیان چلاتے ہین، گویا کہ ہم نے اُسے وزیر بنایا تھا، اور پھر ہمین نے اُسے معزول کر دیا ہے

بیلو ۔ (تعجب سے) ناکار معزول ہو گیا -

سپاہی ۔ ہان! بادشاہ معظم نے اُسے معزول کر کے ذلت کے ساتھ پیرس سے نکال دیا ہے اور اب وہ بروکسل مین مقیم ہے -

بیلو نے یہ سنتے ہی جوش کے ساتھ کہا ،،بادشاہ نے اس وزیر کو نکال دیا! بادشاہ نے عظیم الشان وزیر ناکار کو معزول کر دیا! اچھا پیرس مین سب کچھ معلوم ہو جائے گا -

پھر وہ پھرتی سے گھوڑے پر بیٹھا اور اُسے ایڑ دیتا ہوا دم بھر مین پیرس کے سامنے پہونچ گیا، جس کی شہر پناہ مین سخت آگ لگی ہوئی تھی لیکن وہ اس پر جوش فلسفی مزاج

۱؎ ناکار (ژان جاک ناکار) ۱۷۳۲ء مین شہر جنیوا مین پیدا ہوا، پیرس مین وہ ایک بہت بڑے بنک کا مالک تھا، اور اپنی خوش انتظامی اور حسن اخلاق مین ضرب المثل تھا، لوئس شانزدہم شاہ فرانس نے اُسے ،،تیرگو،، اور ،،مالرب،، کے بعد وزیر منتخب کیا جسکے ہاتھ سے سلطنت کی مالی حالت درست کرنیکی کوشش کی، مگر نوابون کا گروہ کسی اصلاح کو پسند نہ کرتا تھا، اس لئے اُسے معزول کرا دیا گیا، اُسی کی دوبارہ واپسی پر قوم اصرار کر رہی تھی -

کاشتکار کو روک نہ سکی، اور اپنے صبا رفتار کو آگ میں دھنساتا ہوا شہر میں گھس گیا، جہاں شہر پناہ کے قریب عوام الناس کا ایک عظیم الشان انبوہ جمع تھا، جس کا غیظ و غضب اس آتش سوزان سے بھی زیادہ بھڑک رہا تھا اور جس کے شور سے فضائے آسمانی گونج رہی تھی۔ سب کی زبان پر یا ہمہ الفاظ تھے،، اور سب یک آواز چلا رہے تھے،، ہمیں ہمارا دو! ہمیں ہمارا دو!،، بیلو جب مجمع کے سامنے پہونچا تو گھوڑے سے اتر پڑا، اور اس کی لگام کو ہاتھ میں لیکر حکم آمیز لہجہ میں یہ پکارتا ہوا بھیڑ میں داخل ہو گیا کہ،، راستہ چھوڑ دو، راستہ چھوڑ دو!،، لیکن بعد ازاں نرمی سے پکارنا کہ بھائیو۔ مہربانی کر کے ہمیں گزرنے دو!،، چنانچہ یہ دونوں بھیڑ کو چیرتے ہوئے اور کئی گلیوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑی سڑک پر پہونچے، جہاں اس قدر آدمی جمع تھے کہ سروں کا ایک جنگل نظر آتا تھا، اس ازدحام کے آگے آگے دو شخص ایک چوکی کو سر پر اٹھائے ہوئے تھے، جس پر دو بڑی بڑی تصویریں کھڑی کی گئی تھیں جن میں سے ایک کے گرد سیاہ حاشیہ تھا، اور دوسری کے چاروں طرف خوشنما پھول بنائے گئے تھے، پہلی تصویر ناکار وزیر کی تھی جسے بادشاہ نے معزول کر دیا تھا، اور دوسری،، ڈیوک دور لیان،، کی تھی، جس نے ناکار کی بڑی سرگرمی سے حمایت کی تھی، بیلو نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے، تو اسے جواب ملا کہ قوم ان دونوں شخصوں کی عزت افزائی کے لیے مظاہرہ کر رہی ہے کیونکہ بادشاہ نے اس کی توہین کی ہے!

198 987

بیلو جس سوسائٹی کا آدمی تھا، اس میں،، ڈیوک دور لیان،، کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا تھا، اور ناکار کی تو تقریباً پرستش ہوتی تھی،، اسی بنا پر حقیقت حال معلوم ہو جانے کے بعد اس کے خون نے جوش کھایا، اور وہ از خود رفتہ ہو کر گھوڑے کی باگ بنیو کے ہاتھ میں دیکر یہ نعرے لگاتا ہوا مجمع کے اگلے حصہ میں پہونچ گیا کہ،، ناکار زندہ باد! ڈیوک دور لیان پائندہ باد!،، اب بیلو کی حالت اور بھی زیادہ خطرناک تھی، کیونکہ وہ اپنے آزاد خیالات کے علاوہ اب مجمع میں تھا کہ جس میں شامل ہونے کے بعد عقلمند سے عقلمند آدمی بھی اس تنکے کی مانند ہو جاتا ہے جو دریا کے دھارے پر پڑ گیا ہو۔ اس کے ذاتی خیالات رخصت ہو جاتے ہیں اور وہ سراسر مجمع کا ہم آہنگ بن جاتا ہے، چنانچہ جس بھیڑ میں اب بیلو کھڑا تھا وہ جوش و خروش سے لبریز تھی اور اس کا نعرہ بس یہ تھا،، ناکار زندہ رہے! اجنبی فوجوں کو نکال دو! ہم غیر ملکیوں کو

فرانس میں نہیں چاہتے! ہم آزادی کے خواہاں ہیں! اس لیے وہ بھی یہی نعرے لگانے لگا،
جنھیں سنکر اس انبوہ نے اُسے فوراً اپنے میں ممتاز جگہ دیدی، اور سب کی نظریں اُسی پر پڑنے
لگیں، کیونکہ وہ دیہات کا باشندہ تھا اور کھلی ہوا میں رہنے کی وجہ سے اُس کی آواز نہایت
بلند اور مضبوط تھی، برخلاف اُس کے اہل پیرس شراب خواری اور فاسد آب وہوا میں زندگی
بسر کرنے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے، اور ان کی آواز پست اور کمزور تھی، حسن اتفاق سے بلو کے
پہلی صف میں پہونچتے ہی جو کی برداروں میں سے ایک شخص اسقدر تھک گیا کہ اُسے اپنا قائم
مقام کر کے ہٹنا گیا، اب اُس کا جوش درجہ جنون تک پہونچ گیا تھا اور وہ جو کی کو اپنے زبردست
نعروں کی گونج میں بیچیری سے آگے بڑھائے لئے جارہا تھا۔

اللہ اکبر، کل جو دیہاتی ڈاکٹر جیلیا کے خیالات کسانوں میں پھیلایا کرتا تھا۔ آج وہی
اس زبردست مظاہرہ کا رکن رکین بن گیا ہے۔ جیسے مظلوم رعایا نے اپنے جبار بادشاہ
اور گورنمنٹ کی مخالفت میں برپا کیا ہے! اس میں چنداں تعجب کا موقع نہیں ہے، ہر شخص بلند
سے بلند رتبہ تک پہونچ سکتا ہے، بشرطیکہ اُس کا قلب بہادر ہو، اور خلوص صداقت اور
قومیت کے مقدس جذبات سے معمور ہو، خدا نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، اس لیئے
وہ فطرتاً معزز و محترم ہے، اور اُسے ہمیشہ ایسا ہی رہنا چاہیے، لیکن وائے بر حال انسان کہ
اپنی وہ بزدلی و کم ہمتی کی وجہ سے کبھی اس قدر ذلیل بن جاتا ہے کہ غلیظ کے نفرت انگیز کیڑوں
کو بھی اُس پر افسوس اور ترس آنے لگتا ہے! اس آسمان کے نیچے اگر کوئی سب سے بڑی ذلت
اور بے حرمتی ہے، تو وہ یہی ہے کہ یہ اشرف المخلوقات خلعت حریت کے بدلہ طوق غلامی
اپنی گردن میں ڈال لے اور اپنی ہی جیسی مخلوق کے سامنے اس طرح عاجزی و مسکنت کا اظہار
کرے، جس طرح خالق السموات والارض کے سامنے کرنا چاہیئے!

غرضکہ بلو جو کی کو اٹھائے ہوئے مجمع کے آگے آگے ،، میدان فتح ،، پہونچا جہاں
اُسے ایک اور جم غفیر ملا جس میں سے ہر شخص اپنی ٹوپی میں ایک ایک سبز پتہ لگائے ہوئے
تھا اور پکار پکار کہہ رہا تھا ،، ہتھیار لاؤ، ہتھیار لاؤ، جب یہ دونوں مجمع قریب ہوئے،
تو وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر کر ایکدوسرے کو پہچاننے لگے۔

ہمنے کہا ہے کہ اس مجمع کی ٹوپیون مین سبز پتے لگے ہین، جو "ناکونسٹی دار نوی" کی علامت ہے، جو نوابون کے طبقہ مین سے تھا، پھر اس قومی انبوہ نے اُسے اپنے لئے کیون منتخب کیا؟ واقعہ یہ تھا کہ جب "وزیر" "ناکار" کے معزول ہونے کی خبر پھیلی، تو "فوی" کے قہوہ خانہ سے ایک نوجوان نکلا، اور سڑک پر میز رکھکر اور اُس پر کھڑا ہوکر اپنے پستول کو گردش دینے لگا، اُس کا نعرہ یہ تھا "ہتھیار" لوگ اس عجیب حالت مین اُسے دیکھکر ہزارون کی تعداد مین اُس کے گرد جمع ہوگئے، اور اس نے غیر ملکی فوجون کا نام لیکر اس طرح تقریر شروع کی۔

لوگو، جرمنی کی فوجین آج شام کو پیرس مین داخل ہون گی، جنکے ساتھ چار توپ خانے بھی ہین، اور پرنس لامبرک[1] "اُنکا سپہ سالار ہے، اے شجاعان پیرس کیا تمھاری آنکھین ان اجنبی فوجون کو اپنے وطن مقدس کے محبوب پایۂ تخت مین دیکھنا قبول کر سکتی ہین؟ کہ جس کی خاک کے نیچے تمھارے معزز بزرگ ہمیشہ کی نیند سو رہے ہین؟ یہ فوجین یہان اس لیئے آئین گی کہ اُنکی ہڈیون کو روندین، اور تمھارے قومی افتخار و مرتبہ کو اپنے نحس بوٹون اور گھوڑون کے سمون سے پائمال کرین، کیا تم اس ناقابل برداشت ذلت کو پسند کر لو گے! اے وہ لوگو، جنکی گردنین ہمیشہ عزت سے بلند رہتی تھین، اب یہ فوجین اُنکے خم کرنے کے لیے آرہی ہین، کیا اہل فرانس کی غیرت بالکل مردہ ہوگئی ہے، یا وہ جنبش مین آگئی؟ دوستو! اگر تمنے ان غیر ملکی فوجون کو پیرس مین گھسنے دیا تو تم سے زیادہ کوئی بے غیرت نہ ہوگا! اور یہ تمھارے لیے زیبا ہوگا کہ اپنے کو شریف کہو، کیونکہ وطن مقدس کی حرمت تمھاری ماؤن، بہنون اور بیبیون سے کہین زائد ہے، اگر ان اجنبیون نے اُسے ناپاک کرڈالا، تو یقین کرو کہ تمھاری ناک ہمیشہ کے لئے کٹ جائیگی اور اس سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہوگے جتنے اپنی ذاتی حرمت کے جانے سے ہوتے! بتاؤ کہ کیا تم اس ابدی لعنت کے برداشت کرنے کے لیے تیار ہو؟ نہین، مین کسی طرح بھی تصور نہین کر سکتا کہ کوئی فرانسیسی بھی "ہان" کہہ سکے! کیونکہ ہم سب کے سب دشمنان وطن سے

---

(۱) پرنس لامبرک ۱۷۵۱ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۲۵ء مین فوت ہوا، اُسنے بھی بغاوت کے زمانہ مین فرانس سے ہجرت کی تھی، اور اُسیکی مخالفت مین بہت سرگرمی کا اظہار کیا تھا۔

جہاد کرنے پر آمادہ ہین اور غیر ملکیون کو وطن مقدس کی پاک سرزمین پر ایک لمحہ بھی دیکھنا گوارا نہین کر سکتے! پس اے عزیزو، آؤ کوئی ایسی علامت اختیار کریں جو ہمین دشمنون سے ممتاز کر سکے!،، اُس نے یہ کہا اور ہاتھ بڑھا کے درخت کا ایک پتہ توڑ لیا، اور اُسے اپنی ٹوپی مین یہ کہکر لگا لیا،، آج کے دن ہماری یہ علامت ہے! مجمع نے بھی جوش و خروش سے اُس کی تقلید کی، جس کی وجہ سے وہ جھاڑ دار درخت پتون سے خالی ہو گیا، اور سب فرانس زندہ باد کے نعرے لگانے لگے! یہ نوجوان صبح تک بالکل غیر معروف تھا لیکن شام سے پہلے پہلے اُس کی شہرت عام ہو گئی، اس کا نام،، کامیل دیمولین،، تھا۔

بیلو اور اُس کے ساتھیون کو جب یہ تفصیل معلوم ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے، فریقین نے باہم معانقہ کیا اور،، آزادی کی جے،، پکارتے ہوئے اپنی اپنی راہ چلے گئے، یہان سے چلکر بیلو مع اپنے ہمراہیون کے جو سیلاب کی طرح اُس کے پیچھے چلے آ رہے تھے،، ناندوم،، کے میدان مین پہونچے۔ جہان اُنھین جرمن سوارون کا ایک دستہ منتظر ملا جس نے مجمع کو دیکھتے ہی ایک زبردست حملہ کر دیا اور نہتے آدمیون کے اس انبوہ کا قتل عام شروع کر دیا،

چنانچہ چند ہی لمحہ مین لوگ ادہر اُدہر بھاگنے لگے۔ اور تصویر دن کی چوکی کاندھون پر سے گر پڑی لیکن فوراً ہی ایک نوجوان نے ڈیوک دورلیان کی تصویر اپنے نیزہ کی انی سے آویزان کر کے،، حریت زندہ باد،، کا نعرہ لگایا، جسے دیکھکر بیلو نے بھی ناکار کی تصویر بلند کر دی، جس سے مجمع پھر جم گیا اور لڑنے لگا، مگر مگر جرمنی سوارون نے پھر شدت حملہ کیا جس سے بیلو کے قریب کا ایک نوجوان زخمی ہو کر گر پڑا اور ناکار کی تصویر بیلو کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر آ رہی، وہ اسکے دوبارہ بلند کرنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ اُس کے شانے پر ایک ہاتھ پڑا کہ،، بیلو ادہر آؤ،، اس نے غضبناک ہو کر نظر اٹھائی تو وہ وفادار منیو تھا، جو اب اُسے کھینچنے لگا تھا، لیکن بیلو نے

(۱) کامیل دیمولین، فرانس کا ایک مشہور وکیل اور اخبار نویس تھا، ۱۷۶۰ء مین پیدا ہوا اور بغاوت فرانس کی برپا کرنے مین بہت شہرت حاصل کی۔ اُسی نے،، باستیل،، کے جیل پر حملہ کرنے کے لیے قوم کو آمادہ کیا تھا، اور وہی دوران بغاوت مین ایک اخبار نکالتا تھا، جس کا نام،، بغاوت فرانس،، تھا۔

کہا کہ میں میدان سے اُس وقت تک نہ ہٹونگا جب تک اس زخمی کو بھی اپنے ہمراہ نہ لے چلوں، چنانچہ دونوں نے ملکر اُسے اُٹھا لیا اور "سان ہوتوری" کے محلہ سے ہوتے ہوئے "محل شاہی" کی طرف روانہ ہوئے۔

(۱۲ر جولائی سے ۱۳ر جولائی ۱۷۸۹ء تک)

جب جرمنی سوار خوب خونریزی کرکے اپنی بارکوں کی طرف چلے گئے اور مجمع کے دل سے خوف و وحشت زائل ہوئی، تو اُس نے پھر شور مچانا شروع کیا، "انتقام! انتقام!" اس صدا کے بلند ہوتے ہی اور ہزارہا آدمی جمع ہوگئے اور سب نے "انتقام! انتقام!" کہنا شروع کیا۔

دوسری طرف بیلو اور بیتو زخمی کو لئے ہوئے قصر شاہی کے میدان میں پہونچے، تو وہاں بھی انھیں ایک ازدحام عظیم نظر آیا جس کا نعرہ بھی وہی "انتقام" تھا، اور جو فرنچ گارڈ کے اُس دستہ سے فریاد کرنے جمع ہوا تھا جو اس میدان میں محل کی حفاظت کیلئے متعین تھا، مگر کسی کو سپاہیوں سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، لیکن بہادر بیلو کسی سے کب ڈرنے والا تھا، چنانچہ وہ آگے بڑھا اور فوج کے سامنے جاکر آواز بلند کہنے لگا۔

بیلو۔ تمھارا تعلق کس فوج سے ہے؟

ایک سپاہی۔ ہم فرنچ گارڈ کے آدمی ہیں۔

یہ سنتے ہی بیلو چلا کر رویا، اور پھر اپنے ہمراہی زخمی کو جو اب مرچکا تھا اُن کے سامنے ڈالکر مؤثر لہجہ میں کہنے لگا۔

بیلو۔ وہ تمھاری قوم کو اس طرح قتل کررہے ہیں اور تم اطمینان سے یہاں کھڑے ہو۔

سب سپاہی۔ کیا یہ مرگیا ہے؟ کیا یہ مرگیا ہے؟

بیلو۔ (روکے) ہاں، یہ مرگیا ہے، اور اسی کی مانند اور ہزارہا آدمی مارے گئے ہیں۔

ایک سپاہی - (مشتعل ہوکر) اسے کس نے قتل کیا ہے ؟

بیلو - ہمارے اور تمھارے دشمن جرمنی سواروں نے ! کیا تم نے انکی بندوقوں کے چلنے اور گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز نہیں سنی تھی ؟

ایک سپاہی - ہاں - ہاں، وہ ،، فاندرم کے میدان ،، میں قوم پر حملے کر رہے تھے -

بیلو - (از حد جوش سے) لیکن کیا تم بھی اسی قوم کے افراد نہیں ؟ کیا تم فرانسیسی نسل سے نہیں ہو ؟ اور کیا تم ہمارے بھائی نہیں ہو ! پھر یہ کیا بزدلی ہے کہ غیر ملکی سپاہی تمھارے بھائیوں کو قتل کر رہے ہیں، اور تم خاموش ہو ؟ دوستو! یہ زندگی جسپر تم تکیے بیٹھے ہو محض دو روزہ ہے، آؤ، اپنی قومی عزت کو بچائیں !!!

سب سپاہی - (یک آواز) کیا ہم بزدل ہیں ؟ کیا ہم بزدل ہیں ؟

بیلو - (اور زیادہ شدومد سے) ہاں ہاں، تم بزدل ہو، میں کہتا ہوں کہ تم بزدل ہو! کیونکہ جو شخص اپنی قوم کو ذلیل ہونے دیتا ہے وہ سخت بزدل ہوتا ہے !! (پھر وہ اور آگے آیا اور جرأت سے کہنے لگا) کون ہے جو مجھپر برہم ہوتا ہے ؟ شاید تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرکے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم بزدل نہیں ہو، لیکن اپنے بھائیوں پر ہاتھ اُٹھانا کہاں کی شجاعت ہے اگر تمھیں کچھ دعوی ہے تو دشمنوں کے مقابل میں آؤ، تاکہ ہم بھی تمھاری بہادری کے قائل ہوں !!

ایک سپاہی - (نرمی سے) برادر من ! ہمیں ملامت نہ کرو تمھیں معلوم ہے کہ ہم سپاہی ہیں اور ہمپر اپنے جنگی قانون اور افسروں کی اطاعت واجب ہے -

بیلو - اچھا اگر تم ہمارے قتل کا افسر حکم دیدینگے، تو (کیا) (تم) بلا پس و پیش ہمیں ذبح کر ڈالوگے ؟

ایک سپاہی - (جوش سے) ممکن ہے میں تو اپنی قوم پر گولی نہ چلاؤں گا -

پھر (سب) سپاہی چلاکر - اور ہم بھی گولیاں نہ چلائیں گے - !!

بیلو - اگر یہ صحیح ہے کہ تم قوم پر حملہ نہ کروگے تو اُسے اجنبی خونخوار سپاہیوں سے بچاؤ بھی -

یہ جملہ بیلو کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ مجمع سے شور بلند ہوا ،، سوار آ گئے ! سوار آ گئے !،،

یہ سنتے ہی بیلو نے ایک سپاہی سے کڑی آواز مین کہا ،، لو ہمارے قتل کرنے کو جرمنی گئے ، ہم بالکل نہتے ہین ، اپنے ہتھیار ہمین دیدو !،، یہ کہکر اُسنے اُس کی بندوق کی طرف ہاتھ بڑھایا ، لیکن سپاہی نے اُسے جھٹک کر کہا ،، ہٹو ، ہٹو ، اگر وہ برے ارادے سے آئے ہین ، تو ہم تمھاری حفاظت کرینگے ،، پھر سب سپاہیون نے بیک آواز پکار کر کہا ،، بیشک ، بیشک ، ہم تمھارے محافظ ہین ۔،،

بیلو بڑبڑاہٹ کے ساتھ یہ کہتا ہوا ہٹ آیا کہ افسوس میرے پاس بندوق نہین ، ورنہ ان نابکارون کو بتا دیتا ، لیکن وہ یہ جملہ تمام بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بندوق اُسکے سامنے بڑھا دی ، جسے لیکر اُس نے جرمنی سوارون کو جو برابر بڑھتے چلے آ رہے تھے ڈانٹا ، کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ، مگر وہ اُس کی کب پرواہ کرتے تھے ، اسی اثنا مین اُن کے گھوڑون نے ایک ضعیف مزدور عورت کو کچل ڈالا جس سے بیلو از حد برہم ہوا اور شیر کی طرح گرج کر گارڈ کے سپاہیون سے کہنے لگا ،، فیر کرو !،، سپاہیون کو شبہ ہوا کہ یہ اُنکے افسر کا حکم ہے ، چنانچہ اُنھون نے فوراً اپنی بندوقون سے جرمنی سوارون پر ایک باڑھ ماری ، جس کی وجہ سے سوار جھجک گئے ، اور اُنکے کمانڈر نے آگے بڑھکر سپاہیون کو مخاطب کرکے کہا ،، دوستو ، ہوش مین آؤ ، تم تو ہمپر فیر کر رہے ہو !،، اس کے جواب مین بیلو نے چلا کر کہا ،، اس مین تعجب ہی کیا ہے ؟،، اور پھر اُس نے اپنی بندوق چھتیا کر ایسا صحیح نشانہ مارا کہ گولی سینہ توڑ کر نکل گئی اور وہ خاک و خون مین لوٹنے لگا ، اُس کے ساتھ ہی فرنچ گارڈ نے چند اور پیہم باڑھین مارین جن کی تاب نہ لا کر سوارون نے پیٹھ پھیر دی اور قوم نے ان نعرون سے آسمان سر پر اُٹھا لیا ،، فرانسیسی گارڈ ہمیشہ سلامت رہے !!،،

جرمنی سوارون کے جانے کے بعد مجمع کی حالت بہت بڑھ گئی ، اور اُس نے شور مچانا شروع کیا ، ہمین ہتھیارون کی ضرورت ہے ، جس کے جواب مین بعضون نے کہا ،، میگزین چلکر لوٹ لو !،، پھر کچھ اور لوگون نے کہا ،، ملا بنو سٹی چلین ، جہان اُس کے چیمبر مین ،، مسیو فلاسال ،، سے میگزین کی کنجیان لے لینگے !،، اس پر تمام مجمع چیخ اُٹھا ،، بیشک وہین

چلنا چاہیے "، اور پھر سب لوگ اُس طرف روانہ ہو گئے۔

اس دوران میں شکست خوردہ جرمنی سوار اپنے سپہ سالار "پرنس لامبرک" کے پاس پہنچ چکے، اور اُسے تمام حالات سے مطلع کر چکے تھے، چنانچہ وہ غیظ و غضب سے بھر گیا اور اُنھیں دوبارہ لا کے "قصر تولری"[1] کی دیواروں اور "بون توران" کے آہنی کٹہرے کے مابین اُس قومی مجمع کا محاصرہ کر لیا، جو نغمہ سلطنی جا رہا تھا۔

پیشتر بیلو کا بھی یہی قصد تھا کہ وہ مجمع کے ساتھ جائے، مگر اُس نے میتو سے کہا "اب معاملہ ختم ہو گیا ہے، چلو پہلے ڈاکٹر جیلبار کو اس کے صندوقچہ کی خبر دیں، پھر واپس آجائیں گے"، لیکن جب یہ دونوں فقہ ذو لیریجی کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ تمام مجمع محصور ہوا، بیلو نے تھوڑی دیر تک غور کرنے کے بعد میتو کو اپنے ہمراہ لیا اور دریا کے کنارے سے ایک بڑے درخت کا تنہ اٹھا لیا، اور اُسکی مسلسل ضربوں سے آہنی کٹہرہ توڑ ڈالا، جس سے لوگ اس طرح نکلنے شروع ہوئے جس طرح بند پانی راستہ پا کر نکلتا ہے۔

جب پرنس لامبرک نے دیکھا کہ محاصرہ ٹوٹ گیا ہے، تو وہ اپنے گھوڑے آگے بڑھانے لگا، تاکہ حقیقت حال معلوم کرے، لیکن اس سے اس کی فوج کو شبہ ہوا کہ وہ حملہ کا حکم دیرہا ہے، چنانچہ وہ اس غیر مسلح گروہ پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑی اور اُسے بری طرح موت کے گھاٹ اُتارنے لگی، رات نہایت تاریک تھی، جس کے سیاہ دامنوں کے نیچے سخت ہولناک واقعات ہو رہے تھے، نہتے مرد، عورتیں اور بچے، بوڑھے اور جوان، بلا فرق و امتیاز قتل کیے جا رہے تھے، اور جو زخمی ہو کر گرتے تھے اُن کے جسموں کو بیرحم گھوڑے روند کے سرمہ کر رہے تھے، کوٹھوں پر سے عورتیں تک پرنس لامبرک اور اُسکی فوج پر کرسیاں، میزیں، اور پتھر برسا رہی تھیں اور پوری کوشش دشمنوں کی ایذا رسانی میں صرف کر رہی تھیں، پرنس اپنے گھوڑے کو اِدھر اُدھر کدا تا پھرتا تھا اور دل میں اس خونریزی پر خوش ہو رہا تھا کہ ناگاہ کوٹھے پر سے ایک کرسی اس کے سر پر آ کر پڑی،

[1] یہ پیرس میں ایک عظیم الشان محل ہے جسے ۱۵۶۴ء میں قدیم فرنچ بادشاہوں نے اپنے لیے تعمیر کیا تھا، لیکن بعد میں وہ قرسائل کے محل میں منتقل ہو گئے، یہاں تک کہ نپولین نے پھر اسکی قدر و منزلت کی، اور جمہوری سلطنت نے اُسے پارلیمنٹ بنا دیا۔ اب تک وہ اسی کام میں ہے

جس سے وہ زخمی ہوگیا، مگر وزؔ نے اُس کا انتقام اُسنے اس طرح لیا کہ ایک بوڑھے کی جو اُس کے قریب ہی کھڑا تھا گردن اڑا دی، اور اپنی سپاہ کو اور زیادہ بیرحمی سے حملہ کا حکم دیا۔ بیلو یہ تمام واقعات بغور دیکھ رہا تھا، بڑھے کے قتل نے اُسے غضبناک کر دیا اور اُس نے پرنس کو اپنی بندوق کا نشانہ بنایا، لیکن گھوڑے بدک جانے کی وجہ سے گولی سوار کے بجائے خود رہبلر کے سینہ میں اوتر گئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا، جس کے ساتھ ہی پرنس بھی گرا، اور اس فوج کو یقین ہو گیا کہ وہ مارا گیا ہے، چنانچہ اُس نے انتہائی قساوت سے مجمع پر حملہ کر دیا، جس کی تاب نہ لا کر وہ آہستہ آہستہ منتشر ہو گیا، اور بیلو و بتیو بھی موت کی گرد اپنے دامنوں سے جھاڑتے ہوے ایک طرف چلے گئے، یہاں تک کہ تو لیری کے پل تک وہ بخیریت تمام پہونچ گئے۔

(رباٹیل کی طرف کوچ)

جب وہ پل کے اوپر پہونچے تو اندھیرے میں ہتھیاروں کے کھڑکھڑانے کی آواز سنائی دی جس سے وہ ڈرے کہ مبادا دشمن ہوں، چنانچہ دریا کے کنارے کنارے وہ ذرا دور نکل گئے اور ایک جگہ سبزہ پر لیٹ کر آرام لینے اور حوادث موجودہ پر گفتگو کرنے لگے، تقریباً آدھ گھنٹہ کے بعد تو لیری کے گھنٹہ گھر نے گیارہ بجائے، جس پر بیلو نے کہا،

بیلو۔ اب ڈاکٹر جیلیار کے لڑکے سباسٹین سے کسی طرح بھی ملاقات نہیں ہوسکتی، کیونکہ مدرسہ بند ہونے کا وقت ہے،

بیلو نے یہ جملہ تمام ہی کیا تھا کہ شور و غوغا سنائی دیا، اور مکانوں کے گرنے اور لکڑیوں کے جلکر چٹخنے کی آوازیں آنے لگیں، بتیو کو اس سے بہت وحشت ہوئی اور اُس نے کہا۔

بتیو۔ میسو بیلو، یہ آوازیں کیسی ہیں!

بیلو۔ غالباً قوم کا غصہ فرو نہیں ہوا ہے، اسی لئے وہ بربادی پھیلا رہی ہے، خدا کرے

کہ کسی قوم کو غصہ آجا وے۔

بلیتو۔ لیکن میرے خیال میں تو غصہ میں تو قوم ہی کا آ چکا ہے!

بیلو۔ اس کے کیا معنی ہین۔

بلیتو۔ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بھی قوم سے برہم ہے جب ہی تو اس کے حکم سے یہ آسٹرین اور جرمنی فوجین خونریزی کر رہی ہین۔

بیلو۔ واقعہ یہ نہین ہے کہ بادشاہ ناراض ہے بلکہ وہ تو پورے طور پر قوم کا طرفدار ہے البتہ اس کی ملکہ کو فرانس سے نفرت ہے اسی لیے وہ یہ سب کچھ کرا رہی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اور اسکی پارٹی ملکہ سے مغلوب ہو گئے ہین جب ہی تو "مسیو تیرگو" اور اور "مسیو ناکار" جو بادشاہ کے جانب دار تھے دربار سے نکال دیے گئے ہین، اور ملکہ کے گرگے "مسیو برتویل" اور خاندان "بولینیاک" کے ارکان برسر اقتدار ہو گئے ہین جنہون نے اس آسٹرین ملکہ کی خوشنودی کے لیے قوم پر ہر طرح کی بلا نازل کر رکھی تھی۔

۱ھ اسوقت فرانس کا بادشاہ لوئیس شانزدہم تھا، ۱۷۵۴ء مین پیدا ہوا اور اپنے ظالم پیشرو لوئیس پانزدہم کے بعد تخت نشین ہوا، یہ بادشاہ اپنی نیک نیتی اور حب قومی مین بہت مشہور ہے، لیکن چونکہ وہ نہایت کمزور ارادہ کا انسان تھا اس لیے وہ درباریون کے اشارہ پر چلتا تھا، چنانچہ اُسنے پہلے اپنے مخلص وزیر "تیرگو" اور پھر "ناکار" کو محض اہل دربار کی خوشنودی کے لئے برخاست کر دیا جس کے بعد تمام حکومت عملاً ملکہ کے ہاتھ مین آگئی، مگر قوم ان درباریون کی زیادتیون سے سخت تنگ آ چکی تھی، اس لئے اُس نے شورش کی اور بادشاہ کو ناکار کے واپس بلانے پر مجبور کر دیا، جس نے دوبارہ وزیر ہوکر ایک عام قومی کونسل جمع کی جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

۲ھ یہ فرانس کا مشہور ماہر اقتصادیات تھا، ۱۷۲۷ء مین پیدا ہوا، لوئیس شانزدہم نے اُسے وزیر بنایا اور پھر درباریون سے مرعوب ہوکر اُسے برخاست کر دیا، ۱۷۸۱ء مین فوت ہوا۔

اس کے بعد وہ دونوں دریا کے کنارے صبح تک سوتے رہے، یہاں تک کہ جب آفتاب کی شدت نے انھیں بیدار کیا تو انھوں نے دیکھا کہ اہل پیرس میں جوش بدستور موجود تھا، تمام سڑکیں بلوائیوں سے بھری پڑی ہیں، لوگ طرح طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں، کسی کے ہاتھ میں برچھا ہے جو جلدی میں بھدے طریقہ سے بنا لیا گیا ہے، اور کسی کے ہاتھ میں بندوق ہے، مگر اس میں بجز قبضہ کی خوشنمائی کے اور کوئی جوہر نہیں ہے۔ مگر وہ اسکے استعمال سے ناواقف ہے کوئی تلوار لئے ہوئے۔ ایک جماعت دو چھوٹی چھوٹی توپیں لیے ہوئے مینوسپلٹی کی طرف جا رہی ہے، تمام گرجے خطرہ کی گھنٹیاں بجا رہے ہیں، مجمع میں ہزارہا آدمی برہنہ سر، برہنہ پا اور برہنہ جسم ہیں، اور وہی لوگ جو کل تک "روٹی، روٹی" پکار رہے تھے آج بڑی جرأت سے ہتھیار حاصل کر رہے ہیں؛ ان میں سے اکثر پیرس کے مضافات کی دیہاتی باشندے ہیں، جو دو ماہ قبل سے نہایت خاموشی اور سکون سے پائے تخت میں جوق جوق داخل ہو رہے تھے تاکہ بغاوت کریں، غرضکہ عجب ہنگامہ تھا، جسے دیکھ دیوانہ معلوم ہوتا تھا اور سب کی زبان پر یہی نعرے تھے، "ہماری آزادی ہمیں واپس کر دو تاکہ ظلم و ستم کا خاتمہ کر دیں!" "حریت، مساوات اور اخوت زندہ باد!!"

بیلو اور بیتو! اس جم غفیر میں سے ہو کر گذرے تو انھیں سڑکوں پر جا بجا مورچے نظر آئے، جنھیں ناواقفیت کے ساتھ قوم نے بنایا تھا، میدانوں میں قومی والنٹیر نظر آئے جنھیں فرنچ گارڈ کے سپاہی بڑی مستعدی سے قواعد سکھا رہے تھے، اور چھتوں پر ہزارہا عورتیں دکھائی دیتی تھیں جو پرانی میزیں کرسیاں، اور کنکر پتھر جمع کر رہی تھیں تاکہ انھیں اجنبی سپاہیوں پر برسائیں۔

غرضکہ بڑی کشاکش کے بعد جب وہ "لوئس اگسبگر مدرسہ" کے سامنے پہونچے، تو اس کے طلبہ سخت جوش میں پایا جو عوام کی برہمی کی وجہ سے انتہائی برافروختگی کی حالت میں تھے، انھوں نے اپنے پرنسپل کے برخلاف علم بغاوت بلند کر رکھا تھا، کیونکہ اسنے مدرسہ کے پھاٹک کو مقفل کر کے انھیں اس شورش میں شریک ہونے سے باز رکھا تھا، وہ پھاٹک کے توڑنے کی فکر کر رہے تھے ایک سیڑھی لا رہے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے آہنی کٹہرہ کو عبور کر جائیں، اندر طلبہ کا یہ

حال تھا اور باہر شورش پسندوں کا ہجوم تھا، جو انھیں برابر برانگیختہ کر رہا تھا!

عین اسیوقت بیلو وہاں پہونچا اور طلبہ کو آواز دی کہ ،، تم میں" سباستین جبلیان" کس کا نام ہے ؟ ،، جس کے جواب میں ایک پندرہ سالہ نوجوان نے جو نازنینوں کو بھی اپنے حسن وجمال میں شرماتا تھا، بولا ،، جناب، وہ میں ہوں،، بیلو نے کہا میں تم سے ملنا چاہتا ہوں، جسپر لڑکے نے چاہا کہ سیڑھی پر چڑھ کے باہر پھاند آئے، مگر پرنسپل نے، جو کٹہرے کے اس پار کھڑا تھا، پکار کر کہا، ،، ٹھہرو، میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ ایسا نہ کرو! ،،

سباستین ۔ لیکن میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میرا یہاں سے نکلنا ضروری ہے، کیونکہ گورنمنٹ نے میرے باپ کو گرفتار کر لیا ہے جس کا رہا کرانا مجھپر فرض ہے ۔

بیلو ۔ (نہایت جوش سے) کیا تمھارا باپ ظالموں کے پنجہ میں ہے ؟

سباستین ۔ (کڑک کر کہا) ہاں، انھیں قید کر دیا گیا ہے، میں بزور شمشیر انھیں نکال لاؤنگا ۔

اس پر تمام طلبہ جوش سے بیخود ہوگئے اور سب نے بیک آواز کہا ،، ہم بھی ساتھ چلینگے ! ہتھیار لاؤ، ہتھیار لاؤ ! ،، طالب علموں کی اس حالت سے غضبناک مجمع کو اور بھی غصہ آگیا اور وہ کلہاڑیاں لیکر بڑھا کہ پھاٹک کو توڑ ڈالے ،، یہ دیکھ کر پرنسپل درمیان میں آکر کھڑا ہوگیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا، ،، خدا کیلئے بچوں سے تعرض نہ کرو،، لیکن اس نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ مگر بیلو نے آگے بڑھکر پکار کے کہا، پرنسپل نے سچ کہا ہے، لوگو، طالب علموں کو اپنے ساتھ کانٹوں میں نہ گھسیٹو، کیونکہ یہ آئندہ نسل کے تخم ہیں، اگر یہ برباد ہوگئے یا ان میں فساد پیدا ہوگیا تو یاد رکھو تمھارا مستقبل نہایت تاریک ہوجائے گا ۔ اور تمھاری موجودہ جدو جہد بے نتیجہ رہ جائیگی "۔

لیکن مجمع نے بیلو کے اس قول پر بھی کان نہ دھرا، اور اپنے ارادے کے پورا کرنے پر تلا رہا، جسپر بیلو نے للکار کر کہا، ،، مجھپر کون ناراض ہے ! میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا شخص کسی بچہ کا باپ نہیں ہے اور شفقت پدری سے آگاہ ہے، لوگو! مجھے دیکھو، کہ میں کل کے تمام معرکوں میں شریک رہا ہوں، آج بھی تمھارے ساتھ ہوں، اور کل بھی رہوں گا، یہ دیکھو میرے کپڑے خون سے رنگے پڑے ہیں، میں نامرد نہیں ہوں اور یہ پسند کرتا ہوں کہ تم سرزمین فشود (؟)

ذرا غور تو کرو کہ کل دنیا تمھاری نسبت کیا خیال کرے گی، سب یہی کہینگے کہ اہل پیرس جب ظالموں کا مقابلہ نہ کرسکے، تو انھوں نے بچوں سے مدد طلب کی! للہ! اپنے کو رسوا نہ کرو، اور جس عظیم الشان مقصد کے حصول کے لیے تم اُٹھے تھے، اُسے یاس ہی نہ لگاؤ!"

بیلو کی اس دلپذیر تقریر نے سحر کا کام کیا اور تمام مجمع بیک آواز پکار اُٹھا، "بیلو نے سچ کہا ہے"، چنانچہ سب پیچھے ہٹ گئے اور بیلو پرنسپل سے پھاٹک کھلوا کر اندر داخل ہوا اور ڈاکٹر جیلیار کے لڑکے سے تخلیہ میں گفتگو کرنے لگا۔ جس نے اُسے اپنے باپ کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا، جس میں مرقوم تھا کہ:-

"عزیزی سیباستین!

مجھے گرفتار کرلیا گیا ہے، میں عنقریب ہی باستیل کے جیل میں قید کردیا جاؤنگا، تم صبر کرو، پڑھو اور عقل سے کام لو!"

"(نوٹ) مجھے اس لیے گرفتار کیا گیا ہے کہ میں آزادی کا حامی ہوں، لوئیس اکبر کے مدرسہ میں میرا لڑکا تعلیم حاصل کررہا ہے جس کا نام "سیباستین جیلیار" ہے، جو شخص اس خط کو پائے، میں اُسے انسانیت کا واسطہ دیتا ہوں کہ اسے میرے لڑکے تک پہونچا دے!"

لڑکے نے کہا کہ میرے باپ نے لفافہ میں پانچ پونڈ رکھکر اُسے مضبوط باندھکر جیل کے دریچہ سے نیچے پھینک دیا، جسے گانوں کے پادری نے اُٹھا لیا اور ایک غریب آدمی سے کہا، "لو یہ پانچ پونڈ ہیں، ان میں سے نصف تم لیلو، اور باقی نصف سے پیرس پہونچو اور یہ خط اُس کے مکتوب الیہ تک پہونچاؤ"، چنانچہ وہ شخص یہ خط میرے پاس لے آیا۔

بیلو۔ (رنجیدہ ہوکر) اُس پادری کے طرزِ عمل نے مجھے بہت متاثر کیا ہے حالانکہ میں اب تک اس فرقہ کا سخت مخالف تھا، تم گھبراؤ نہیں، آج ہی ڈاکٹر جیلیار رہا ہوجائیں گے،

سیباستین۔ اس کی کیا صورت ہوگی؟

بیلو۔ میں جاکر جیل کے پھاٹک کھولدونگا!!

پرنسپل۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ تم باستیل کھول آؤ، کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ وہ سیاسی

لوگونکا قیدخانہ ہے کہ جس تک پرندہ بھی پر نہین مار سکتا۔

بیلو کے قریب فرنچ گارڈ کے بھی چند سپاہی کھڑے تھے، انھون نے جب یہ گفتگو سنی تو قہقہے لگانے لگے، اسی طرح جب مجمع کو بیلو کا یہ خیال معلوم ہوا تو ہر طرف سے اُس پر تمسخر شروع ہو گیا، اس سے وہ از حد غضبناک ہو کر کہنے لگا۔

بیلو۔ ذرا یہ تو کہو کہ تم باستیل کے نام سے اس طرح کیون لرزتے ہو؟

ایک سپاہی۔ (تمسخر کے ساتھ) کیونکہ وہ صرف پتھر کا ایک ڈھیر ہے،

دوسرا سپاہی۔ اور لوہے کا۔

تیسرا سپاہی۔ اور آگ کا، مگر ایسی آگ کا جو جہنم سے بھی زائد سخت ہے۔

بیلو یہ گفتگو سنکر نہایت برافروختہ ہوا اور نہایت بلند آواز مین اس طرح لکچر دینے لگا ،،لعنت ہو، تپر اے اہل پیرس کہ پتھر سے ڈرتے ہو، حالانکہ تمھارے پاس کدالین اور پھاوڑے موجود ہین تم لوہے سے خوف زدہ ہو۔ حالانکہ تمھارے ساتھ سیسہ کی گولیان موجود ہین، تم آگ سے لرزتے ہو، حالانکہ تمھارے تھیلو نمین خود جلانے والی بارود موجود ہے!

اے پیرس کے مخنث اور نامرد باشندو! اور اے وہ جو ظلم و ستم و استبداد سہنے کے خوگر رہے ہو! اس ذلت و خواری پر کب تک صبر کرو گے؟ اور ظالمون کے سامنے اپنے سرون کو کب تک خم کرتے رہوگے، حالانکہ وہ ملبند رہنے کے لیے بنائے گئے تھے؟

اے کم ہمتو، اگر تم آزادی کی حالت مین مضبوطی سے نہین کھڑے ہوتے، تو نہ ہوا لیکن کیا وہ تمھاری حمایت کی محتاج ہے؟ نہین، نہین، وہ خود ایک زبردست طاقت ہے جس کے سامنے ظلم و استبداد کی قوتین ہرگز قائم نہین رہ سکتین! یاد رکھو، باطل کا اسی وقت تک دور دورہ ہے، جب تک حق سو رہا ہے، لیکن یقین کرو، کہ اب وہ بیدار ہو گیا ہے، اور تم عنقریب ہی دیکھ لوگے کہ اُس کے فولادی ہاتھ کس طرح باطل کی مجسم تصویر ،، باستیل کو منہدم کرتے اور اُسکی اینٹ سے اینٹ بجاتے ہین

لو مین تو اس نوجوان (ریتو کی طرف اشارہ کرکے) کے ساتھ باستیل پر حملہ کرنے جاتا ہون، تم مین کون بہادر ہے جو اس راہ مین میرا ساتھ دے، اور ابدی زندگی حاصل کرے؟ مین کہتا ہون

ابدی زندگی، ہان، ابدی زندگی، کیونکہ ہم مین جو لوگ اس مہم مین شہید ہونگے، وہ قیامت تک صفحات تاریخ پر زندہ رہینگے، اور جو اُس کے سر کرنے کے بعد بھی زندہ بچ جائین گے، اُن کی جانب دنیا انگلیان اٹھا اٹھا کر کہیگی، یہی وہ سورما ہین، جنہون نے باستیل ڈھاکر دنیا مین آزادی کا پرچم اُڑایا ہے! بس دوستو آؤ، میرے ساتھ آؤ۔ اور خوف وخطر کو دل سے نکال کر پھینک دو، کیونکہ موت دو مرتبہ نہین آتی، اُس کا پیام ایک ہی دفعہ آتا ہے جسے انسان اپنے بستر پر لبیک کہے، یا میدان کارزار مین، بہرکیف نجات کسی کو بھی نہین مل سکتی! لیکن اس حالت مین وہ ذلت کی موت ہوتی ہے اور اشرف المخلوق، گدھون اور بیلون کی طرح اس جہان سے کوچ کر جاتا ہے، اور دوسری صورت مین انسان شیرون کی طرح مرتا ہے۔ دنیا مین بھی اُسے سرخروئی نصیب ہوتی ہے اور خدا بھی اُس سے خوش ہوتا ہے! دیکھو! اب مین جاتا ہون فرشتہ حریت میرا رہبر ہے، اور آسمان کی بجلیان بھی مجھے درمیان مین روک نہین سکتین!،،

بیلو نے یہ الفاظ اسقدر جوش سے کہے تھے کہ تمام مجمع یکایک گرم ہوگیا اور لوگ چلا اُٹھے،، نہین ہم نامرد نہین ہین!،، اس کے جواب مین اُس نے اور زیادہ بلند آہنگی سے کہا،، بیشک، تم سب کے سب بہادر اور حریت کے حامی ہو، لہذا چلو، باستیل چلین، کیونکہ آزادی کی دیوی وہان بے صبری سے ہمارا انتظار کر رہی ہے!،، اُس نے یہ کہا اور آگے کو قدم اُٹھائے، مجمع بھی پیچھے روانہ ہوا، اور،، حریت زندہ باد،، کے نعرون سے آسمان زمین ایک کرنے لگا۔

لیکن ڈاکٹر جیلیار کے لڑکے سیاستین نے بیلو کا دامن پکڑ لیا کہ،، مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگا، مگر بیلو نے اُسے روکا اور کہا،، عزیز من، اپنے والد کی نصیحت پر عمل کرو، اور اسوقت بجز فکر و تدبر اور درس و تدریس کے اور کسی کام سے تعلق نہ رکھو، کیونکہ تمھاری عملی زندگی چند سال کے بعد شروع ہوگی، جسے کارآمد بنانے کے لئے تمھین ابھی سے کوشش کی ضرورت ہے!،،

اُسنے کہا اور خود قوم کی سربراہی کرتا ہوا باستیل کی جانب روانہ ہوگیا۔

باب ۱۳

(چند تاریخی کلمے)

قوم کو بیلو کے ساتھ باستیل جانے دو، اور ایک مختصر تاریخی بیان سن لو، جس سے آیندہ حوادث کے سمجھنے مین مدد ملیگی۔

جب "لوئیس[1] پانزدہم" کا انتقال ہوا، اور "لوئیس شانزدہم" تخت نشین ہوا، تو تمام فرانس مین مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی، کیونکہ یہ ایک پاکباز، سلیم الطبع، عقلمند

---

(۱) لوئیس ڈیوک دی بورگن کا منجھلا بیٹا تھا، ۱۷۱۰ء مین پیدا ہوا، اور ۱۷۱۵ء مین "فیلپ دورلیان" کی زیر ولایت تخت نشین ہوا، اس کے زمانہ مین فرانس کو کئی خوفناک لڑائیاں لڑنا پڑین، جن سے خزانہ خالی ہوگیا اور نوآبادیان چھن گئین، سلطنت کی مالی حالت کے خراب ہو جانے کی ایک وجہ اسکی ذاتی فضول خرچی بھی تھی۔ کیونکہ اس کے معشوقون کی تعداد بہت تھی، جن سے اسے ۱۷۴۳ء سے تعلق ہوگیا تھا، اور عملاً انھین کے ہاتھ مین حکومت تھی، انہین سے سب سے زیادہ اقتدار، "مرکیز انٹوانٹ پواسون دی پومپادور" کو حاصل تھا جس نے بادشاہ کو، منحوس "جنگ ہفت سالہ" مین شریک ہونے پر مجبور کیا تھا، اس معشوقہ پر بادشاہ نے چالیس ملین فرنک خرچ کئے تھے، علاوہ ازین وہ خود مصارف کے لئے خزانہ سے تیس ملین فرنک سالانہ لیا کرتا تھا، اور جب کوئی وزیر اُسے سلطنت کی خرابیون کی طرف متوجہ کیا کرتا، تو وہ جواب دیتا تھا، "جب تک مین زندہ ہون، یہ سب کارخانہ یونہی رہیگا"، چنانچہ اُس کے اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ اور مذہبی جماعتین سب کی سب اُس سے ناراض ہوگئین اور بڑے بڑے علما و فلاسفہ اُسکی مخالفت کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ "فولٹر، روسو، مونتسکیو، اور انسیکلو" وغیرہ نے قوم مین آزادانہ خیالات پیدا کر کے اُسے اُس بغاوت کے لیے تیار کر دیا جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہین، اور "لافوازیہ، بیفون، فونٹنلین، کانڈیاک، لینہ اور جوسو" وغیرہ نے علم و حکمت کے جدید اصول کی تدوین کی اور اس طرح فرانس مین عصر جدید کا آغاز ہوا، ۱۷۷۴ء مین جب اس بادشاہ نے انتقال کیا ہے تو تمام قوم نے بڑی خوشی منائی۔

اور محب قوم بادشاہ تھا، اس نے بر سر حکومت ہوتے ہی نوابوں کے اقتدار کو کم کرنا، اور انعام و اکرام کا سلسلہ بند کرنا چاہا جس سے دربار میں ہلچل پڑ گئی اسی اثنا میں ملکہ کے ولیعہد پیدا ہوا جس سے اس کی اہمیت و شخصیت بہت بڑھ گئی، اور بادشاہ مجبور ہوا کہ اُس کی ہر طرح کی ناز برداری کرے چنانچہ خزانہ کا منھ پھر کھل گیا، اور ملکہ کے مصاحبوں پر زر و جواہر کی بارش شروع ہو گئی، اب اتر گو اور ناکار کو قلمدان وزارت محض اسی وجہ چھوڑنا پڑا کہ وہ اس اسراف کے مخالف تھے، اور سلطنت کی مالی حالت درست کرنا چاہتے تھے، جو دربار یوں کو کسی طرح بھی منظور نہ تھی۔

جس سال بغاوت ہوئی ہے، اُس میں ملک کی حالت اور بھی زیادہ بدتر ہو گئی تھی، ژالہ باری اور خشک سالی نے مصائب میں اضافہ کر دیا تھا، اور گویا اس طرح خدا نے وانا و بینا نے فرانسیسی قوم کو تازیانہ عبرت لگا کر بیدار کیا تھا کہ وہ ظالم حکام سے اپنے قدرتی حقوق حاصل کرے اور جس عزت و عظمت کی وہ مستحق ہے، اُس تک پہنچے، بادشاہ نے جب یہ ابتری اور رعایا کی سرکشی دیکھی تو وزارت پھر ناکار کے سپرد کی، جس نے صوبہ جات کی کونسلیں جمع کر کے قصبہ فرسائل میں عام پارلیمنٹ کے اجلاس کرنا چاہے۔ ان نمائندوں میں تین قسم کے لوگ تھے، نواب، راہب اور عام فرانسیسی، جو باہم اس قدر مختلف الخیال او مختلف الاغراض تھے کہ انھیں بقول، سیا باس، کے تین دشمن اقوام کے نمائندے کہنا زیادہ صحیح ہے۔

بادشاہ نے ۳ رمئی ۱۷۸۹ء میں قصبہ فرسائل کے اندر ان سے ملاقات کی اُسب سے پہلے پادریوں کو، پھر نوابوں کو اور پھر عام نمائندوں کو باریابی کا موقعہ دیا گیا جس سے آخر الذکر میں ناراضی پھیل گئی، اور بطور صدائے احتجاج کے انکے لیڈر نے بادشاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کھڑے دینے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ رسم ہمیشہ کے لیے اٹھ گئی، اس کے بعد جب جلاس کا وقت آیا تو پادریوں اور نوابوں نے قومی نمائندوں کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا، کیونکہ اس میں وہ اپنی توہین سمجھتے تھے، لیکن چونکہ اغلبیت قومی نمائندوں کو حاصل تھی اس لئے اُنکے لیڈر ،،سیا باس،، نے دوسرے دونوں گروہوں کو نوٹس بھیجا کہ اگر تم ہمارے ساتھ جلسہ عام میں شریک نہ ہوگے تو ہم بذات خود جلسہ کرینگے اور اس کی کارروائی باضابطہ شمار کی جاویگی، اس کے جواب میں ایک شخص نے کہا کہ، اگر قوم نوابوں، اور پادریوں کو اپنے ساتھ شریک نہ کریگی تو یہ مجلس کی

"قومی مجلس" کیونکر تصور کی جائیگی ؟" سیاباس نے جواب دیا اگر "وہ قومی مجلس" نہین تو کم از کم "وطنی مجلس" تو ضرور تسلیم کر لی جائیگی!" غرضکہ مذکورہ بالا دونون جماعتون نے شرکت سے قطعاً انکار کر دیا، اس لیے قومی نمائندون نے جلسے کیے اور چار سو راوین کی زیادتی سے ۱۰ ارجون کو اس مجلس کا نام "وطنی مجلس" رکھا گیا!

بادشاہ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو ۱۹ ارجون سن روان کو اُس نے محل کے اُسی ہال کے بند کر دینے کا حکم دیدیا جس مین قومی نمائندے جلسہ کرتے تھے، چنانچہ جب وہ ۲۰ تاریخ کو صبح کو وہان پہونچے تو ہال بند پایا جس کے پھاٹک پر چند مسلح سنتری پہرہ دے رہے تھے، اس پر وہ لوگ سخت برافروختہ ہوے اور انھون نے پھاٹک توڑ ڈالنے کا ارادہ کیا، لیکن بالآخر یہ طے پایا کہ وہ شہر کے مشہور تھیٹر "بوم" مین جلسہ کرین، چنانچہ وہ وہان "مسیو" "بائی"(۱) کی زیرِ صدارت جمع ہوے، اور سب نے قومی حکومت قائم کرنے کی قسم کھائی، جو اسی تھیٹر کے نام سے اب تک مشہور ہے۔

بادشاہ کو جب اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو اُس نے "اسیڈی بریزہ" کو بھیجا کہ "بادشاہ کا حکم ہے کہ لوگ منتشر ہو جائین!" اسکے جواب مین شہرہ آفاق خطیب "میرابو" نے ڈانٹ کر کہا "اپنے آقا سے جا کر کہدو کہ قوم نے ہمین یہان جمع کیا ہے۔ اور اُسی کے حکم سے ہم منتشر ہو سکتے ہین جواب سن لیا، یا نہین ؟" قاصد نے بادشاہ سے بعینہ یہ الفاظ نقل کر دیے جسپر وہ تھوڑی دیر تک اپنی مونچھون کو تاؤ دیتا ہوا ٹہلتا رہا اور پھر دریافت کرنے لگا، "کیا وہ نہ جائین گے ؟" اس نے کہا، "ہرگز نہین!" جسپر وہ کہنے لگا "اچھا رہنے دو!" بادشاہ نے نرمی کا اس لیے اظہار کیا کہ اب شاہی رعب داب اُٹھ گیا تھا، اور قوم اُسپر قہقہے لگانے لگی تھی!

اس واقعہ کے بعد ۲۰ ارجون سے ۱۲ ارجولائی تک عام سکون رہا، لیکن یہ ویسا ہی جیسا

---

(۱) فرانس کا مشہور انشاپرداز اور بہت بڑا فلکی ہے ۱۷۳۶ء مین پیدا ہوا اور "وطنی مجلس" کی صدارت کی، باستیل کے انہدام کے بعد پیرس کا گورنر بنا، اور ۱۷۹۳ء مین قتل کیا گیا، جس روز وہ مارا گیا ہے، سردی بہت سخت تھی، اور وہ اسکی وجہ سے کانپ رہا تھا، ایک شخص نے اُس سے کہا، "مسیو بائی، یہ لرزہ کیسا ہے ؟" اُس نے جرأت سے جواب دیا "سردی سخت ہے، ورنہ موت سے کہین مرد ڈرا کرتے ہین!"

آندھی آنے کے قبل ہوا کرتا ہے، چنانچہ تاریخ ۱۲ ار جولائی کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے
ناکار کو معزول کر دیا تھا، ۱۳ ار کو عام شورش برپا ہو گئی، اور ۱۴ ار کو حملہ کی تیاریاں ہونے لگین،
اور یہی وہ تاریخ تھی جس مین بیلو قوم کو لیکر باستیل کی طرف چلا ہے جیسا کہ گذشتہ فصل مین
مذکور ہوا۔

یہ باستیل کیا شئی تھی، وہ اہل پیرس کے سینہ پر ایک وزنی سل تھی، باستیل ایک خوفناک
قیدخانہ تھا جس مین ظالم بادشاہ اپنے مخالفون کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، چنانچہ پچاسون عالی دماغ
انشاپرداز، علما، فضلا اور فلاسفہ قید رہا کرتے تھے، جنھین جفاشعار بادشاہ بلا تحقیق جرم
وہان بھیجدیا کرتے تھے، اگرچہ فرانس مین اور بھی بہت سے جیل خانے تھے، مگر یہ سب سے زیادہ
خوفناک تھا، اور اُس کی شہرت سے دور تک زلزلہ ڈالے ہوے تھی۔ اُس کی حفاظت کے لئے
اُس مین ہمیشہ ایک فوج رہا کرتی تھی اور سامان جنگ کا ایک بڑا ذخیرہ رہا کرتا تھا، اس کا گورنر
بھی علیحدہ تھا جو اس منصب کو وراثتاً حاصل کرتا تھا، جس زمانہ کا ہم تذکرہ کر رہے ہین، اُسمین
مرکیز دی لونائی،، اُس کا گورنر تھا۔ باستیل کی دیوارین نہایت بلند اور مستحکم تھین، نیچے سے اُنکا
عرض چالیس قدم تھا اور اوپر سے ۱۵ قدم، گورنر نے اُس کے تہ خانون مین پندرہ ہزار کیلوگرام بارود
رکھدی تھی کہ جب قوم اُس پر حملہ کریگی تو وہ تمام قیدیون کو اُس سے اُڑا دیگا، اور برجون پر جابجا
مہیب توپین چڑھا دی تھین،،

باستیل سے فرانسیسیون کی نفرت بالکل بجا تھی، کیونکہ اُس مین صرف سیاسی قیدی ہی نہ رکھے
جاتے بلکہ اُس کے ذریعہ سے تجارت بھی کی جاتی تھی، چنانچہ ہر وہ باپ جو اپنے بیٹے سے ناراض ہوتا،
تو کچھ روپیہ گورنر کو دیکر اُسے قید کرا دیتا تھا، اور جو بیٹا قابو پاتا وہ اپنے باپ کے ساتھ یہی سلوک
کرتا تھا، چنانچہ روزانہ اُس مین صدہا آدمی قید کئے جاتے تھے، جنکے رہائی صرف خدا ہی کے ہاتھ
مین ہوتی تھی، اُس مین بہت سے قیدی تو ایسے بھی تھے جنھون نے ۳۰ ر ۴۰ ر اور پچاس برس تک
اس مین قید کی مصیبتین جھیلی تھین، ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین قوم کا اُس سے نفرت کرنا بالکل
واجبی تھا۔

یہ ایک مختصر تاریخی بیان تھا جس کے بعد ہمین دیکھنا ہے کہ بیلو اور اُس کے ساتھی

باب ۱۴

بیلو، مجمع کی اول صف مین بہادرانہ چلاتا جاتا تھا، لیکن وہ اس مہم عظیم کے متعلق متردد تھا کہ جس کا وہ بیڑا اٹھا چکا تھا، بالآخر اُس نے ذہن مین یہ طے کر لیا کہ خونریزی سے کچھ فائدہ نہین، اس لیے پیشتر منیونسپلٹی چلنا چاہیے، غرضکہ اس تجویز کے مطابق اُس کے دفتر پہونچ گیا جو، ہوٹل دی ویل،، کی عظیم الشان عمارت مین واقع تھا، وہان اُس نے لوگون سے چیرمین کا نام دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ،، مسیو وسی فلاسیل[1]،، ہے، جس کا نام سنتے ہی اُس نے کہا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بھی قوم کا دشمن ہے، پھر اُس نے ملاقات کی خواہش کی، تو کہا گیا کہ وہ سخت عدیم الفرصت ہے، اور دیگر ممبرون کے ساتھ جدید پولیس کے بھرتی کرنے کے متعلق گفتگو کر رہا ہے، بیلو نے کہا، تو میرا آنا نہایت باموقع ہے، کیونکہ میرے ساتھ یہ جتنی بھیڑ ہو سب بھرتی ہونا چاہتی ہے، البتہ اسے صرف ہتھیارون کی ضرورت ہو۔

بیلو کے ساتھ چونکہ مجمع بہت تھا اس لئے جب مسیو دی فلاسیل کو خبر ہوئی، تو اُس نے فوراً اُسے اندر بلا لیا اور دونون مین یہ گفتگو ہوئی۔

بیلو- کیا آپ ہی،، مسیو وسی فلاسیل،، چیرمین منونسلپٹی ہین۔

فلاسیل- ہان، وہ مین ہی ہون، جلد اپنے آنے کی غرض بیان کرو، کیونکہ میرے پاس وقت بالکل نہین ہے۔

بیلو- مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ اس وقت فرانس مین کئے حکومتین ہین؟

فلاسیل- اس کا جواب ذرا مشکل ہے- کیونکہ اگر،، مسیو وی بالی،، سے پوچھوگے تو وہ کہینگے کہ بجز مجلس وطنی کے کسی کی حکومت نہین ہے، اگر،، مسیو وروز بریزہ،، سے دریافت کروگے تو وہ بادشاہ کی حکومت بتائینگے۔

بیلو- لیکن مین آپ کی ذاتی رائے معلوم کرنا چاہتا ہون۔

فلاسیل - میری رائے میں تو حکومت قوم کی ہے خیر میں تو جواب دے چکا، مگر اب تمھاری باری ہے، میں تم سے دریافت کرتا ہون کہ تم کس کی حکومت سے مطلب رکھتے ہو؟

بیلو - بادشاہ سے؟

فلاسیل - بادشاہ سے کیا چاہتے ہو؟

بیلو - یہ کہ ڈاکٹر جیلبار کی رہائی کا حکم صادر کرے؟

فلاسیل - شاید وہی شخص جو ایک کتاب کی وجہ سے قید ہوا ہے؟

بیلو - ہان وہی فلاسفر، جو فدائے حریت ہے -

فلاسیل - بادشاہ سے ملنے کی امید نہ رکھو، کیونکہ وہ ازحد مشغول ہے -

بیلو - تو مین مجلس وطنی سے درخواست کرونگا کہ وہ اُس کی رہائی کا حکم دے -

فلاسیل - لیکن،، فرسالیا،، کا راستہ بند ہے اور اُس مین فوجین پہرہ دے رہی ہین

بیلو - مین ان ہزار آدمیون کے ساتھ جاؤنگا -

فلاسیل - لیکن وہ فوجین انھین ہتھیارونکی قوت سے منتشر کردینگی -

بیلو - اگر ایسا ہی ہے تو مین بادشاہ اور،، مجلس وطنی،، دونون سے قطع نظر کرکے قوم سے رجوع کرونگا، اور اُسکی قوت سے باستیل کو فتح کرلونگا -

فلاسیل - معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھسے مذاق کرتے ہو؟

جون ہی یہ فلاسیل کی زبان سے یہ کلمہ نکلا، بیلو نے بڑھکر دونون ہاتھون اُسے دبوچ لیا اور کہنے لگا،، نہین، نہین، مین مذاق نہین کرتا، بس خیریت اسی مین ہے کہ میگزین کی کنجیان میرے حوالہ کردو، ورنہ ابھی مجمع کو اندر بلاتا ہون!،،

بیلو کی اس جرأت نے چیر مین کو بدحواس کردیا، مگر اُس نے سنبھل کر کہا،، مین تو خوشی سے چاہتا ہون کہ تم بارود اوٹھا لیجاؤ، کیونکہ اُس کی موجودگی سے مجھے ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے کہ مشتعل نہ ہوجائے، اور یہ عمارت اڑ جائے!،،

چنانچہ بیلو نے اُسے چھوڑ دیا ہے او مسکرا کر کہنے لگا،، آپنے تو مجھے کچھ اور بھی طلب کرنے کی جرأت دلادی ہے، کیا آپکو باستیل کے گورنر کا نام معلوم ہے؟

فلاسیل ۔ اُس کا نام ،، مسیو دی لونائی ،، ہے ، اور وہ میرا دوست بھی ہے ۔
بیلو ۔ اگر وہ آپکا دوست ہے تو غالباً آپ اُس کے نقصان کو نہ پسند کرینگے ؟
فلاسیل ۔ بیشک !
بیلو ۔ تو براے مہربانی انھین ایک خط لکھد یجیے کہ یا تو ڈاکٹر جیلیار کو میرے حوالہ کردین یا باستیل کو !
فلاسیل ۔ (متانت سے) تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر مین اُس سے یہ درخواست کرونگا بھی ، تو وہ اُسے قبول نہ کریگا ۔
بیلو ۔ اچھا اگر یہ نہین ، تو باستیل مین میرے داخلہ کی اجازت ، دیدیجیے ، ۔
فلاسیل ۔ ہان یہ ممکن ہو مگر تم تنہا ہی اندر جا سکوگے ، اور یہ بھی ممکن ہو کہ اُس مین داخل ہونے کے بعد عمر بھر نہ نکل سکو ۔
بیلو ۔ کچھ پروا نہین ، مین تنہا جاؤن گا ، اور میری بہادر قوم مجھے بجبر نکال لاے گی مہربانی فرماکر فوراً اجازت لکھد یجیے ۔

چنانچہ مسیو دی فلاسیل نے قلم اٹھاکر کاغذ پر لکھدیا کہ !

جناب گورنر صاحب باستیل !

ہم پیرس منیوسپلٹی کے چیرمین مسیو بیلو کو آپکے پاس بھیجتے ہین ، تاکہ شہر کے بعض معاملات کے متعلق وہ آپ سے گفتگو کرین ۔

دستخط

دی فلاسیل

۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء

لیکن جب یہ کاغذ وہ بیلو کے ہاتھ مین دیرہا تھا تو اُس کے پیچھے سے ایک آواز آئی کہ ،، مسیو فلاسیل جلدی نہ کرو ، اور نیچے ایک نوٹ اور لکھدو ،، اُس نے گھبراکر پیچھے دیکھا تو وہ فلاسفر مارات ،، تھا ، جو آگے بڑھکر پھر کہنے لگا ،، لو جو مین کہتا جاؤن وہ اس رقعہ کے نیچے لکھدو ، فلاسیل اس دخل درمعقولات سے دل مین سخت برہم ہوا اور خون جگر پیکر کہنے لگا ،، کیا لکھاتے ہو ،، اُسنے کہا لکھو کہ برادر مسیو بیلو ، محض ایک پیغامبر کی حیثیت سے آتے ہین اور اُنکی واپسی اور زندگی

کی ذمہ داری تمہاری شرافت پر ہے،،

غرضکہ سیو دی فلاسیل نے جبراً و قہراً یہ رقعہ عبارت مذکور کا بیلو کے حوالہ کیا، اور کہا،، جب تک مین یہان سے چلا نہ جاؤن، بارود نہ نکالنا، کیونکہ مجھے اُس مین آگ لگجانے کا خوف ہی اُس نے یہ کہا اور اپنی گاڑی پر بیٹھ کر کوچبان سے باواز بلند کہا، مجلس وطنی، کو چلو!، چنانچہ گاڑی ایک طرف روانہ ہوگئی، اس سے اُس کا منشا مجمع کو دھوکا دینا تھا، چنانچہ سب نے مسرت کے ساتھ اُس کے نعرے لگائے، لیکن مارات تاڑ گیا اور بیلو سے کہنے لگا کہ، مین قسم کہتا ہون کہ یہ شخص مجلس وطنی نہین بلکہ بادشاہ کے یہان گیا ہے،، بیلو نے کہا،، کیا اس کے گرفتار کرنے کا حکم دیدون؟ اُس نے جواب دیا،، نہین اس وقت اُس سے کوئی تعرض نہ کرو، جب جائین گے پکڑ لین گے،، بیلو نے کہا،، تو اب بارود کی تقسیم کا انتظام کرنا چاہیئے،،

باب ۱۵

(باستیل کے سامنے)

اس کے بعد بیلو اور مارات میونسپلٹی کے تہ خانون کی طرف چلے، جنکے پیچھے پیچھے قوم تھی، بیلو نے مجمع کو فوجی نظام کے مطابق چھوٹے چھوٹے دستون مین منقسم کر دیا تھا، اور اُس کے افسرون کے حوالہ بارود کی تھوڑی تھوڑی مقدار کر دی تھی، لیکن بارود بغیر ہتھیارون کے بالکل بیکار تھی، اس لیئے سب بڑے تردد سے اس مسئلہ پر غور کر رہے تھے کہ سیو دی فلاسیل واپس ہوتا نظر آیا، کیونکہ قصر فرسائی کے راستہ کی محافظ فوج نے اُسے الٹے پیرون واپس ہونے پر مجبور کر دیا تھا، قوم نے اُسے دیکھتے ہی ہر طرف سے شور مچانا شروع کیا،، ہمین ہتھیار دو، ہمین ہتھیار دو!،، اُس کے جواب مین فلاسیل نے پکار کر کہا،، ہتھیار دوسرے تہ خانون مین موجود ہین، چنانچہ سب نے بیک آواز شور مچایا،، ہتھیار لینے چلو! ہتھیار لینے چلو!،، اس کے بعد سب دوسرے تہ خانون کی سمت دوڑ پڑے اور اُن کے دروازون کو توڑ ڈالا، مگر وہان ہتھیارون کا پتہ بھی نہ تھا، اسپر مجمع نہایت برہمی سے واپس ہوا، تو فلاسیل نے کہا،، شاید، شارترہ،، کی خانقاہ مین

تھین ہتھیار ملین گے،، لوگ وہان بھی پہونچے مگر بجز ناکامی کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا، اسی دوران مین
میںنیوی فلاسیل نے میونسپلٹی کے ممبرون سے تحریک کی کہ گورنر باسٹیل کے پاس ایک وفد بھیجا
جائے جو اس سے خواہش کرے کہ قید خانے کی دیوارون پر سے توپین اتار لے، تاکہ شورش کم ہوجائے
کیونکہ قوم ان توپون کو دیکھکر برابر مشتعل ہورہی تھی اور انھین اپنے قتل کا آلہ تصور کرتی تھی۔
اس تحریک سے فلاسیل کا خیال تھا کہ سکون پیدا ہوجائے گا، اور عام رائے حسب معمول قدیم
غلامی پر قانع رہیگی۔ ممبرون نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور فی الفور ایک وفد روانہ کردیا گیا۔ لیکن
اسی وقت قومی مجمع "شارترہ کی خانقاہ" سے غضبناک ہوکر واپس آیا، اور فلاسیل پر برہمی کا اظہار
کرنے لگا جسے اُس نے اس طرح بہلانا چاہا کہ اس سے کہا، "تم لوگ گھبراؤ نہین، مین پچاس ہزار ہتھیار
بنانے کا حکم صادر کئے دیتا ہون
اس پر مارات نے غصہ کے ساتھ اُسے دیکھا اور پھر بیلو سے کہا، "یہ شخص ہمین احمق بنا رہا ہے
تم تو مجمع کو لیکر باسٹیل چلو، اور مطمئن رہو کہ مین بعد چندے ہی بیس ہزار مسلح آدمیون کو تمھاری
امداد کے لئے روانہ کرتا ہون!" بیلو نے "مارات"[1] کا نام پیشتر سے سنا تھا اور اُسے معلوم
تھا کہ قوم مین وہ کسقدر ہر دلعزیز اور کتنا صاحب اقتدار ہے، اور یہ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے
کر گذرتا ہے، چنانچہ بیلو نے مجمع سے ہتیار بند آدمیون کو لیا اور باسٹیل پر حملہ کے لئے روانہ ہوگیا
تو مارات نے ایک بلند مقام پر چڑھ کے بلند آواز سے کہا، "مین ہون، مارات! مجھ سے دو
لفظ سنتے جاؤ!" سب حیرت انگیز سرعت سے خاموش ہوگئے اور اُس نے اس طرح پر تقریر
شروع کی؟ —

---

[1] اس کا نام جیان پول مارات ہے، وہ اپنے آزادانہ خیالات اور قوم کیا دوران بغاوت مین اپنے زبردست
اثر کی وجہ سے بہت مشہور ہے، اس کی تحریر شہرہ آفاق تھی اور وہ بغاوت کے زمانہ مین ایک اخبار "حامی
قوم" نکالتا تھا۔ جس کے ذریعہ سے وہ قوم کو قتل و غارت پر برانگیختہ کیا کرتا تھا، چنانچہ وہ اکثر لکھا کرتا تھا،
"کہ فرانس مین اسی وقت اصلاح ہوگی جب تین لاکھ نواب زادون کے سر گردنون سے کٹ کر زمین پر آجائین گے"
باسٹیل پر حملہ مین اُسکی کوششون کو بہت بڑا دخل تھا۔

اے جوان مردو اے حریت کے عاشقو، اے فرانس کے نجات دلانے والو، اور
اے سلاسل عبودیت کے ٹکڑے کر ڈالنے والو! تمھین معلوم ہے کہ تم کہان جا رہے ہو؟ تم
باسٹل فتح کرنے جا رہے ہو! تم غلامی کی اس سبب سے بڑی ہیکل کی اینٹ سے اینٹ
بجانے کے لیے جا رہے ہو! اور تم ظلم و ستم کی قربان گاہ کو ڈھانے جا رہے ہو، جس پر
حریت، مساوات، عدل و انصاف اور خود تمھاری بھینٹ چڑھائی جایا کرتی تھی! اے فرانس
کے سپوتو، ظالمون کی قوتون سے مت ڈرو، نہین، وہ تمھارا کچھ بھی نہین بگاڑ سکتی ہین،
کیونکہ تم حق پر ہو اور وہ باطل پر، حق کی طاقت سب سے بڑی طاقت ہو کہ جس کا مقابلہ
الپس اور ہمالیہ کے بلند پہاڑ بھی نہین کر سکتے، اور اس کی ایک ضرب مین وہ پاش پاش
ہو سکتے ہین! ذرا غور تو کرو، ایک انسان، یا چند انسانون کو کیا حق ہے کہ وہ لاکھو کہا بلکہ کروڑہا
افراد قوم پر حکومت کرین، اور وہ بھی ظلم و استبداد کے ساتھ؟ نہین، نہین، انھین اس کا
کوئی حق نہین ہے! اس لئے ان کے سامنے نہ جھکو، انھین انکی جھوٹی بلندیون پر سے نیچے
کھینچ لو اور اپنے جوتون سے روند ڈالو، ہر قوم کو اپنے اوپر آپ ہی حکومت کرنا چاہیے
یہی فطرت کا فیصلہ ہے جو اس کے خلاف عمل کر کے دوسرون کو غلام بنانا چاہے وہ مجرم ہے
اور اسکی سزا، قتل ہے، بس یہی فطرت کا اٹل قانون ہے، جس پر تم عمل کرو، اور تمام
مجرمون کو بلا رحم و شفقت موت کے گھاٹ اتار دو! ہان مین کہتا ہون، بلا رحم و شفقت، کیونکہ
وہ بھی تم پر بے رحمی سے حکومت کرتے ہین! لوگو! تم ظالمون سے ناحق لرزہ براندام رہتے ہو!
یقین کرو کہ وہ تم سے اتنا ڈرتے ہین، جتنا تم ان سے نہین ڈرتے! اور فرض کرو کہ وہ تم سے
نہ بھی ڈرین اور تم سے زیادہ قوی و طاقتور بھی ہون، تاہم تمھین ان سے خوف نہ کھانا
چاہیے، کیونکہ خوف اگر ہو، تو مجرمون کو ہو، تم مجرم نہین ہو، بلکہ تم تو اپنے ان پیدائشی
حقوق کو طلب کرتے ہو، جو عرصہ سے غصب کر لیے گئے ہین، پس ہرگز ہرگز، ہراسان نہ ہوتا
یقین کرو کہ تمھین غالب رہنے والے ہو، بشرطیکہ تم سچے ہو! پس عزیزو! جاؤ، جاؤ! باستیل مین
حریت کی دیوی پابہ جولان پڑی ہے اور بڑی بے صبری سے تمھارے لئے چشم براہ ہے
اجاؤ، خدا تمھارے ساتھ ہے اور خلوص کی طاقت تمھاری پشت پناہ ہے! ہان تمھین

ہتھیاروں کی ضرورت ہے، اچھا میرے ساتھ، الغائیر، چلو، میں تمھیں ہتھیار دونگا!،

پھر نیچے اتر آیا اور قوم اُس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہونے لگی، کہ مسیو دی فلاس سیل نے جو ایک کھڑکی سے تماشے دیکھ رہا تھا پکار کر کہا!---

فلاسیل۔ بھائیو! تمھاری ٹوپیوں میں یہ سبز پتے کیسے ہیں؟

یہ پتے وہی تھے کامیل دی مولین کے حادثہ کے دن لوگوں نے درخت سے توڑ کر اپنی ٹوپیوں میں لگائے تھے، مجمع نے فلاسیل کو جواب دیا!۔

مجمع۔ یہ امید کی علامت ہے۔

فلاسیل۔ بیشک، لیکن یہ رنگ تو، کونٹ دی ارتوا کی، کا ہے اور اسی کی علامت ہے جیسا کہ تمھیں بھی معلوم ہے، پس کیا تم نوابوں کے طرۂ امتیاز کو اپنے لئے مناسب سمجھتے ہو؟

مجمع۔ (جوش سے) ہرگز نہیں، ہرگز نہیں،

فلاسیل۔ پس اے لوگو، اپنے پیارے تخت محبوب پیرس کی علامت یعنی سفید و سرخ رنگ کو کیوں نہ اپنی علامت بنالو!

مجمع۔ (نہایت جوش سے) ہاں، ہاں ہم پیرس کا سفید و سرخ رنگ چاہتے ہیں۔ پھر سب نے پتے ٹوپیوں سے نوچ کر زمین پر پھینک دئے اور انھیں جوتوں سے روند ڈالا(۱) جس کے بعد ہی مکانوں کے دریچے کھل گئے اور حسینان پیرس سرخ و سفید فیتے قومی سپاہیوں کے لئے

---

(۱) فرانسیسی سہ رنگی جھنڈا کی اصل یہی ہے کہ وہ پہلے صرف دو رنگ سفید و سرخ رنگوں سے مرکب تھا، جس کے تھوڑے عرصہ بعد جنرل دی لافائٹ نے جو امریکہ میں واشنگٹن کے ہمراہ انگریزوں سے لڑا تھا خیال کیا کہ سفید و سرخ رنگ خاندان اور لیان کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے اُس نے نیلے رنگ کا اور اضافہ کیا اور اس طرح فرانسیسی جھنڈا سفید سرخ اور نیلے تینوں کا مجموعہ ہوگیا، اور اب تک وہی ہے۔ جس وقت جنرل مذکور نے نیلے رنگ کا اضافہ کیا ہے، اس نے قوم سے ایک ایسا جملہ کہا تھا جو پیشین گوئی ثابت ہوا، اُس نے کہا تھا، میں تمھیں ایک ایسی علامت دیتا ہوں جو تمام کرۂ زمین پر چھا جائیگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور انیسویں صدی کی جنگوں کے دوران میں فرنچ سہ رنگی جھنڈا دنیا بھر میں لہرایا۔

پھینکنے لگیں۔ مگر وہ سب کے واسطے کافی نہ ہو سکیں، اور مجمع نے منیو نسپلٹی کے ریشمی پردے پھاڑ کر باہم تقسیم کر لیے۔ اس کے بعد مجمع دو حصوں میں بٹ گیا، ایک تو مارات کے ساتھ ہتھیار لینے کو روانہ ہوا، اور دوسرا بیلیو کے ساتھ باستیل کی طرف روانہ ہوا۔ اس میں پانچسو آدمی شامل تھے۔ لیکن راستہ ہی میں اُنکے ہمراہ ہزارہا آدمی ہو گئے، جو جوش و خروش سے مست ہو رہے تھے، ایک امر اتفاق یہ بھی ہوا کہ جس وقت یہ مجمع باستیل کے سامنے پہونچا ہے، اُسی وقت سو فرنچ مسلح سپاہی بھی عوام الناس کے ایک غول کے ساتھ وہاں پہونچے تھے، اس طرح حملہ آوروں کی تعداد کافی ہو گئی تھی، اور اُن کے ساتھ وہ لوگ بھی شریک ہو گئے جو پہلے سے یہاں جمع تھے، اُس کے بعد سب نے بیک آواز نعرہ مارا، "توپیں ہٹائی جائیں، توپیں ہٹائی جائیں"، حسن اتفاق سے اسی وقت نہیں معلوم کس وجہ سے باستیل پر سے توپیں ہٹالی گئیں، جس سے قومی مجمع کو خیال ہوا کہ یہ اُس شور کا نتیجہ ہے اور گورنر نے اُن سے مرعوب ہو کر ایسا کیا ہے اُس سے اُس کی ہمت اور بھی بڑھ گئی اور وہ فرط جوش سے جھومنے لگا۔

جس وقت یہ مجمع باستیل کے سامنے جمع تھا، اُس کی دیواروں پر چند سوئٹزرلینڈ کے سنتری ٹہل ٹہل کر پہرہ دے رہے تھے، جوں ہی لوگوں کی نظر اُن پر پڑی، شور مچ گیا، "اجنبی سپاہی برباد ہوں! اجنبی سپاہی برباد ہوں!"، صرف یہی نہیں بلکہ ایک شخص نے ایک سنتری پر اپنی بندوق سے فیر بھی کر دیا، لیکن گولی دیوار پر جا کر لگی اور اُس کے پتھر سے کچھ حصہ ٹوٹ کر زمین پر گرتا ہوا نظر آیا، سنتری نے تو اس پر کوئی توجہ نہ کی، لیکن مجمع نے اسے بہت سمجھا اور بہت سے لوگ تو خوف سے کانپنے لگے کہ یہ بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا پھانسی کے سوا اور کچھ نہیں ہو گی۔

بیلیو بھی ایک طرف خاموش کھڑا باستیل کو دیکھ رہا تھا اور دل میں خیال کر رہا تھا کہ یہ مہم کس طرح سر ہو گی، اسی اثنا میں اُس کی نظر ایک شخص پر پڑی جس کے متعلق مارات نے اُس سے کہا کہ وہ بہت بڑا آدمی ہے اور اُس سے اُسے بہت مدد ملیگی، اس کا نام "میرابو" تھا، میرابو نے بیلیو کو ہمت دلائی اور وعدہ کر کے چلا گیا کہ بہت جلد وہ ہزاروں ہتھیار بند آدمیوں کو اُس کی مدد پر روانہ کریگا۔ بیلیو کے ساتھ اُس کا نوجوان ملازم بپتو بھی تھا جسے اُسنے مجمع میں رہنے کی ہدایت کی اور کہا کہ اگر مجھے باستیل سے نکلنے میں دیر ہو تو تم وہیں سے میری یاد دہانی کرنا، اور حملہ کرنے کی ہمت

ولانا اُس کے بعد بیلو آگے بڑھا اور جیل کے پھاٹک پر جاکر پہرہ دار سپاہیون کو فلاسیل کا اجازت نامہ دکھایا، انھون نے دروازہ کھول دیا، اور وہ اندر داخل ہوکر اُس آہنی کٹہرہ کے سامنے پہونچ گیا جو جیل کے اندرونی حصہ کے گرد نصب تھا اُس کے اُس پار اُ سنے ،،مسیو دی لونائی،، گورنر کو دیکھا جو اُس کے انتظار مین کھڑا تھا۔

مسیو دی لونائی کی عمر ۴۵ اور ۵۰ سال کے درمیان تھی، وہ اس وقت خاکی رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھا، اور ،، سان لوئیس ،، کا تمغہ سینہ پر لٹکائے ہوئے تھا، ہاتھ مین ایک لاٹھی تھی جس کے اندر ایک باڑھدار کرچ تھی، یہ شخص نہایت تند مزاج بداخلاق اور حریص تھا، اُس کی تنخواہ اگرچہ ساٹھ ہزار فرنک تھی، لیکن وہ اسی مقدار مین سالانہ رشوت بھی لیا کرتا تھا، دولتمند قیدی جو اُسے رشوتین دیا کرتے تھے، ان کے ساتھ اُس کا برتاؤ عمدہ تھا، لیکن نادار لوگون کے لئے وہ بس قہر خدا تھا۔ اور ہرگز اُنسے کسی قسم کی رعایت و مہربانی نہ کرتا تھا۔ لیکن بااین ہمہ وہ ایک بہادر آدمی تھا، قوم اگرچہ شورش برپا کئے ہوئے تھی، اور اُسکے جیل کے نیچے شور و غوغا مچا رہی تھی مگر وہ ہر طرح مستقل مزاج تھا، اگرچہ بیدردہ ضرور تھا، اُس کے پاس جیل مین چار توپین تھین، اور سوئٹزرلینڈ کی ایک فوج تھی جس پر اُسے کامل اطمینان تھا، اسی لئے جب اُ سنے بیلو کو دیکھا تو مطلق پروا نہ کی یہان تک کہ جب وہ اُس کے قریب آگیا تھا تو حقارت کے ساتھ اُس سے کہنے لگا۔

گورنر باسٹیل۔ اب پھر مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

بیلو۔ اب پھر ،، کیا معنی؟ مینے تو آج تک آپ کو کبھی دیکھا بھی نہین تھا۔

گورنر۔ زیادہ طول کلامی سے کچھ فائدہ نہین، جلد بتاؤ کہ تم کہان سے آرہے ہو؟

بیلو۔ مین منوسپلٹی سے آرہا ہون اور یہ مسیو دی فلاسیل کا خط ہے۔

گورنر۔ (خط پڑھنے کے بعد) اپنا مطلب بیان کرو۔

بیلو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ باسٹیل ہمارے حوالہ کردیجئے۔

گورنر۔ کیا کہا۔

بیلو۔ مین قوم کا نمائندہ ہون اور آپ سے مطالبہ کرتا ہون کہ باسٹیل میرے حوالہ کردیجئے

گورنر۔ (اپنا سر اور شانے ہلاکر) تمھاری قوم ایک لایعقل حیوان ہے، جو اپنے مطالبہ کے معنی

نہین کھپتی ہے۔

بیلو۔ آئین کیا کہا؟!

گورنر۔ باسٹیل لیکر قوم کیا کرے گی؟۔

بیلو۔ اُسے ڈھائے گی!

گورنر۔ وہ اُسے کیون ڈھانا چاہتی ہے، حالانکہ اُمین عوام الناس تو قید کیے نہین جاتے، بلکہ علماء، فضلا، فلاسفر، نواب زادے اور وزراء اُس مین اپنی قسمت کا لکھا بھگتا کرنے آتے ہین!

بیلو۔ اس لئے کہ وہ ایک منصف مزاج قوم ہے، وہ دوسرون پر بھی زیادتیون کو نہین دیکھ سکتی، اسی لئے وہ باسٹیل کو منہدم کرنا چاہتی ہے کیونکہ وہ ظلم و ستم کا مجسمہ ہے۔

گورنر۔ معلوم ہوتا ہے کہ اے شخص تو پیرس کا باشندہ نہین ہے، ورنہ تجھے معلوم ہوتا کہ باسٹیل مین کتنی سپاہ اور کتنا سامان حرب موجود ہے! اچھا میرے ساتھ آ، مین تجھے اپنی قوت دکھاؤنگا

پہلے تو بیلو ڈرا کہ مبادا گورنر اُسے کوئی گزند پہونچائے، لیکن پھر وہ دل کڑا کرکے اُس کے پیچھے ہولیا یہان تک کہ وہ دونون چھت پر پہونچے جہان گورنر نے توپین اور سپاہی دکھائے، توپین دیکھکر بیلو نے کہا:۔

بیلو۔ تو آپ نے توپین اب تک نیچے اتاری نہین ہین۔

گورنر۔ بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ مین اُنھین اُتار کر بے دست و پا ہو جاتا۔

بیلو۔ لیکن مین اس کی اطلاع قوم کو کرونگا اور وہ انکے اتارنے کا پھر مطالبہ کریگی۔

گورنر۔ تمھین اختیار ہے۔

بیلو۔ تو اُن سے قوم پر آتش باری کروگے؟

گورنر۔ اگر قوم حملہ کریگی، تو مین بھی مدافعت پر مجبور ہونگا، میونسپلٹی کا ایک وفد آج آیا تھا جس سے مین نے خود حملہ مین ابتدا نہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے، اور اسی لیے توپین دیوارون پر سے ہٹالی ہین۔

اسی اثنا مین بیلو نے نیچے دیکھا تو سڑکون پر ہزارہا آدمیون کا سیلاب نظر آیا۔ جو باسٹیل چلا آرہا تھا اور جسے مارات اور میرابو نے بھیجا تھا۔ گورنر نے اس بھیڑ کو دیکھا اور پھر

غضبناک ہوکر کہنے لگا،، او نابکار! تو یہان صلح کی بات چیت کرنے آیا ہے، حالانکہ تیرے ساتھی جنگ کی تیاریان کر رہے ہین! سپاہیو، اٹھو، توپین سنبھالو!،،

ان الفاظ کے سنتے ہی بیلو کا خون کھولنے لگا، اور اُس نے جھپٹ کر گورنر کو دبوچ لیا اور چاہتا تھا کہ نیچے پھینک دے، کہ قوم کا شور سنا اور مگا باسٹل کا میجر مسیو لوسم سامنے آگیا اور گورنر کو اُس کے پنجہ سے چھڑا کر نرمی سے کہنے لگا،، بیلو، نیچے قوم شور کر رہی ہے اور اُس کا یہ خیال ہے کہ شاید تمھین یہان کچھ گزند پہنچا ہے لہذا سامنے نکلکر اُسے مطمئن کر دو،، چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا جسے دیکھتے ہی قوم نے اپنے نعرون سے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔

پھر گورنے بیلو سے کہا:-

گورنر۔ مین بادشاہ کی طرف سے تمھین یہان سے چلا جانے کا حکم دیتا ہون۔

بیلو۔ (تمسخر کے ساتھ) اگر بادشاہ کے نام سے مجھے نکال دوگے، تو مین بعد جیب سے قوم کے نام سے گھس پڑونگا۔

پھر اُس نے سپاہیون کو مخاطب کر کے کہا،، دوستو، تم ہمارے ساتھ ہو، یا ظالمون کے ساتھ ہو؟،، اس کے جواب مین گورنر چلا کر بولا!-

گورنر۔ نکلو، ورنہ بجبر نکلنا پڑیگا۔

بیلو۔ (نرم لہجہ سے) مین قوم اور تمھارے ان بھائیون کو (مجمع کی طرف اشارہ کر کے) کا واسطہ دیکر کہتا ہون کہ باسٹیل میرے سپرد کر دو!

گورنر۔ (برہم ہو کر) ان لوگون کو خبر دار میرا بھائی نہ کہنا جنکا نعرہ یہ ہے کہ،، باسٹیل اور اُسکا محافظ برباد ہو جائے!،،

بیلو۔ اچھا مین انسانیت کا واسطہ دیتا ہون۔

گورنر۔ انسانیت، اسکی ہرگز اجازت نہین دیتی کہ تم ایک لاکھ آدمی ملکر اُن سو آدمیون پر حملہ کرو جو یہان اپنے فرائض ادا کرنے مین مشغول ہین۔

بیلو۔ (فوج کو مخاطب کر کے) ہتھیار ڈالدو، ورنہ خونریزی ہوگی۔

گورنر۔ (سخت برہم ہو کر) اگر تو فوراً نہ نکل جائیگا، تو ابھی تجھے گولی سے اُڑا دونگا!-

آخر بیلو مجبور ہوا کہ باسٹیل سے باہر چلا آیا۔

باب ١٦

باسٹیل

جب بیلو قوم کے پاس واپس آیا، تو اُس نے دیکھا کہ وہ سخت اضطراب و ہیجان مین ہو۔

میرابو نے مجمع سے نکلکر بیلو سے کہا۔

میرابو۔ کہو کیا گذری؟

بیلو۔ اُس نے میری ایک بھی نہ سُنی۔

میرابو۔ تو اُس نے اپنی موت خود ہی بلائی ہے۔

بیلو۔ اللہ اکبر! آج نہین معلوم کس قدر خون بہے گا۔

میرابو۔ کچھ پرواہ نہین ہو۔ شہر مین روٹی کا قحط ہے، اگر نصف مجمع بھی اس مہم کے سر کرنے مین ہلاک ہو جائے گا، تو باقی نصف کو تو آرام نصیب ہوگا۔

اس کے بعد اُس نے مجمع سے کہا،، بھائیو، مین صحیح کہہ رہا ہون، یا نہین؟ جواب مین ہزارون آوازین بیک دفعہ بلند ہوئین،، بیشک بیشک!،،

بیلو۔ یہ تو فرمائیے کہ ہم باسٹیل کیونکر فتح کر سکین گے، جبکہ ہمارے اور اُس کے مابین، یہ خندق عظیم حائل ہے۔

میرابو۔ آمین! کیا کہا؟ ہم کیسے فتح کر سکین گے؟ ہم اس طرح فتح کرین گے کہ خندق کو اپنے جسمون سے پاٹ دین گے، اور اُس پر سے گذر جائین گے!!

پھر اُن سے قوم کو مخاطب کر کے کہا،، بتاؤ تم اس پر رضا مند ہو؟ سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا،، ہان، ہان، ہم خندق اپنے جسمون سے پاٹ دینگے!،،

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ باسٹیل کی دیوار پر اس اُس کا گورنر،، مسیو دی لونائی،،

نمودار ہوا جسے دیکھتے ہی میرابو نے پکار کر کہا، "بسم اللہ، جنگ شروع کیجئے!" گورنر نے اس جملہ
کو سنا اور بلا جواب دیے ہوئے حقارت سے منہ پھیر لیا، جسے میرابو برداشت نہ کر سکا
اور اُس نے فوراً اپنی بندوق کا اُسے نشانہ بنایا، لیکن گولی نے اُس کے بجائے قریب کے
ایک سنتری کا کام تمام کر دیا! یہ فیر گویا اس بات کا اعلان تھا کہ جنگ شروع ہو گئی، چنانچہ قومی
مجمع نے ہزارون کی تعداد مین فیر کرنا شروع کیے، جن سے باستیل کی دیوارون سے پتھر کی تھوڑی
تھوڑی مقدار ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگی۔ پھر چند منٹ کے لیے بالکل خاموشی چھا گئی، گویا کہ قوم
اپنی اس عظیم الشان جرأت پر متعجب ہو رہی تھی۔ لیکن یہ خاموشی زیادہ دیر تک قائم نہ رہی کیونکہ
باستیل کی دیوارون پر سے دھماکون کی آوازین سنائی دینے لگین، اور چشم زدن مین
ہزارہا زخمی اس مظلوم مجمع مین تڑپنے لگے! اب قوم کو معلوم ہوا کہ حالت کسقدر خطرناک
ہے، اور یہ کہ باستیل کی توپون کا مقابلہ کرنا کس قدر دشوار ہے، لیکن آزادی کا نشہ ایسا ہلکا
نہین ہوتا کہ جلد اتر جائے، چنانچہ ایک شخص بھی نہ بھاگا اور ادھر سے بھی اِن مہیب توپون کا
بندوقون سے جواب دیا جانے لگا، مگر بالکل عبث، کیونکہ توپین مجمع کا کام کیے دیتی تھین، مگر اُسکی
گولیان جیل والون کو کوئی نقصان پہونچاتین اور دیوارون سے ٹکرا کر رہ جاتی تھین، چنانچہ تھوڑی
دیر کے بعد وہ اس جنگ سے اکتا گیا اور دیگر کارگر تدابیر پر غور و خوض ہونے لگا، بہت سی صورتین
پیش کی گئین، کسی نے کہا مشین کے ذریعے توپون پر پانی پھینکا جائے تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائین!
اور کسی نے کچھ اور کہا، لیکن ہیلو برابر متفکر رہا، یہان تک کہ ایک لحظہ کے بعد وہ صفون سے نکلا
اور اس پل کی طرف چلا جو خندق پر تھا اور بھاری زنجیرون کے ذریعے سے
اوپر اٹھا لیا گیا تھا، ہیلو ہاتھ مین ایک بھاری ہتھوڑا لیے جا رہا تھا،
اور اُس کے راستہ مین گولون اور گولیون کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی،
مگر حریت کے اس متوالے نے کچھ پرواہ نہ کی اور پل کی زنجیرون کو کاٹنا اور توڑنا شروع کیا، یہانتک
وہ کٹ گئین، پل خندق پر قائم ہو گیا اور قوم پر جوش نعرے بلند کرتی ہوئی آگے بڑھی، اب جنگ
اپنی انتہائی شدت سے ہو رہی تھی، طرفین اپنی اپنی پوری قوت صرف کر رہے تھے، اور قیامت خیز
خونریزی ہو رہی تھی، جون جون جنگ کو طول ہوتا جاتا تھا۔ قوم کی ہمت و جرأت بڑھتی جاتی تھی، اور

وہ اور زیادہ سختی سے حملے کرتی تھی، کیونکہ اُسے برابر کمک ملی آرہی تھی، چنانچہ جس وقت یل قائم ہوا ہے، فرنچ گارڈ کی ایک جماعت ایک توپ لیکر آگئی تھی، اور اُس سے باستیل پر مہلک گولہ باری کرنے لگی تھی"

یہ جنگ وجدل برپا ہی تھا کہ چند آدمیون کی ایک ٹولی مجمع مین گھستی نظر آئی، جو سفید جھنڈا بلند کئے ہوئی تھی اور باستیل جانا چاہتی تھی، ہیلو نے اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مینو سپلٹی کی طرف سے وہ گورنر باستیل کو یہ پیغام پہونچانے آئی ہے کہ ،، جنگ ختم کردے،، اس واقعہ سے ہیلو کو بڑی مسرت ہوئی اور اُس نے میرابو سے کہا کہ جنگ، گورنر کے جواب کے آنے تک روک دیجائے، میرابو نے بھی اس تحریک کو منظور کرلیا، کیونکہ مجمع مین اس طویل اور ہولناک جنگ سے اب کچھ کچھ تھکن محسوس ہونے لگی تھی، اور وہ کسی قدر آرام لینا چاہتا تھا، چنانچہ فوراً لڑائی کے بند ہونے کا اعلان کردیا اور میدان مین کچھ دیر کے لئے کامل خوشی چھا گئی"

باسٹیل کے سامنے وفد کے پہونچتے ہی اُس کی توپین بھی خاموش ہوگئین، اور وفد نے گورنر کو اپنا پیغام امن پہونچا دیا، جس کے جواب مین اُس نے انتہائی حقارت سے کہا، ،اے باشندگان پیرس! ناممکن الحصول شئے کی ضد نہ کرو، جنگ مین تمھین نے پہل کی ہے، اس لئے اپنی ہی کو ملامت بھی کرو!،، اس خشک جواب پر وفد مایوس واپس ہوا، اور میرابو کو اُس کی اطلاع دی، جبپر اُس نے باواز بلند پکار کر کہا، ،،اس جیل کا حشر معلوم ہے، بہادرو، اپنے ہتھیار سنبھالو!،، چنانچہ لوگون نے ہتھیار اُٹھالیئے، اور پھر قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا۔

گورنر نے اگرچہ اس وفد کو ناکام واپس کردیا تھا لیکن وہ اور اُس کے ساتھی پوری طرح محسوس کرنے لگے تھے کہ حالت کس درجہ نازک ہے؟ چنانچہ میجر دی لوسم نے گورنر سے آکر اس طرح گفتگو شروع کی"

میجر - آپ نے دیکھا ہے کہ قوم فتح باسٹیل کے لیے کس قدر ضد کررہی ہے، طرفین سے نہین معلوم کس قدر نقصان جان ہوچکا ہے، اور ابھی معلوم نہین کہ اور کتنا ہوگا۔

گورنر - تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا مین قلعہ بلوائیون کے حوالہ کردون؟

میجر - لیکن جناب کو یہ بھی تو معلوم ہے کہ ہمارے پاس سامان جنگ بہت کم ہے، اور خصل سے

کل تک چلے گا۔ اُس وقت ہم مجبور ہون گے کہ ہتھیار ڈالدین۔ مین نہین سمجھ سکتا کہ جب حالت یہ تھی تو آپ نے میونسپلٹی کے وفد کی عرضداشت کو کیون نہ قبول کر لیا جسے اگر مان لیتے تو جو ذلت کل ہمین نصیب ہونے والی ہے، اُس کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

گورنر۔ کیا تمھارے خیال مین ہم پر میونسپلٹی اور اُس کے چیرمین کی اطاعت ضروری ہے۔

میجر۔ اگر بادشاہ کا حکم موجود نہ ہو، تو بیشک اطاعت کرنی چاہیے۔

گورنر۔ اگر تم اسے تسلیم کرتے ہو، تو لو اسے پڑھ لو۔

اُس نے یہ کہا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر اُس کے حوالہ کر دیا، جس مین لکھا تھا،،

مستقل مزاج رہو۔ مضبوطی سے مدافعت کرتے رہو، مین اہل پیرس کو لیت و لعل مین رکھون گا، یہان تک کہ شام سے پہلے مسیو نیہ انفال کی جانب سے تمھین مدد پہونچ جائیگی؛؛

دی فلاسیل ،،

چیرمین۔

میجر۔ (تعجب سے) یہ رقعہ آپ کے پاس کیونکر پہونچا؟؟

گورنر۔ وہی شخص جو باسٹیل کے متعلق مطالبہ کرنے آیا تھا، اُسی کے اجازت نامہ کے ساتھ یہ رقعہ بھی تھا جس کی اُس احمق کو اطلاع بھی نہوئی۔ اچھا، اب تم اپنی جگہ پر جاؤ، اور اُسوقت تک وہان سے نہ ٹلو جب تک میرا حکم نہ پہونچے۔

اس کے بعد باسٹیل کی توپون کے منھ کھل گئے اور قومی مجمع مین لاشون پہ لاشین گرنے لگین، لیکن اس سے حملہ آورونکا غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ اور سب کے سب جن مین عورتین اور بچے بھی تھے، اور جن کی تعداد ایک لاکھ تھی، اپنی بندوقون سے گولون کا جواب دینے لگے۔

اس اثنا مین بیلو برابر غور کر رہا تھا کہ کس طرح اس قلعہ عظیم کو مسخر کرے، اور قوم کو شکست سے بچائے، کیونکہ اب تک تو حالت یہ تھی کہ جیل کی توپین حملہ آورون کو بُری طرح بھسم کر رہی تھین، اور اُنکی گولیان دیوارون سے ٹکرا کر رہ جاتی ہے، مگر اُنکی شجاعت قابل تعریف تھی کہ جنگ سے باوجود اتنے شدید نقصان اُٹھانے کے بھی منھ نہ پھیرتے تھے، غرضکہ بیلو اسی دھیڑ بن مین تھا

کہ یکایک اُس کے ذہن میں ایک تدبیر سما گئی اور اُس نے بآواز بلند پکار کر کہا، دوستو مجھے ایک جھکڑا لادو !، ہاں ! ہیرے، بتیہ، جو اُس کے پہلو ہی میں کھڑا ہی تھا، فوراً چیخا، بلکہ دو جھکڑے !، یہ سنتے ہی لوگ جھکڑے لینے دوڑے اور تھوڑی دیر میں بیسیوں حاضر کر دیے، اس کے بعد اُس نے پھوس کا مطالبہ کیا جس کے بوجھ بھی فوراً موجود کر دیے گئے، جنھیں گاڑیوں پہ لاد کر بیلو اور بتیو باستیل کی دوسری خندق کی طرف بڑھے، کیونکہ اُس کا عبور کرنا ضروری تھا، اس خندق پہ بھی ایک پل تھا جو زنجیروں کے ذریعہ سے اُٹھا دیا گیا تھا اور جس کی زنجیروں کا کاٹنا آسان نہ تھا، اس لیے بیلو نے یہ عمدہ تجویز سوچی کہ ان کے جوڑ آگ سے پگھلا دیے، اور پل کے دوبارہ قائم ہو جانے کے بعد اسی سے باستیل میں داخل ہو جائے لیکن یہ تجویز جسقدر مفید تھی۔ اُسی قدر خطرناک بھی تھی، کیونکہ گورنر نے بھی اُسے معلوم کر لیا اور پوری طرح طاقت سے اسپر گولہ باری کرنے لگا مگر چونکہ آزادی کے فدائیوں کا حامی خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، اس لیے بیلو اور اُس کے ساتھی کسی نہ کسی طرح پل تک پہونچ ہی گئے اور اُس کی زنجیروں پر پھوس سے لدی ہوئی گاڑیاں منتقل کر کے ڈالدیں جن کی تیز آگ کے اثر سے بہت جلد ہی زنجیریں ٹوٹ گئیں اور پل اپنی جگہ پر آ گیا !!

اسی اثنا میں گورنر دیوار پر آ کر بڑے تردد سے سر و نیچے نظر ڈال رہا تھا، مگر اُسے بجز حملہ آوروں کے اور کچھ نہ نظر آیا، جنھوں نے پل کے گرتے ہی، ایسے نعروں سے آسمان سر پر اُٹھا لیا اور تیزی سے خندق کی طرف بڑھے، اب اُسے کامل مایوسی ہو گئی، اور وہ ایک مشتعل فلیتہ لیکر نیچے دوڑا، اور ایک خاص کمرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اُس کی اس حرکت کو جیل کے سپاہی سمجھ گئے اور گھبرا کر چلائے "بارود، بارود !"، پھر وہ بھی گورنر کی طرف جھپٹے اور اپنے نیزوں کی انیاں اُس کے سینہ پر رکھکر کہنے لگے اگر تو ایسی شرارت کریگا تو ہم تیرا کام تمام کر دیں گے،،

مجمع کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ اگر وہ جیل میں داخل ہو گا تو تمام عمارت بارود سے اُڑا دی جائیگی تو اُسے سخت پریشانی ہوئی کہ کیا کرے۔ وہ شش و پنج ہی میں تھا کہ بیلو نے پکار کر کہا،، بھائیو، قیدیوں کو نہ فراموش کرو، اور جیل میں داخل ہونے سے توقف کرو، پھر بعض لوگوں نے گورنر سے کہا کہ وہ کیا چاہتا ہے اُس نے جواب دیا، میں عزت کے ساتھ باستیل حوالہ کروں گا، ورنہ اگر مجبور کیا جاؤنگا تو تمام عمارت کو بارود کے مخزن میں آگ لگا کر اُڑا دونگا !،،۔

بیلو نے اسکو قبول کر لیا، اور گورنر فلیتہ کو ہاتھ سے رکھا، شرط نامہ لکھ لیا۔ لیکن جون ہی
اُس نے ایسا کیا مجمع نے اپنے لیڈر بیلو کے بلا حکم بڑی شدومد سے حملہ کر دیا، اور چشم زدن مین قیدخانے کے
اندر داخل ہو گیا۔

گورنر نے یہ کیفیت دیکھتے ہی فلیتہ کو زمین سے اُٹھانا چاہا مگر ایک سپاہی نے اُسے
پامال کر کے گل کر دیا۔ اس پہ گورنر نے تلوار نیام سے نکال لی اور خودکشی کرنی چاہی، لیکن اُسی کے
سپاہی نے تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی۔ دوسری طرف جیل کی محافظ فوج اور حملہ آورون کے
مابین صحن مین آخری معرکہ شروع ہو گیا جو اپنی ہیبت ناکی اور سختی مین باستیل کے تمام معرکون مین
سب سے بڑا تھا، لیکن یہ تنخواہ دار سپاہی بھلا اُن لوگون کا کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے جو آزادی
کی حمایت کے لیے اُٹھے تھے، اور جو موت ہی کو زندگی یقین کرتے تھے، چنانچہ تھوڑی ہی دیر مین
انھون نے انتہائی ذلت کے ساتھ ہتھیار ڈال دیے اور قومی سپاہی حریت کے شیدائی اس ہیکل
استبداد و جبروت پہ مسلط ہو گئے (۱)!!!

(ڈاکٹر جیلیار کی رہائی!!!)

باستیل مین جب یہ حملہ آور داخل ہوے تو انھون نے مخالفین کا قتل عام شروع کر دیا۔
میرابو، جو ایک عقلمند آدمی تھا، وہ بھی اس خونریزی کو روک نہ سکا، اور یہ کہکر وہ خاموش ہو گیا
کہ "قوم کا جوش دریا کے دھارے کی طرح ہوتا ہے، جس کی جتنی زیادہ روک کی جاتی ہے، اتنی ہی

(۱) جس روز باستیل فتح ہوا ہے، اُسی دن جمہوریت فرانس اب تک قومی عید مناتی ہے، ۱۴ جولائی سنہ کو وہ
مسخر ہوا تھا، اور جب اس کی خبر دنیا مین پھیلی تو لنڈن اور پیٹرسبرگ وغیرہ کی بازارون مین ہر طرف فرط مسرت سے
لوگ باہم معانقے کرتے تھے، کیونکہ یورپ مین آزادی کی بنیاد اسی تاریخ میں پڑی تھی۔

شدت سے وہ بہتا ہے!" لیکن اس کے ساتھ دو اور شخص "ایلی" اور "ہولین" تھے، جنھوں نے بڑی جرأت کی، اور مجمع کو یہ جھوٹ بول کر روک دیا کہ "ہم نے یہاں کی محافظ سپاہ کو پناہ دیدی تھی ورنہ آپ میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچتا۔"

بیلو اور بیتیر بھی ہر طرف بدحواسی سے ڈاکٹر جیلیبار کو تلاش کرتے پھرتے تھے، اتفاق سے ایک طرف نظر اوٹھی تو انھوں نے ایک شخص کو متفکر و پریشان زمین پر بیٹھے دیکھا، جسے غور کرنے سے انھوں نے پہچان لیا کہ یہ "سیوڑی یونانی" گورنر باسٹیل ہے، اس نے بھی بیلو کو پہچانا، اور کہا:۔

گورنر۔ اب کیا دیر ہے! بسم اللہ مجھے قتل کر ڈالو۔

بیلو۔ (نرمی سے) نہیں، مغلوب پر میں تلوار نہیں اٹھاتا۔

گورنر۔ تمھیں کس کی تلاش ہے۔

بیلو۔ ڈاکٹر جیلیبار کی۔

گورنر۔ وہ تین نمبر کے کمرہ میں ہے۔

یہ سنکر بیلو نے گورنر سے کہا "دیکھو پھاٹک کھلا ہے، اپنی جان بچا لیجاؤ" اور پھر خود کمرہ نمبر (۳) کی طرف روانہ ہو گیا، وہ ہٹا ہی تھا کہ مجمع کا سیلاب دی لونائی کی طرف بڑھا۔ اور ایک شخص نے یہ آواز بلند کرتے ہی کہ "باسٹیل کا ملعون حاکم یہی ہے!" سب اس پر جھپٹ پڑے اور یکبارگی چلائے "اس خنزیر کو منیو سپلٹی لے چلو!" اس کے بعد انھوں نے اسے بری طرح کھینچنا شروع کیا اور وہ چشم ہی لمحہ کے بعد بیلو کی نظر سے غائب ہو گیا۔

بیلو کو اس واقعہ پر بہت رنج ہوا اور وہ افسوس کرتا ہوا، کمرۂ نمبر ۳ پہونچا لیکن وہ مقفل تھا اس لئے اس نے ایک کلہاڑی سے آہنی کواڑ کو توڑنا شروع کیا، جس کے شور سے بہت آدمی دروازہ پر جمع ہو گئے آخر بڑی جدوجہد کے بعد اس میں ایک شگاف ہو گیا، جس سے اس نے جھانکا تو نظر آیا کہ اس کے اس پار ایک شخص لوہے کی سلاخ لئے منتظر کھڑا ہے کہ جون ہی کوئی اندر داخل ہوا اس کا کام تمام کر دے، کیونکہ اس غریب کو اس ہنگامہ اور انقلاب عظیم کی مطلق خبر نہ ہوئی، اور اسے دروازہ کے توڑنے سے طرح طرح کے شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ بیلو اسے دیکھتے ہی بے نابی سے چلایا!۔

بیلو۔ ڈاکٹر۔ ڈاکٹر!

جیلیبار۔ (اندر سے) کون پکارتا ہے؟

بیلو۔ میں ہوں تمہارا وفادار دوست، بیلو!

جیلیبار۔ (تعجب لہجہ سے) کون بیلو! بیلو!

بیلو اور تمام مجمع (چلاکر) ہاں! ہاں! ہم سب تمہارے دوست ہیں!

جیلیبار۔ (اور زیادہ تعجب سے) تم لوگ کون ہو؟

مجمع۔ (فخر سے) ہم ہیں باسٹیل کے فاتح انقلابی! کیا اب تم آشنا ہو! پھر بیلو نے پورے جوش اور پوری قوت سے چند ضربیں اور ماریں، جن سے دروازہ پاش پاش ہو گیا اور اندر سے ایک جسیم نوجوان برآمد ہوا جسکی عمر ۳۰ سال کی تھی، داڑھی سیاہ تھی، رنگ زرد تھا، بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ خلقتاً، آنکھیں نہایت تیز تھیں، اور معلوم ہوتا تھا کہ سینوں کے پار نکلی جاتی ہیں ناک لانبی اور آگے کو بہت زیادہ جھکی ہوئی تھی، ہونٹوں پر تبسم تھا اور اس کے بشرہ سے اولوالعزمی اور کبر کے آثار نمایاں تھے، اور وہ عصبی مزاج کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

یہ ڈاکٹر جیلیبار تھا جس نے باہر آتے ہی بیلو اور بیتو سے معانقہ کیا اور تمام حاضرین سے مصافحہ پھر اُس نے آسمان کو بغور دیکھا اور کہنے لگا ،، الحمد للہ کہ آج وہ دن آگیا۔ جس کی میں نے پیشین گوئی کی تھی!،، پھر مجمع اور اُس کے جوش کو دیکھکر کہنے لگا ،، اے حریت کی دیوی! تجھپر سلام ہو! میں نے تجھے سب سے پہلے امریکا میں دیکھا تھا اور آج وطن مقدس سرزمین فرانس میں تجھے جلوہ گر دیکھتا ہوں! یہ سب تیرے شیدائی و فدائی ہیں، انکا سلام قبول کر اور اپنی بے حساب برکتیں انپر نازل فرما! اے دل آرام! اے حریت! تو جہاں جاتی ہے، اپنے ہمراہ روشنی اور خیر و برکت لیجاتی ہے اور جس جا قدم رکھتی ہے ظلمت دکوری کو دور کرتی ہے، اور ظلم و جور کو محو کر دیتی ہے! پھر کیوں نہ سب تیری پرستش کریں اور تجھپر اپنی عزیز جان کو قربان کریں! اے فرانسیسیو!! دیکھو، اب یہ بزرگ ترین دیوی تم میں اُتری ہے، اسکے حلقہ بگوش رہو، اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وہ تم سے ناراض ہو جائے!!،،

پھر اُس نے بیلو سے پیرس آنے کا سبب دریافت کیا، اُس نے تمام ماجرا بیان کر دیا

اور صندوق کے چھننے کا حال بتایا۔ جسپر شانت کے ساتھ اُس نے کہا!

جیلیبار۔ وہ کب تمہارے ہاتھ سے نکلا ہے۔

بیلو۔ کل ہی پرسون۔

جیلیبار۔ (کچھ خاموشی کے بعد) صندوق کے چوری ہونے اور میرے قید کئے جانے کے درمیان کوئی تعلق ضرور ہے، سب سے پہلے مجھے چاہیے کہ اُس شخص کا نام معلوم کروں، جس نے میری گرفتاری کا حکم صادر کرایا ہے، اور یہ دفتر کے کاغذات سے معلوم ہو جائے گا۔

اُس نے یہ کہا اور جیل کے دفتر کی سمت روانہ ہوا، جس کے ساتھ ساتھ بیلو اور پیچھے بے شمار مخلوق تھی۔

جب یہ سب دفتر کے کمرہ پر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ کاغذات جلا رہے ہیں، لیکن ڈاکٹر نے جلد جلد بقیہ چیزوں کو الٹنا پلٹنا شروع کیا، یہان تک کہ اُس کی نظر ایک کاغذ پر پڑی، جیسے پڑھتے ہوا، اُسنے چلا کر کہا، "عجب، میرا دوست ناکار میرے قید کئے جانیکا حکم دیتا ہے!!"

مجمع نے جب یہ سنا کہ ناکار ڈاکٹر کا دوست ہے تو اُس کے دل مین ڈاکٹر کی وقعت اور بھی زیادہ ہو گئی، کیونکہ تمام قوم مین ناکار کی عظمت مسلم تھی۔

کاغذ دیکھنے کے بعد جیلیبار تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بیلو سے کہنے لگا۔

جیلیبار۔ یقیناً اُسنے بلا غور و فکر کے میری گرفتاری کا حکم دیا تھا، لہذا اُس سے ملاقات کرنا ضروری تھا۔

بیلو۔ کس سے ملاقات کرنا ضروری ہے۔

جیلیبار۔ وزیر ناکار سے۔

بیلو۔ وہ تو بر دکسل میں رہتا ہے، کیونکہ بادشاہ نے اُسے معزول کر دیا ہے۔

جیولیا۔ اگر وہ فرانس میں موجود نہیں ہے، تو اُس کی بیٹی سے ملنا چاہیئے۔ لیکن مجھے اُسکی جائے اقامت کی اطلاع نہیں ہے۔

مجمع سے ایک شخص۔ وہ اپنے باپ کے محل میں محلہ سان ڈینس میں رہتی ہے۔

جیلیبار۔ تو میں وہیں جاؤنگا۔

پھر اُس نے بیلو کو ہمراہ لیا اور ہوٹل سے نکلنا چاہا، مگر نہایت دشوار تھا، کیونکہ اُس میں بیشمار آدمی جمع تھے، جو قیدیوں کو دیکھ رہے تھے اور اُنھیں اپنے کندھوں پر بٹھا کر منیو نسلیٹی لیجانے کی تیاریاں کر رہے تھے، چنانچہ انھوں نے جونہی محسوس کیا کہ جیلیبار جا رہا ہے، وہ اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے ایک چوکی پر کھڑا کر کے اپنے سر پر اُٹھا لیا، اسی طرح باقی قیدی بھی اٹھا لیے گئے اور ایک لاکھ آدمیوں کا یہ ٹڈی دل منیو سلیٹی روانہ ہوا۔

یہ مجمع تین جماعتوں پر تقسیم تھا۔ سب سے آگے وہ جماعت تھی جو مسیو دی لونائی گورنر باسٹل کو کشاں کشاں لیے جا رہی تھی، اُسکے بعد وہ جماعت تھی جسکے پنجہ میں میجر دی لوسم تھا۔ اور سب سے آخر میں وہ گروہ تھا جو قیدیوں کو سر پر اُٹھائے ہوئے تھا، گورنر اور میجر کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی تھی، ہر طرف سے اُن دونوں پر سب و شتم اور تھپڑوں کی بارش ہو رہی تھی، اور اُنکی جان ابتک محض اس لیے بچی ہوئی تھی کہ کچھ رحم دل لوگ اُن دونوں کا احاطہ کیے ہوئے تھے اور اُنھیں بچا رہے تھے، وہ بار بار چلاتے تھے، "لوگو، ہم اُن دونوں کو پناہ دے چکے ہیں! لوگو، اپنے آج کے عظیم الشان کارنامے کو اس قسم کی ذلیل خونریزی سے بٹّہ نہ لگاؤ"، لیکن اُن صداؤں کو غضبناک قوم کب سنتی تھی اور برابر اُن کے قتل پر مصر ہو رہی تھی، جیلیبار نے جب یہ کیفیت دیکھی تو بیلو اور میتو کو بھیجا کہ جا کر اُنکی جان بچالیں۔ لیکن یہ بالکل عبث تھا، آخر جیلیبار نے محسوس کیا کہ گورنر چونکہ برہنہ سر ہے اس لیے لوگ اُسے شناخت کر کے زیادہ اذیت دے رہے ہیں، چنانچہ اُس نے فوراً اپنی ٹوپی اُس کے سر پر رکھدی، جس کا گورنر نے شکریہ ادا کیا اور کہا!

گورنر۔ تم بیکار مجھپر ترس کھا رہے ہو، مجھے قتل ضرور کیا جائیگا۔

بیلو۔ اگر تم منیو نسلیٹی تک پہونچ جاؤگے، تو یقین کرو کہ بچ جاؤگے۔

گورنر ہے نہین وہان تک پہنچنا ہی تو مشکل ہے ۔

غرضکہ یہ مجمع سیلاب کی طرح بہا چلا جا رہا تھا ، گورنر کے گرد تین آدمی تھے جن مین سے ایک شخص کے ہاتھ مین فرانسیسی جھنڈا تھا ، دوسرا اپنے نیزہ پر باسٹل کی کنجیان اٹھائے ہوئے تھا ، اور تیسرے کے نیزے کی انی پر باسٹل کا قانون نامہ تھا ۔ اس شان سے یہ مجمع منیونسپلٹی کی سمت جا رہا تھا ، یہان تک کہ جب اس کے سامنے پہنچا تھا تو اس نے دیکھا میدان مین اور ہزارہا مسلح آدمی جمع ہین ، یہ وہ لوگ تھے جنھین جب باسٹیل کے فتح ہونے اور اسکے گورنر کے اسیر ہو جانے کی اطلاع ملی ، تو خون لگا کر شہیدون مین داخل ہونے پر آمادہ ہوئے ، چنانچہ جون ہی انھون نے اس مجمع اور گورنر کو بے بس دیکھا ، نعرے مارتے ہوئے ٹوٹ پڑے ، اور گورنر کو زمین پر گرا دیا اور چشم زدن مین اس کا سر تن سے جدا کر کے ایک نیزہ پر علم کر دیا گیا جس سے خون کی دھارین بہ رہی تھین ، ڈاکٹر جیلیبار نے جون ہی یہ بربریت دیکھی زور سے چلایا ، " افسوس تم کس قدر قسی القلب ہو ، مین نہین جانتا تھا کہ جیلیبار کے آزاد کرانے والے درندے تھے " ، لیکن اس کے جواب مین بکونے فوراً کہا ، " نہین نہین ، ہم وحشت سے بالکل بری ہین ـ "

گورنر باسٹیل منیونسپلٹی کی کھڑکیون کے نیچے قتل کیا گیا تھا ، جن مین سے ایک کھڑکی مین سے اس کا چیرمین دی فلاسیل بھی کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا ، جس شخص نے گورنر کا سر نیزہ پر بلند کیا تھا اس نے اُسے نہایت پھرتی سے دی فلاسیل کے منھ سے لگا دیا ، جس سے خوف زدہ ہوکر وہ اندر بھاگ گیا ، وہ ہٹا ہی تھا کہ مجمع سے شور بلند ہوا ، " دی فلاسیل ملعون کو قتل کر ڈالو ، وہ خائن ہے " ، اس کے بعد ایک شخص نے بلند آواز سے وہ رقعہ پڑھ دیا جو گورنر کی جیب سے برآمد ہوا تھا اور جس مین دی فلاسیل نے اُسے استقلال سے مدافعت کرنے اور اپنی طرف سے مدد پہونچانے کا وعدہ کیا تھا ، اس خط کے سنتے ہی قیامت برپا ہو گئی ، کچھ لوگ دیوانہ وار منیونسپلٹی کی عمارت مین گھس پڑے اور چیرمین کو کشان کشان باہر کھینچ لائے ، اور دم کے دم مین اس کا سر بھی کاٹ کر گورنر کے سر کے برابر بلند کر دیا ، اور اسکے بعد پھر دی لوسم کی باری تھی ، جس کے سر کے ساتھ بھی یہی کارروائی کی گئی ، اور ان تینون سرون سے جو مثلث تیار ہوا تھا اُسکے پیچھے کھڑے ہوکر مجمع نے " حریت زندہ باد ! " کے نعرے لگانا شروع کئے ۔ لیکن ڈاکٹر جیلیبار اس مہیب اور وحشیانہ منظر کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکا ، اور

پوری قوت سے یہ کہکر ایک طرف بھاگا، اگر مقدس آندری کا طرہ امتیاز یہی ہولناک منظر ہے، تو میں رخصت ہوتا ہوں لوگوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ٹھہرے مگر اس نے ایک نہ سنی اور تیزی سے بھاگنے لگا، بیلو اور بنتو بھی اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

باب (۱۹)

(سیباستین اور اس کا خواب)

یہ تینوں شخص بھاگتے بھاگتے "بلانش میرانی" کی سڑک پر پہونچے، جہاں انھوں نے ایک گاڑی کرایہ پر لی اور مدرسہ "لوسیں" کو روانہ ہوئے، ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ وہی مدرسہ ہے، جہاں ڈاکٹر جیلبار کا لڑکا "سیباستین" کو تعلیم حاصل کرنے چھوڑ آئے تھے۔ چنانچہ جونہی گاڑی مدرسے کے پھاٹک پر رکی جیلبار اور بیلو، بنتو کو اسی میں چھوڑ کر اتر پڑے، پرنسپل کو ان دونوں شخصوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے سیباستین کو طلب کرکے اس کے باپ جیلبار سے ملایا، دونوں باہم دیر تک معانقہ میں رہے، اور پھر سیباستین نے بیلو سے مصافحہ کیا اور اپنے باپ کے رہا کرانے پر شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد جیلبار نے سیباستین سے کہا!۔

جیلبار۔ میں یہاں صرف دیکھنے تمھیں چلا آیا تھا، لیکن اب میں پیرس کے باہر جا رہا ہوں

سیباستین۔ اس قدر عجلت کیوں ہے؟ چند روز تو یہاں قیام کیجیے۔

جیلبار۔ افسوس ہے کہ میں یہاں ٹھہر نہیں سکتا کیونکہ انکے (بیلو کی طرف اشارہ کرکے) پاس میں نے ایک صندوقچہ امانتاً رکھا تھا جو نہایت مہتم بالشان تھا، ان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اسی دن چوری ہوا ہے جس روز میں گرفتار ہوا ہوں، اس لیے اس کا پتہ لگانا ضروری ہے کہ کس نے مجھے گرفتار کرایا ہے، کیونکہ اسی نے صندوق بھی چوری کرایا ہوگا۔ لیکن تم ملول نہ ہو، میں زیادہ عرصہ تک غائب نہ ہوں گا، اے جان پدر، میری نصیحت بس یہی ہے کہ اپنی تعلیم میں پوری

طرح جدوجہد کرتے رہنا ہ۔
مدرسہ کا پرنسپل بھی یہ گفتگو سن رہا تھا، چنانچہ جون ہی جیلبار نے سیباستین کو رخصت کرنا چاہا، وہ اُسے علیحدہ لے گیا اور کہنے لگا۔

پرنسپل ۔ میں آپ کو اس لڑکے کے متعلق مبارکباد دیتا ہون، عنقریب ہمارا مدرسہ اس پر فخر کریگا اور وہ تمام درجے نہایت کامیابی سے پاس کرلیگا، کیونکہ اُس کی جدوجہد اور محنت حیرت انگیز ہے اور اُس کی عقل بچون کی جیسی نہین بلکہ بڑے بڑے مدبرون کی سی ہے۔ مین یہ اس لیے کہہ رہا ہون کہ اس کے بعد مین آپ سے ایک التجا کرونگا۔

جیلبار ۔ بشوق فرمائیے۔

پرنسپل ۔ مین یہ چاہتا ہون کہ اب آپ اُسے اور زیادہ محنت کی نصیحت نہ کرین، بلکہ اعتدال کا حکم دین۔ کیونکہ وہ اس قدر محنت کرتا ہے کہ اُس کی صحت کے برباد ہوجانے کا خوف ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ قلم دوات اور کاغذ لیکر میز کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور پہرون غور و فکر مین ڈوبا رہتا ہے۔

جیلبار ۔ (تردد سے) کیا وہ بہت دیر تک اس طرح بیٹھا رہتا ہے؟

پرنسپل ۔ جی ہان، جب تک کوئی اُسے متنبہ نہ کرے وہ خیالات مین ڈوبا رہتا ہے (سیباستین کو دیکھکر) یہ دیکھیے، اس وقت بھی اس پر وہی کیفیت طاری ہے۔
ڈاکٹر نے اپنے بیٹے کو بغور دیکھا جو بُت کی مانند بے حس و حرکت کھڑا تھا، پھر اُس نے بڑے تردد سے پرنسپل سے کہا ہ۔

جیلبار ۔ اُسے کس طرح متنبہ کیا جاتا ہے؟

پرنسپل ۔ اُسے شانہ سے ہلا دیا جاتا ہے۔

جیلبار ۔ (اداس ہوکر) لیکن اس طرح بیدار کرنا تو اُس کے لئے سخت مضر ہے، بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ اُسے آہستہ آہستہ پکار ا جائے۔
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ بیتو بھی اپنے قدیم رفیق مدرسہ سیباستین سے ملنے کو دوڑا آیا اور عین اُس حالت مین کہ وہ گہرے خیالات مین غرق تھا، اُس سے لپٹ گیا، اس اچانک واقعہ سے

سیباسٹین شدت سے اچھل پڑا، اُسکا جسم لرزنے لگا، دانت بھنچ گئے اور وہ قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے، پرنسپل نے جیلبار سے کہا کہ تقریباً یہی حالت جب جب وہ تنبیہ کیا جاتا ہے اُس پر طاری ہو جاتی ہے، اُس کے بعد جیلبار نے سیباسٹین کو بلایا اور اُسے لیکر باغ میں چلا گیا، جہاں دونوں میں یہ گفتگو ہوئی:

جیلبار۔ سیباسٹین، تم اس قدر اداس کیوں ہو؟

سیباسٹین۔ مجھے اپنی موجودہ زندگی میں کوئی لطف نہیں آتا ہے۔

جیلبار۔ اس سے تمھیں کیا مراد ہے؟

سیباسٹین۔ مجھے اپنے ہم سن لڑکوں کے ساتھ کھیلنے میں کوئی مسرت نہیں ہوتی، بلکہ میں تنہائی کو پسند کرتا ہوں!۔

جیلبار۔ تم تنہائی کیوں پسند کرتے ہو۔

سیباسٹین۔ (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد) میں آج آپ سے اس راز کو کہتا ہوں کہ میں جب تنہا ہوتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں اس دنیا میں نہیں ہوں، بلکہ میرے پیش نظر ایک اور عالم ہوتا ہے۔ جس میں چند لمحہ رہنے کے بعد مجھے آدمی کی چاپ معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک دھواں نظر آتا ہے جس کے اندر سے ایک دراز قامت خاتون ظاہر ہوتی ہے، جسے دیکھتے ہی کوئی نامعلوم قوت مجھے اُس سے ملنے کی لئے آگے بڑھاتی ہے۔ مگر وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگتی ہے اور نظروں سے اوجھل جاتی ہے، اُس پر میں بیقرار ہو جاتا ہوں، میری قوت جواب دیتی ہے، میں گویا بیہوش ہو جاتا ہوں۔

جیلبار۔ ایسا تمھیں کس زمانہ سے معلوم ہوتا ہے۔

سیباسٹین۔ بچپن سے!

جیلبار۔ اب بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔

سیباسٹین۔ جی ہاں!

جیلبار۔ کیا تمھیں اس عورت کا چہرہ بھی نظر آتا ہے۔

سیباسٹین۔ بالکل صاف معلوم ہوتا ہے۔

جیلبار۔ اُس عورت کی ہیئت کیسی ہوتی ہے؟

سیباستین۔ شاہزادیوں کی جیسی۔

جیلبار۔ اُسے دیکھکر تم کیا محسوس کرتے ہو؟

سیباستین۔ مین یہ محسوس کرتا ہون کہ گویا وہ میری ماں ہے! ماں کا لفظ سنکر جیلبار اچھل پڑا اور پھر بدحواسی سے کہنے لگا!۔

جیلبار۔ وہ تمھین اپنی ماں کس بنا پر محسوس کرتی ہے۔

سیباستین۔ پہلے محسوس ہوتی تھی، مگر اب چند دن سے یہ احساس جاتا رہا ہے۔

جیلبار۔ یہ کیونکر۔

سیباستین۔ یہ اس طرح کہ ایک روز پرنسپل ہم سب کو قصر فرسائل کے قریب کے باغون مین سیر کرانے لے گیا، وہان اچانک مین نے چار گھوڑونکی ایک گاڑی دیکھی! جس مین وہی عورت شاہانہ انداز سے بیٹھی تھی جسے مین عالم مدہوشی مین دیکھا کرتا اور اپنی ماں سمجھکر اُس کے پیچھے دوڑا کرتا تھا، مین اُسے دیکھتے ہی مبہوت رہ گیا۔ اور اُس کی گاڑی تیزی سے محل کے سمت چلی گئی؛ اسوقت مجھے محسوس ہوا کہ جو کچھ کہ مین دیکھتا ہون وہ محض ایک وہم تھا، کیونکہ میری ماں مرچکی ہے، جیسا کہ آپ بارہا بیان کرچکے ہین۔

جیلبار۔ (نہایت اداس ہوکر) تمھاری اس دماغی بیماری کا علاج ضروری ہے۔

سیباستین۔ نہین آپ اس کی ہرگز فکر نہ کرین، مجھے اس خیال مین نہایت مسرت حاصل ہوتی ہے، حتی کہ اگر آپ کئی سال بھی مجھ سے نہ ملین تو مین پریشان نہونگا!۔

کیونکہ یہ خیال میری تسلی و دل لگی کے لیے بالکل کافی ہے، لیکن مین آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہون، اور وہ یہ کہ، کیا میری ماں خوبصورت تھی؟،

جیلبار۔ (کھانس کر) ہاں وہ غایت درجہ خوبصورت تھی۔

سیباستین۔ کیا وہ آپ سے محبت بھی کرتی تھی؟

یہ سنتے ہی جیلبار سخت غضبناک ہوا، اور انتہائی شدت سے کہنے لگا!۔

جیلبار۔ سیباستین! سیباستین! خبردار اپنی ماں کے متعلق مجھ سے آیندہ کبھی سوال نکرنا،

ورنہ اچھا نہو گا!!

اس کے بعد اس نے نہایت عجلت سے ،، خدا حافظ،، کہا اور بیلو بتیہ کو ہمراہ لیکر گاڑی پر کسی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲۰)

(مدم دی اسٹیل اور نا کا ر۱)

جب جیلیار گاڑی مین بیٹھا ہے، وہ از حد آزردہ خاطر اور پریشان تھا، لیکن اُسے اپنے دلی احساسات کے پوشیدہ رکھنے کا عجب ملکہ تھا، چنانچہ چند لمحہ کی خاموشی کے بعد بشاشت و متانت پھر اس کے چہرہ پر عود کر آئی، اور اس نے نہایت اطمینان کے ساتھ کوچ بان سے کہا،، کسی قریب کے درزی کی دوکان پر چلو، کیونکہ مجھے کپڑے مول لینا ہین،، پھر اس نے بیلو سے کہا،، تمہارے پاس کچھ روپیہ بھی ہے؟،، بیلو نے فوراً جیب مین ہاتھ ڈالا، اور تیس چالیس پونڈ نکال کر پیش کر دیے جن مین اُس نے صرف دس پونڈ لے لیے، جن سے اس نے سیاہ رنگ کے ویسے ہی کپڑے خریدے جیسے مجلس وطنی کے ممبر پہنا کرتے تھے، جنھین زیب تن کر کے وہ،، سانٹ وین،، کے محل مین گیا جہان ،، مدم دی اسٹیل،، مقیم تھی، پھاٹک کے ملازمون نے اُس کا استقبال کیا اور کہا کہ نا کار تو بروکسل مین ہین، البتہ اس کی بیٹی مدم دی اسٹیل موجود ہے، جیلیار نے کہا مین اس سے ملنا چاہتا ہون، جس پر اسے جواب ملا کہ وہ اس وقت باغ مین چہل قدمی کر رہی ہے اور اس کا عام حکم ہے کہ اسوقت اس کی تفریح مین

---

(۱) مدم دی سٹیل، بارون نا کار کی بیٹی ہے۔ یہ فرانس مین اپنی انشا پردازی کی وجہ سے بہت شہرت رکھتی ہے نپولین اعظم کا اس نے اپنی شدید نکتہ چینی کی وجہ سے ناطقہ بند کر دیا تھا جس کی بنا پر وہ فرانس سے جرمنی جلاوطن کر گئی جہان اس نے چند نہایت مہتم بالشان کتابین تصنیف کین، جو اب تک بڑی وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہین۔،، سنہ ۱۷۶۶ء مین پیدا ہوئی، اور سنہ ۱۸۱۷ء مین انتقال کیا۔

کسی قسم کی خلل اندازی نہ کرنی چاہیے لیکن جلیبار نے فوراً ایک ڈالر ملازم کے حوالہ کیا اور کہا جا کر اطلاع دیدو کہ وزیر ناکار کا ایک دوست ملاقات کے لئے آیا ہے، چنانچہ ملازم نے ایسا ہی کیا اور وہ بیچاری مہمان سے ملنے پر آمادہ ہو گئی -

میڈم دی اسٹیل نے ابتک اپنی کتاب ،،جرمنی،، تصنیف نہ کی تھی، اور نہ کوئی اور علمی کارنامہ اس سے ظہور مین آیا لیکن ادبی مین دنیا مین اسکا نام مشہور ہونے لگا تھا - جیلیبار نے جب اُسے دیکھا تو اُسے اسکی اعلی دماغی اور ٹھوس دماغی قابلیت اسکے چہرے سے محسوس ہوئی اور اُسے نظر آیا کہ اسکا دماغ عورتون کا سا نہین بلکہ مردونکا سا ہے، وہ اسوقت ہاتھ مین انار لیے ہوے تھی، جسکے دانے وہ کھاتی جاتی تھی، معمولی صاحب سلامت کے بعد دونون مین یہ گفتگو ہوئی -

جیلیبار - آپکے والد کہان ہین!

مڈم - وہ تین دن ہوے کہ بروکسل چلے گئے ہین -

جیلیبار - مین اُنکے سفر کو بالکل بیموقع تصور کرتا ہون اس لیے مجھے اسکے وقوع مین بھی بہت شبہ ہے

مڈم - آپکو انکے سفر مین شبہ کیون ہے؟

جیلیبار - اس لئے کہ آجکل یہ توقع ہرگز نہ تھا کہ وزیر ناکار پیرس کو چھوڑ کر باہر چلے جاتے، کیونکہ بہت ممکن ہے کہ بادشاہ کو انکی ضرورت محسوس ہو اور انھین دوبارہ منصب وزارت پر واپس بلانا چاہے

مڈم - بہر کیف، وہ تو یہان سے جا چکے ہین -

جیلیبار - پھر مین انھین وہ عظیم الشان اطلاع کیونکر پہنچاؤن، جسکے لئے مین بعجلت آیا تھا -

مڈم - کیا آپ اُسے مجھپر ظاہر فرما سکتے ہین -

جیلیبار - معاف فرمایئے گا، وہ صرف مسیو ناکار سے ظاہر کی جا سکتی ہے، کیونکہ وہ غایت درجہ اہم ہے

مڈم - اپنی اس گفتگو سے آپنے مجھے ازحد پریشان خاطر کر دیا ہے، کاش کہ آپ اُسے ظاہر کر کے مجھے تکلیف سے نجات دیتے، اچھا آیئے، چلکر کمرہ مین گفتگو کرین -

چنانچہ یہ عقلمند عورت آگے آگے اور یہ فیلسوف پیچھے پیچھے روانہ ہوا، یہان تک کہ دونون اُس کمرہ مین داخل ہوے جس مین مڈم دی اسٹیل رہا کرتی تھی اور جو عورتون کے بجائے مردونکا کمرہ معلوم ہوتا تھا، دونون کرسیون پر بیٹھ گئے اور مڈم نے منھ بنا کر جیلیبار سے کہا! -

مڈم ۔ مین آپسے بمنت التجا کرتی ہون کہ اُس خبر کو بتا کر مجھے تکلیف سے بچائیے۔
جیلیبار ۔ مین آپسے صرف ایک بات کہتا ہون، اور وہ یہ کہ اگر اسوقت آپ کے والد کہین سے میری گفتگو سنتے ہی ہوتے، اور انھین یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ مین وہی ہون جسنے کتاب ،، علوم ترقی اور خیالات عوام،، تصنیف کی ہے، تو وہ فوراً میرے روبرو آکر کھڑے ہوجاتے جو مین کہتا اُسے بغور سنتے۔

جیلیبار یہ کہنے ہی پایا تھا کہ دیوار مین سے یکایک ایک چور دروازہ کھلا اور اُسمین سے ،، ناکار،، مسکراتا ہوا برآمد ہوا، اور کہنے لگا، جیلیبار لو مین حاضر ہون۔ اس کے بعد وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا، مڈم رخصت ہوگئی اور دونون مین اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔
جیلیبار ۔ مین آپ سے جو گفتگو کرنے والا ہون، اُس سے آپ کو میرے اصلی خیالات کا پتہ چل جائے گا۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ مین ہی نے امریکہ سے بادشاہ کے پاس وہ رپورٹین ارسال کی تھین، جن مین سلطنت کی اندرونی حالت پر بحث کی گئی تھی؟
ناکار ۔ ہان مجھے معلوم ہے کہ بادشاہ کے پاس ایسی رپورٹین پہونچی تھین ۔ اور بادشاہ نے مجھے وہ دکھائی بھی تھین۔
جیلیبار ۔ آپکو میری وہ پیش گوئیان بھی یاد ہونگی، جو مین نے اُن رپورٹون مین کی تھین، اور جو ایک ایک کرکے پوری بھی ہوگئین۔
ناکار ۔ وہ پیشین گوئیان کیا تھین
جیلیبار ۔ پہلی پیشین گوئی تو یہ تھی کہ بادشاہ اپنے مصاحبون کے اصرار سے مجبور ہوکر آپ کو معزول کردیگا، اور دوسری یہ کہ باسٹیل کو قوم فتح کریگی۔
ناکار ۔ کیا تم نے باسٹیل کے متعلق یہ پیشین گوئی کی تھی؟
جیلیبار ۔ ہان، اور یہ اس بنا پر کہ اب وہ شاہی مجرمون کا قیدخانہ نہین رہا تھا، بلکہ شاہی ظلم و استبداد کا ایک مجسمہ تھا، جس کا آزادی کے مضبوط پہاڑون سے شکست ہوجانا یقینی تھا۔
ناکار ۔ (تبسم کے ساتھ) تم اپنی اس گفتگو کے نتیجہ سے نہین ڈرتے ہو
جیلیبار ۔ اب باسٹیل سے رہا ہونے کے بعد مجھے کس بات کا خوف ہو۔

ناکار۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمھین کس نے گرفتار کرایا تھا؟

جیلبار۔ اسی کے معلوم کرنے کیلئے تو مین آپکے پاس حاضر ہوا ہون۔ ذرا اس کاغذ کو پیشتر ملاحظہ کر لیجئے۔

ناکار۔ (کاغذ پڑھنے کے بعد) بیشک تمھاری گرفتاری اور باسٹیل مین مقید ہونیکے اس حکم پر میرے ہی دستخط ہین، لیکن مجھ کو بالکل یاد نہین ہے کہ مین نے تمھارے متعلق کبھی کوئی حکم صادر کیا تھا، البتہ اتنا ضرور کہونگا کہ وزارت کے چھوڑنے سے کچھ پہلے مجھ سے چند سادہ کاغذون پر دستخط کرا لیگئے تھے۔

جیلبار۔ پھر اب اُس شخص کا پتہ کیونکر چلسکتا ہے، جس نے یہ حکم جاری کیا ہے؟

ناکار۔ اچھا مین اپنی ڈکس دیکھتا ہون، مین نے تمام کاغذات اسی لئے محفوظ رکھے ہین کہ ضرورت کے وقت اپنی برات اُنسے ثابت کر سکون۔ پھر اُسنے ڈکس کھولی، اور کاغذات کو دیر تک الٹنے پلٹنے کے بعد، ایک کاغذ کو نکالکر وہ کہنے لگا؟۔

ناکار۔ لیجئے، اس کاغذ سے آپکو معلوم ہوگا کہ آپکی قید کرانیکی کارروائی کسکی ہے۔

جیلبار۔ (کاغذ پڑھکر بڑے تعجب سے) "کونٹس دی شارنی" کے دستخط ہین! یہ کون عورت ہے مین نے کبھی اسکا نام نہین سنا ہے۔ اسکے متعلق کچھ بھی نہین جانتا

ناکار۔ اسپر ملکہ کی سفارش بھی تو ہے، کیا تمنے حاشیہ پر نہین پڑھا کہ ملکہ نے اپنے خط سے لکھا ہے کہ "کونٹس دی شارنی کا مطالبہ پورا کیا جائے!" اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ملکہ کی سب سے زیادہ چہیتی ہے، اور درباریون مین سب سے بڑا اثر ملکہ پر اُسی کا ہے۔ جیلبار۔ (دانت پیسکر) تو یہ سب ملکہ ہی کی کرتوت ہے

ناکار۔ تم ملکہ سے واقف ہو (ہنسکر)۔ جیلبار۔ اچھی طرح، اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بادشاہ، اور سلطنت کی دشمن ہے، اور اگر وہ نہوتی تو بادشاہ کو یہ تمام پریشانیان نہ برداشت کرنا پڑتین خیر، اب مین خود آپکے معاملہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ ناکار۔ اس سے تمھاری کیا مراد ہے۔

جیلبار۔ آپکے دوبارہ وزیر ہونیکے متعلق۔ کیونکہ بادشاہ آجکل ضرور اسپر غور کر رہا ہوگا۔

ناکار۔ بفرض اگر پھر مین وزیر ہوجاؤن؟ جیلبار۔ اگر آپ پھر وزیر ہوگئے تو قوم کی نظرون سے گرجائینگے۔ کیونکہ بادشاہ اور ملکہ آپکو کام نکرنے دینگے ناکار۔ تو مجھے کیا کرنا چاہیے جیلبار۔ سب سے پہلے مین آپ سے ایک سوال کرتا ہون، وہ یہ کہ کیا آپکے خیال مین سرزمین فرانس مین خفیہ انجمنین موجود ہین۔

ناکار۔ ہان، مین ایسا ہی خیال کرتا ہون جیلبار۔ آپ انمین سے کسی ایک کے ممبر ہین ناکار۔ ہرگز نہین

جیلبار۔ لیکن مین اُن سب کا ممبر ہون، خصوصاً انجمن فرامیسن کا، ہم تیس لاکھ فرامیسی بھائی امریکہ

تو جمہوریت قائم کر چکے ہین، اب فرانس مین اُس کے قائم کرنیکی جد و جہد کر رہے ہین جس کے
نتیجہ تمام یورپ کی ایک عام جمہوری سلطنت قائم کرین گے، جس مین ہر قوم و ملک کی حیثیت ایسی ہو گی
جیسی امریکن جمہوریت مین شمالی ممالک امریکہ کی ہے، اسلئے محب محترم اُبھار رہے، اُنکی نہایت عظیم الشان ہے
اور اُس مین بادشاہون سے لیکر ادنیٰ فقیرون تک لاکھون ممبر ہین۔ اُس کی قوت اتنی بڑی ہے کہ دنیا
کی کوئی طاقت بھی اُس کا مقابلہ نہین کر سکتی، امریکہ مین تو وہ اپنا کام ختم کر چکی ہے اور اب فرانس
مین وہی تجربہ کامیاب بنانا چاہتی ہے۔

نا کار۔ مین جمہوری اصول کا ہرگز مخالف نہین ہون، بلکہ اُنکا حامی ہون، مین نہایت مسرت سے
فرانس مین جمہوریت کا خیر مقدم کرونگا۔

جیلبار۔ لیکن ہم فرانسیسون اور اہل امریکہ کی جمہوریتون مین زمین آسمان کا فرق ہے، امریکہ
کی زمین بالکل پاک صاف ہے، جہان قدیم رسم و رواج اور جدی و پدری بغض و عناد آزادی کی
راہ مین حائل نہین ہے، برخلاف اسکے ہمارے ملک مین یہ سب کچھ موجود ہے، جس کی بنا پر خالص
جمہوریت کا یہان قائم کرنا سخت خطرناک ہے، اسی لئے مین اگرچہ امریکہ مین جمہوری آدمی تھا،
مگر فرانس مین شاہی کا حامی ہون، افسوس ہے کہ فرانس کے جمہوری ملک کے حالات سے بے خبر
ہین۔ اور جو کچھ وہ کر رہے ہین اُس کے نتائج سے واقف نہین۔

نا کار۔ فرانس مین بھلا جمہوری خیال کے آدمی کہان ہین۔

جیلبار۔ آپکو معلوم نہین ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ "مجلس وطنی" کے ممبرون مین اُن کی ایک بڑی
جماعت موجود ہے، جو بڑی تیاریان کر رہی ہے، اور موقعہ کی منتظر ہے، اُس سے اندیشہ ہے کہ
فرانس مین شدید مشکلات پیدا کر دیگی، اس لیے مین آپ کے پاس حاضر ہوا ہون۔

نا کار۔ پھر تم کیا چاہتے ہو؟

جیلبار۔ مین اپنے وطن کی خدمت کرنا چاہتا ہون، اور اس طوفان کو پیچھے ہٹانا چاہتا ہون
چاہے اُس کا قطعی سدباب ممکن نہو۔

نا کار۔ اسکی صورت کیا ہے۔

جیلبار۔ نہایت آسان، اور وہ یہ کہ آپ اپنے قلم سے بادشاہ کو ایک خط لکھدین، جس سے میرا تعارف

ہو جائے۔

ناکار۔ لیکن تمہارے جیسے آدمی کے لیے اس کی کیا ضرورت ہے؟

جیلبار۔ نہین، اس کی سخت ضرورت ہے، خط مین یہ بھی لکھ دیجئے گا کہ بادشاہ مجھے بطور اپنے خاص طبیب اور مشیر کے اعتماد کرے، کیونکہ جب مین بادشاہ کا اعتماد حاصل کرونگا تو آسانی سے ملکہ کی سازشون کا سدباب کر سکون گا، اور جب آپ دوبارہ اپنے منصب پر واپس آجائین گے اور طوفان جمہوریت بلند ہونے لگے گا تو آپ کو پیشتر سے آگاہ کر سکون گا، تاکہ آپ استعفا دیکر اُس مین غرق ہونے سے بچ جائین۔

ناکار۔ (تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد) اچھا مجھے یہ تجویز منظور ہے۔

پھر وہ اپنی میز کے سامنے جا بیٹھا اور بادشاہ کے نام یہ خط لکھکر جیلبار کے حوالہ کیا۔

"سیدی و مولائی!

موجودہ خطرناک زمانہ مین حضور والا کو کسی ایسے معتبر اور عقلمند آدمی کی یقیناً ضرورت ہوگی۔ جس سے اعلیٰ حضرت آزادی کے ساتھ سیاسی معاملات پر تبادلہ خیالات کیا کرین، لہذا مین حامل رقعہ ہذا "ڈاکٹر جیلبار" کو خدمت والا مین پیش کرتا ہون، جو ویسا ہی شخص ہے جیسی آپکو ضرورت ہے یہ میری آخری مفید پیش کش ہے جسے امید ہے کہ حضور بخوشی قبول فرمائین گے، اور یہ معلوم کرکے مسرور ہون گے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے امریکہ سے چند پورٹین ارسال کی تھین، کہ جن سے حضور بہت محظوظ ہوئے تھے!

ادنیٰ غلام

بارون ناکار

خط لیکر جب ڈاکٹر جیلبار رخصت ہونے لگا تو ناکار نے بتاکید کہدیا کہ بادشاہ کو پیرس مین اُس کی موجودگی کی اطلاع نہ دے، بلکہ اُس کے بجائے بروکس کا حوالہ دے، جیلبار نے اس کا وعدہ کرلیا اور جب وہ محل کے صحن مین پہونچا تو ملازم دی باٹیل ملی جو ہاتھ مین ایک کتاب لئے ہوئے تھی، جسے اُس نے ڈاکٹر کو دکھایا، کتاب کا نام "آزادی انسان و حریت اقوام" تھا جو اُسی کی تصنیف کردہ تھی اور جسے پڑھتے ہوئے مسیو بیلو گ مزرعہ مین

گرفتار ہوا تھا، جیلبار کتاب کو دیکھکر مسکرایا اور یہ کہتا ہوا روانہ ہو گیا،، بادشاہ کے محل مین مجھے معلوم ہو جائے گا کہ کس نے مجھے قید کرایا اور میرا صندوقچہ چوری کرایا تھا؟،،

باب (۲۱)

(لوئیس شانزدہم)

ڈاکٹر جیلبار جس وقت ناکار کے محل سے نکلا ہے، رات کے ۹ بجے تھے، اُسکے عصبی مزاج اور جلدباز طبیعت نے کسی طرح گوارا نہ کیا کہ بادشاہ کی ملاقات کو کل پر ملتوی کرے، چنانچہ اُس نے بلیو اور بیتو کو تو اُس ہوٹل مین چھوڑ کر جس مین بلیو پیرس آکر اکثر قیام کیا کرتا تھا اور خود ایک گاڑی کرایہ پر لیکر فرسائل کیطرف روانہ ہو گیا، اور ساڑھے گیارہ بجے وہان پہونچ گیا، اُس وقت وہان سب لوگ خلاف عادت بیدار تھے اور پیرس کی شورش پر چہ میگوئیان کر رہے تھے کیونکہ یہان کے اکثر لوگ شاہ پسند تھے اور آزادخیال قوم پرستون سے بیزار رہتے تھے۔

فرسائل[1] ایک شاہی شہر تھا، بادشاہون کی وہان سکونت رہا کرتی تھی اور باشندے شاہی مظاہر و مفاخر کے والہ و شیدا تھے، جیلبار کا جس سڑک پر گذر ہوتا تھا، لوگون کا انبوہ نظر آتا تھا، اور طرح طرح کی گفتگو سننے مین آتی تھی، کوئی کہتا تھا کہ میرابو نے،، ڈروز بریزہ،، کے ہاتھ بادشاہ کو جو جواب کہلا بھیجا تھا اُس سے شاہی رعب مین فرق آگیا ہے، کسی کی

---

[1] پیرس سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے، جسے سنہ ۱۶۶۱ء مین لوئیس چہاردہم نے بہت رونق دی اور پھر اُسکے بعد لوئیس پانزدہم، شانزدہم، لوئیس ہشتدہم اور شارل دہم نے اُسمین سکونت اختیار کی، بغاوت کے چند ابتدائی اہم واقعات یہین ہوئے تھے، سنہ ۱۷۸۹ء مین پر شورش سپاہ نے اُسے بری طرح لوٹا، اور سنہ ۱۸۷۱ء مین اُس جرمنی فوج نے یہان اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا جس نے پیرس فتح کیا تھا، اور اُسی کے ایک شاہی محل مین ولیلم اول کی تاجپوشی ہوئی اور متحدہ جرمنی کا سنگ بنیاد رکھا گیا (اور اب جنگ عظیم کے بعد اُسی مین سنہ ۱۹۱۹ء مین جرمنی سے صلحنامہ ہوا جس نے اُسے تباہ کر دیا)۔

زبان پر تھا کہ باسٹل کی فتح نے شاہی بنیادین ہلا دین ہین! کوئی جواب دیتا کہ اس سب کی دوا آسان ہے اور وہ یہ کہ بادشاہ "مجلس وطنی" آکر اعلان کرا دے کہ "گورنمنٹ سے سرکشی بغاوت ہے" اس کے بعد بادشاہ کو حق ہوگا کہ تیس ہزار فوج اور بیس توپین بھیجکر پیرس کے متکبر باغیون کا سر کچل دے۔

لیکن انھین شاہ پسندون مین ایسے لوگ بھی نظر آتے تھے جو باشندون مین نہایت ہوشیاری سے باغیانہ خیالات پھیلا رہے تھے، اور کچھ ایسے بھی تھے جو لوگون کو لوئیس کے معزول کرنے اور اس کی جگہ "ڈیوک دورلیان" کے تخت نشین کرنے کی طرف متوجہ کرتے تھے"

ڈاکٹر جیلبار اس جماعت مین داخل ہوتا اور ان کے خیالات سے آگاہ ہوتا ہوا قصر شاہی پہونچا، جہان پھاٹک پر سنتری نے روکا، مگر اس نے ناکار کی مہر دکھادی، جس پر ایک دوسرا سنتری اس کے ہمراہ ہوگیا، اور اسے ایک افسر کے حوالہ کر گیا، جو اسے بادشاہ کے خاص کمرے مین لیگیا، مگر وہ وہان موجود نہ تھا، بلکہ بڑے ہال مین وہ اس وقت "مجلس وطنی" کے ایک وفد سے ملاقات کر رہا تھا- جو تین مطالبات لیکر آیا تھا یعنی یہ کہ فوجین پیرس سے ہٹالی جائین کیونکہ اس سے شورش بڑھتی ہے، ایک جدید گارڈ تیار کی جائے، اور بادشاہ پیرس کو واپس چلے"

بادشاہ نے بڑے اصرار کے بعد بالآخر منظور کیا کہ فوجین ہٹائی نہ جائین گی، البتہ پوشیدہ کر دی جائین گی، پیرس کے بعض سربرآوردہ لوگون کو بڑے عہدون پر مامور کیا جائے گا، اور بادشاہ ہرگز پیرس نہ جائے گا"

اس جواب کے بعد وفد واپس چلا گیا اور بادشاہ شدید خستگی اور تھکن کے ساتھ اپنے کمرہ مین واپس آیا تو ڈاکٹر جیلبار اور ایک افسر کو منتظر پایا، لیکن وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوا اور یہ کہتا ہوا اندر جانے لگا، "مجھ سے کیا چاہتے ہین؟" افسر نے سر کو خم کیا اور ناکار کا خط اور جیلبار کو پیش کیا" بادشاہ نے فوراً خط کھولا اور پڑھنے لگا، اس اثنا مین جیلبار بادشاہ کی ہیئت اور قیافہ کو بغور دیکھنے لگا، اس نے دیکھا کہ وہ ایک بھدے اور چھوٹے جسم کے سامنے کھڑا ہے جس مین اگرچہ کسی قدر ذہانت معلوم ہوتی ہے، مگر وہ شاہی رعب وداب اور ان تمام اوصاف سے خالی ہے جن سے

بادشاہ، بادشاہ ہوتا ہے اُس نے فوراً ہی اپنے دل مین کہا، بھلا یہ جامد گوشت کا ڈھیر کیا سلطنت کر سکتا ہے؟ اور اُس کا برباد ہو جانا یقینی ہے!"

خط کے پڑھنے کے بعد بادشاہ نے بڑی بے صبری سے سر اُٹھایا اور جیلبار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بادشاہ۔ کیا تم ہی ڈاکٹر جیلبار ہو؟

جیلبار۔ (تعظیماً جھک کر) جہان پناہ! اس غلام ہی کا یہ نام ہے۔

بادشاہ۔ تمھاری عمر کیا ہے۔

جیلبار۔ میری عمر یون تو ۳۲ سال کی ہے، لیکن مصائب و تجارب نے مجھے بہت سن رسیدہ بنا دیا ہے"

بادشاہ۔ کیا تم ہی نے وہ رپورٹین بھیجین تھین، جن کا تذکرہ ناکار نے اپنے خط مین کیا ہے؟

جیلبار۔ جی ہان۔

بادشاہ۔ تم اسسے پہلے انعام لینے کیون نہ حاضر ہوے، کیونکہ مین نے بارہا سرکاری اخبارات مین اس کا اعلان کیا تھا، اور یہ محض اس لئے کہ اُن کے کاتب کو دیکھ سکون۔

جیلبار۔ بیشک مجھے یاد ہے کہ پانچ سال قبل مین نے حضرت والا کو یہ بھی لکھا تھا کہ رپورٹین ملاحظہ سے گذری ہون تو محل کی فلان کھڑکی پر فلان شب مین ایک شمع رکھدی جائے۔

بادشاہ۔ تو وہ شمع رکھدی گئی تھی"

جیلبار۔ بیشک، وہ رکھی گئی تھی، بلکہ تین مرتبہ اتاری اور بلند بھی گئی تھی، اور دوسرے دن سرکاری اخبار مین یہ الفاظ بھی شائع ہوے تھے کہ، جس نے شمع کو تین مرتبہ اتارا اور بلند کیا تھا وہ اُسکے دیکھنے والے کو طلب کرتا ہے، تاکہ انعام و اکرام سے نہال کر دے!"

بادشاہ۔ بیشک مین ہی نے یہ اعلان شائع کرایا تھا، مجھے تمھارا سخت انتظار تھا، اور عرصہ تک رہا، لیکن اب تم میرے مایوس ہونے کے بعد آئے ہو، تاہم مین تم سے پھر دریافت کرتا ہون کہ اُس زمانہ مین تم کیون نہ حاضر ہوے؟

جیلبار۔ مین نے اپنی حاضری اُسوقت تک کے لئے ملتوی کر دی تھی، جب تک ہز مجسٹی کو میری ضرورت محسوس نہ تھی۔

بادشاہ۔ کیا اب مجھے تمھاری ضرورت ہے؟

جیلبار۔ مین آزادی سے گفتگو کرنے کی اجازت چاہتا ہون، اگر مجھے مرحمت ہو جائے۔ تو مین کہونگا کہ اپنی، یورپ ٹون بت جس خطرہ کی مین نے پیشین گوئی کی تھی، وہ اب سر پر آگیا ہے۔

یہ سنتے ہی بادشاہ کی پیشانی پر شکن پڑ گئی، اور چہرہ پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے، جیبر جیلبار نے عوز آ کہا!

جیلبار۔ معاف فرمائین! اگر مین اس صراحت سے گفتگو کرون، کیونکہ مین ایک ڈاکٹر ہون اور ڈاکٹر علاج مین نرمی نہین جانتا، بلکہ وہ صحت کے لئے پھوڑے کو بیرحمی سے چاک کر ڈالتا ہے

بادشاہ۔ (سنجیدگی سے) کیا آج کا فتنہ تمھارے نزدیک اہمیت رکھتا ہے۔

جیلبار۔ حضور نے، جس چیز کے متعلق سنا ہے کہ وہ فتنہ ہے، وہ فتنہ ہے، بلکہ سوچی سمجھی بغاوت ہے۔

بادشاہ۔ پھر اس کا علاج کیا ہے؟ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مین اُن مجرمون سے کوئی معاہدہ کرون جنھون نے، دی لونائی، لوسم، اور دی فلاسیل،، کو انتہائی قساوت سے قتل کیا ہے۔

جیلبار۔ حضور، ان قاتلون کو ان لوگون مین شامل نہ فرمائین، جنھون نے باسٹل فتح کیا ہے۔ کیونکہ اول الذکر بیشک مجرم ہین، لیکن ثانی الذکر بہادر اور شیر دل ہین۔

بادشاہ۔ (کسی قدر ترش ہو کر) اگرچہ تمھاری گفتگو نہایت سخت ہے، لیکن وہ مجھے اسی طرح پسند آئی جیسی ناکارنی کی گفتگو ہوا کرتی تھی! یہ تو بتاؤ کہ ناکارنی کو کس حال مین چھوڑ آئے ہو۔

جیلبار۔ وہ اعلی حضرت کے حکم کے منتظر ہین۔

بادشاہ۔ تم اس وقت کہان سے آرہے ہو؟

جیلبار۔ (تبسم سے) باسٹیل سے آرہا ہون۔

بادشاہ۔ (تعجب سے) باسٹیل سے! یہ کیسے؟

جیلبار۔ مین بھی تو وہین قید تھا!۔

بادشاہ ۔ (اور زیادہ متعجب ہوکر) تم وہاں کیوں قید کئے گئے تھے؟

جیلبار ۔ یہی تو وہ معمہ ہے، جس کی وجہ سے مین نے آج حاضری کا شرف حاصل کیا ہے!

بادشاہ ۔ کس کے حکم سے تم قید کئے گئے تھے!

جیلبار ۔ خود ہز مجسٹی کے حکم سے۔

بادشاہ ۔ (ہنسکر) لیکن مین تم سے کہتا ہون کہ مین نے نہ کبھی تمھارا نام سنا، اور نہ فرانس مین تمھاری موجودگی کی اطلاع پائی۔

جیلبار ۔ (متانت سے) حضور والا اپنی اس گفتگو سے خود ہی اعتراف فرماتے ہین کہ سلطنت مین جو کچھ ہورہا ہے، اس سے حضور کو کس قدر ناواقفیت ہے، اور یہ کہ اسم مبارک کے ذریعہ کیسی کیسی شرارتین عمل مین آرہی ہین، اب مین یہ بھی ظاہر کردینا چاہتا ہون کہ حکمنامہ پر صرف اسم انور ہی نہین، بلکہ علیا حضرت ملکہ کا نام بھی ہے۔

بادشاہ ۔ شاید تم نے ملکہ کی کوئی خطا کی ہوگی۔

جیلبار ۔ مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ ملکہ بھی اس دنیا مین میرے وجود سے قطعاً ناآشنا ہین۔

بادشاہ ۔ (حیرت سے) پھر اس مین کیا راز ہے۔

جیلبار ۔ اس مین راز یہ ہے کہ ایک خاتون، "کونٹس دی شارنی،، نے ملکہ سے میرے متعلق یہ حکم جاری کرادیا ہے، جیسا کہ خود ملکہ نے حکمنامہ پر لکھدیا ہے۔

بادشاہ ۔ (مبہوت ہوکر) کونٹس دی شارنی تو ملکہ کی مصاحب خاص اور اپنی خوش اخلاقی، مروت اور عصمت مین ضرب المثل ہورہی ہے!

جیلبار ۔ ان اخلاقی فضائل ہی نے مجھے قید کرایا ہے!

بادشاہ ۔ تم نے اس خوش خو خاتون کا کیا قصور کیا تھا؟

جیلبار ۔ مین نے اس کا نام صرف آج ہی سیوناکار سے سنا ہے، اس سے پہلے اسے جانتا بھی نہ تھا۔

بادشاہ ۔ عجب معاملہ ہے اس معاملہ مین کوئی نہ کوئی راز ہے ضرور، اچھا اگر اس وقت

کونٹس یہان محل مین موجود ہوگی تو اُس سے حقیقت حال معلوم ہوجائیگی۔

بادشاہ نے یہ کہا اور ہاتھ بڑھا کر گھنٹی بجائی، جسے سنتے ہی ایک سنتری دست بستہ حاضر ہوگیا، بادشاہ نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا کونٹس دمی شارنی یہان موجود ہے اُس نے کہا، گاڑی کھڑی ہے اور وہ ابھی جانے والی ہے، بادشاہ نے کہا فوراً جاکر اُسے بلا لاؤ۔

(سمیہ خرم)

تھوڑی دیر کے بعد سنتری واپس آیا، اور آداب بجالاکر کہنے لگا، کونٹس حاضر ہورہی ہے جون ہی جیلبار نے یہ سنا، بادشاہ سے اجازت لیکر ایک پردہ کی آڑ مین چھپ گیا، اُسکے بعد ہی کونٹس ریشمی جوڑا زیب تن کئے ہوئے آگئی، وہ ایک نہایت حسین، نازک اندام، نوعمر، دراز قامت، اور عصبی مزاج کی نازنین تھی، اُس کے دلبربا چہرے پر شاہانہ وقار تھا، اُس سے نخوت اور خودداری سے بلند رہتا تھا، اور وہ اس وقت ایک طلائی چھڑی ہاتھ مین لئے تھی جسے اپنی نازک انگلیون مین گردش دے رہی تھی، جب وہ کمرہ مین داخل ہوئی تو بادشاہ نے اُس سے نہایت لطف سے سوال کیا؟

بادشاہ۔ شاید آپ محل سے جارہی تھین۔

کونٹس۔ جی ہان، حضور والا کے حسب الحکم حاضر ہوئی ہون۔

کونٹس کی زبان سے جون ہی یہ کلمہ نکلا، پردہ کے پیچھے جیلبار پر عجب کیفیت طاری ہوئی۔ اُس کا خون کھولنے لگا، اور اُسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ کوئی نہایت مہیب آواز سن رہا ہے، پھر اُس کے جسم مین کپکپی پڑ گئی، اور اُس نے بیخود ہوکر پردہ سے سر نکالدیا، اور کونٹس کو دیکھتے ہی سر سپٹاکر پھر اندر ہوگیا، اور اُس کی زبان سے بآہستہ

یہ الفاظ نکل گئے،، وہی ہے، بیشک وہی ہے، اندری ہے، اندری! یہ یہان کیون آئی ہو!
لیکن اُس کے اضطراب کو نہ بادشاہ نے محسوس کیا اور نہ خود کونٹس نے اور دونون باطمینان اس گفتگو مین مشغول ہوگئے۔

بادشاہ۔ مین نے تمھین اسوقت اس لئے تکلیف دی ہے کہ تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہون۔

کونٹس۔ اعلی حضرت کو ہر طرح کے سوال کا اختیار ہے!

بادشاہ۔ کیا تمھین کوئی ایسا حکم یاد ہے جسپر ہفتہ عشرہ قبل ناکار نے دستخط کیے ہون اور جسکے ذریعہ سے کوئی شخص قید کیا گیا ہو؟

اس پر کونٹس بالکل مبہوت ہو کر خاموش رہگئی، مگر بادشاہ نے پھر کہا!۔

بادشاہ۔ مین تم سے صرف یہ دریافت کر رہا ہون کہ تمھین ایسے کسی واقعہ کے متعلق علم ہے یا نہین۔

کونٹس۔ (گھبرا کر) مین غور کرونگی، شاید مجھے یاد آجائے۔

بادشاہ۔ مین تمھاری یاد دہانی کے لیے کہتا ہون کہ جس حکمنامہ کے بارے مین ہم گفتگو کر رہے ہین، اُس پر ملکہ نے بھی اپنے قلم سے یہ لکھا ہے کہ اُس کی جلد تعمیل کی جائے۔ کونٹس کوئی جواب نہین دیتی اور خاموش ہوجاتی ہے۔

بادشاہ۔ (کسی قدر گھبرا کے) مین تم سے بار بار سوال کرتا ہون اور تم کچھ جواب نہین دیتین یہ سکوت کیا معنی رکھتا ہے؟۔

کونٹس۔ (کسی قدر برہمی سے) ہان مجھے یاد آگیا، مین نے ہی وہ حکمنامہ تحریر کیا تھا اور ملکہ نے اُسپر وہ عبارت لکھی تھی۔

بادشاہ۔ اچھا اب مین تم سے یہ پوچھتا ہون کہ کس جرم پر وہ شخص قید کیا گیا تھا؟

کونٹس (بدحواس ہو کر اور پھر جرات سے) مین اس معاملہ پر حضور والا سے گفتگو نہین کر سکتی!

بادشاہ۔ (کسی قدر برہمی سے) آہین کیا مجھ سے تم گفتگو نہین کر سکتین، حالانکہ مین

بادشاہ ہون؟

کونٹس۔ ہرگز نہین۔

بادشاہ۔ (غضبناک ہوکر) اچھا اگر تم مجھسے گفتگو نہین کرسکتین، تو خود اُس شخص سے گفتگو کرنا پڑیگی جسے تم نے قید کرایا تھا! ڈاکٹر جیلبار، باہر نکلو!!

یہ سنتے ہی جیلبار پردہ ہٹا کر سامنے آگیا، جسے دیکھتے ہی کونٹس کے حواس جاتے رہے وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی، جسم لرزنے لگا، اور اُسپر غشی سی طاری ہوگئی۔

جیلبار۔ (کونٹس کے سامنے تعظیم سے بہت زیادہ جھک کر) اگر اس احقر کو اجازت ہو تو وہی سوال دہرائے جو ہز مجسٹی نے آپ سے کیا تھا، یعنی مجھے آپ نے کس جرم مین قید کرایا تھا؟

یہ سنتے ہی کونٹس سنبھل گئی اور تکبر سے سر اٹھا کر کہنے لگی!

بادشاہ۔ مین تجھے نہین جانتی ہون!

لیکن قبل اس کے کہ یہ جملہ تمام ہو جیلبار نے اُس کے چہرہ پر اپنی تیز آنکھین گاڑ دین اور مسمریزم کی ہلکی سی قوت اُسپر صرف کی جس سے اُس کی آنکھین جھک گئین پھر جیلبار نے کہا!

جیلبار۔ اگر آپ مجھے جانتی نہ تھین، تو آپ نے مجھے قید کیون کرا دیا؟

لیکن قبل اس کے کہ وہ کوئی جواب دے، بادشاہ نے کونٹس سے مخاطب ہوکر کہا:۔

بادشاہ۔ کونٹس تم نے غلطی کی ہے، ڈاکٹر جیلبار ایک فاضل آدمی ہے، اور اُس ذلت آمیز برتاؤ کا ہرگز مستحق نہین ہے جو تم نے اُس کے ساتھ کیا ہے؟

یہ سنکر پھر کونٹس نے سر اوٹھایا اور جیلبار کو ذلت آمیز نگاہون سے از سر تا پا دیکھا لیکن وہ متانت و وقار کے ساتھ اپنی حالت پر قائم رہا، جسپر پھر بادشاہ نے کہا!

بادشاہ۔ کونٹس، اس مین شک نہین کہ جس شخص سے تم ناراض ہو گی اُسے اپنی سزا بھگتنا پڑیگی، لیکن آیندہ سے تمھین احتیاط رکھنا چاہیے کہ کسی بیگناہ کو تکلیف نہ پہونچے، غالباً تمھین بھی اعتراف ہوگا کہ ڈاکٹر کے ساتھ تمھاری گذشتہ کارروائی نہایت خراب تھی!۔

کونٹس معلوم ہوتا ہے کہ حضور!!!...... لیکن بادشاہ نے اس ڈر سے کہ مبادا ناراض ہوگئی ہو، اور ملکہ سے اُس کی شکایت کردے، اپنی گفتگو کو اسطرح بدل دیا کہ

بادشاہ۔ کونٹس، ناراض نہ ہونا، ہم میں سے ہر ایک سے غلطی ممکن ہے، البتہ مجھے امید ہے کہ اس قسم کی آیندہ تم سے کوئی فروگذاشت نہ ہوگی!

بادشاہ کو یقین تھا کہ اس گفتگو سے طرفین خوش ہو گئے ہونگے، لیکن جیلبار نے فوراً کہا!۔

جیلبار۔ مجھے امید ہے کہ ہز مجسٹی کونٹس سے یہ دریافت فرمانے کی زحمت برداشت کریں گے کہ کیا وہ مجھے پہلے سے نہیں جانتی ہے؟

بادشاہ۔ کونٹس، جواب دو۔

کونٹس۔ میں ڈاکٹر جیلبار سے قطعاً ناواقف ہوں۔

جیلبار۔ کیا آپ کسی اور شخص کو جانتی ہیں جس کا نام "جیلبار" ہے؟

کونٹس۔ ہاں اس نام کے ایک شخص سے واقف ہوں، مگر میں اسے نہایت ذلیل سمجھتی ہوں، کیونکہ وہ ایک بدمعاش اور کمینہ آدمی ہے!

جیلبار۔ میں حضرت والا سے ملتجی ہوں کہ کونٹس سے دریافت فرمائیں کہ اس شخص کو وہ "بدمعاش اور کمینہ" کیوں کہتی ہیں۔

کونٹس۔ (غضبناک ہوکر) ہاں میں یہ کہتی ہوں، اس لئے کہ اس نے آج سے سترہ سال قبل ایک ایسا شدید جرم کیا تھا جو اس کی بدمعاشی اور کمینہ پن پر صاف دلالت کرتا ہے!

جیلبار۔ حضور والا، کونٹس سے دریافت فرمائیں کہ اس شخص کی عمر اب کتنی ہوگی؟

کونٹس۔ اب اس کی عمر ۳۲ سال کی ہوگی۔

جیلبار۔ تو ارتکاب جرم کے وقت وہ کل ۱۵ سال کا ایک لڑکا تھا، لہذا قانوناً وہ مجرم نہیں ہو سکتا۔

کونٹس۔ بہرکیف میں اسے ذلیل سمجھتی ہوں۔

جیلبار۔ اگرچہ پندرہ سالہ جیلبار تحقیر کا مستحق ہے، لیکن بتیس سالہ جیلبار ہرگز اس کا مستحق نہیں ہے، کیونکہ مذکورۂ بالا جرم کے بعد اس کی زندگی نہایت اعلیٰ گذری ہے اُسکے دامن پر ایک دھبہ نہیں ہے، اور اس نے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر دیا ہے!۔

کونٹس۔ گناہون کا کفارہ، مضمون بازی اور گورنمنٹ کے برخلاف کتابین لکھنے سے نہین ہوسکتا!

جیلبار۔ (ہنسکر) یہ تو محض دل کی بھڑاس آپ نکال رہی ہین! مین حضور والا سے درخواست کرتا ہون کہ کونٹس صاحبہ سے دریافت کرین کہ کیا اُسی جرم کی وجہ سے انھون نے شخص مذکورۂ بالا کا کوئی صندوقچہ تو نہین لے لیا ہے؟

صندوقچہ کا نام سنتے ہی کونٹس کے حواس باختہ ہوگئے اور وہ بت بن گئی، لیکن بادشاہ نے فوراً کہا!۔

بادشاہ۔ کونٹس ڈاکٹر کو جواب دو۔

کونٹس۔ (سخت برہم ہوکر) معلوم نہین یہ کیا بکتا ہے۔

بادشاہ۔ یہ دریافت کرتے ہین کہ تمنے کسی کا صندوقچہ تو نہین لیا ہے۔

کونٹس۔ مین صندوقچہ کے متعلق کچھ بھی نہین جانتی۔

جیلبار۔ (سخت ناراضگی سے) کونٹس، کونٹس، آؤ، ریا اور دروغ سے باز آئین، مین وہی جیلبار ہون جس کی نسبت گفتگو ہورہی ہے، یعنی مجرم جیلبار جیسا کہ تم کہہ چکی ہو، اور تم بھی وہی عورت ہو جسے مین خوب جانتا ہون، اب آؤ، بادشاہ کو اپنے درمیان حَکم بنائین، اُسے تمام معاملات سے آگاہ کردین اور اُس کے فیصلہ پر سرتسلیم خم کردین!

یہ سنتے ہی کونٹس نے اپنا منھ پھیر لیا، کیونکہ اُس کا چہرہ زرد پڑگیا تھا اور سخت تکلیف محسوس کررہی تھی، پھر اُس نے غصہ سے کہا!

کونٹس۔ تیرا جو جی چاہے کہہ، رہی مین، تو نہ تجھے پہچانتی ہون اور نہ تیرے صندوقچہ سے واقف ہون۔

جیلبار۔ (از خود رفتہ ہوکر) مدم، مدم، یاد رکھو کہ مین،، بالسومو، کلشا گرد ہون،، اور غیر معمولی قوتون کا مالک ہون، اگر یون تم صراحت سے گفتگو نہ کروگی تو تمھین مجبوراً سب کچھ بتانا پڑیگا۔ اب مین بادشاہ کے سامنے تم سے پوچھتا ہون کہ میرا صندوقچہ کہان ہے۔

ڈاکٹر نے یہ کہا اور اپنی تیز نگاہیں اُس پر ڈالنا شروع کیں، لیکن کونٹس نے اپنا منہ پھیر لیا اور یہ کہتی ہوئی بھاگی،،

کونٹس - نہ میں تجھے جانتی ہوں اور نہ تیرے صندوقچہ کو۔

جیلبار - ذرا ستہ روک کر) یہ نہیں ہوسکتا، اپنے ارادہ کے سامنے تمہارے غرور تکبر کو ضرور توڑونگا۔ صاف صاف بتاؤ کہ میرا صندوق کہاں ہے؟

کونٹس - نہ میں تجھے جانتی ہوں اور نہ تیرے صندوقچہ کو!

یہ سنتے ہی ڈاکٹر نے اپنا ایک ہاتھ بلند کیا اور یہ الفاظ کہنا شروع کئے! اے مقید روح نکل اور اپنے پوشیدہ رازوں کو اس جگہ کے تماشائی (بادشاہ) کے سامنے ظاہر کردے!،، اندری، اندری،، (کونٹس کا نام ہے) تو گفتگو کرنے پر مجبور ہوگی اور تجھے میرا صندوقچہ بتانا پڑیگا!،،

پھر اس نے بادشاہ سے کہا،، ذرا آگے تشریف لے آئیے تاکہ خود اس کی زبانی سب کچھ حضور سن لیں، بادشاہ جب اندری کے قریب آگیا تو ڈاکٹر نے مضبوط آواز سے کہا،، اندری، اندری! میں تجھے سو جانے کا حکم دیتا ہوں، بس سو جا، سو جا، میرا حکم یہی ہے،،!

جوں ہی یہ جملہ تمام ہوا، اندری کے پیروں میں لغزش ہوئی اور وہ بیہوش ہو کر بادشاہ کی گود میں گر پڑی، اس واقعہ سے کمزور بادشاہ کا چہرہ فق ہو گیا، اور وہ تھرتھراتی ہوئی آواز میں کہنے لگا!

بادشاہ - مبادا مر جائے!

جیلبار - ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے روح پر اثر ڈالا ہے، نہ کہ جسم پر۔

بادشاہ - میں مسمریزم کے متعلق اکثر سنا کرتا تھا، مگر مقام شکر ہے کہ آج تمہاری عنایت سے اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

جیلبار - حضور، اب اندری کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے جو چاہیں دریافت کرلیں۔

بادشاہ نے ڈرتے ڈرتے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پوچھا،، تو تم ہی نے ڈاکٹر جیلبار کو گرفتار کرایا ہے؟،، یہ سنکر کونٹس کانپنے لگی، دانت کٹکٹانے لگی، اور ٹھنڈی

سانس لیکر کہنے لگی،، مین نہ بولونگی، مین نہ بولونگی!،،

ڈاکٹر کو اُس کی قوت نفس سے بڑا تعجب ہوا اور ذرا آگے بڑھکر کہنے لگا،، تھین بولنا پڑیگا! تھین بولنا پڑیگا!،، پھر اس نے اُس کے چہرہ کو گھور کر دیکھا، جب سے اندری کے اضطراب مین بہت اضافہ ہوگیا، مگر ڈاکٹر نے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے ہاتھ کو اُس کے سر پر لیجاکر نیچے کو لے آیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ اُس کا سارا اضطراب جاتا رہا، اعضا کی جنبش موقوف ہوگئی اور ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑ گئے البتہ اُس کے منھ سے یہ جملہ ضرور سنائی دیا،، آلہی، الہی، مجھپر رحم فرما!،،

اب جیلیار نے خوف زدہ بادشاہ سے کہا کہ اُس سے سوالات کرے وہ جواب دیگی،،

چنانچہ بادشاہ نے اس طرح اپنے سوالات شروع کئے!

بادشاہ - جس شخص کو تم نے قید کرانا چاہا تھا، کیا وہ ڈاکٹر جیلیار ہی ہے -

اندری - ہان - ہان، وہی ہے، مین اُس سے متنفر ہون!

بادشاہ - صندوقچہ کا کیا معاملہ ہے -

اندری - مین اُسے اُسکے پاس کیونکر چھوڑ سکتی تھی؟

بادشاہ - کیا تمنے اُسے لیلیا ہے -

اندری - ہان؟

بادشاہ - کس طرح تمھارے پاس پہونچا ہے؟

اندری - ویلیلہ کوتریہ کے مضافات مین ایک گاؤن ہے، وہان مین نے چند پولیس کے آدمیون کو بھیجکر اُسے اُٹھوا منگایا -

بادشاہ - تمھین اُس جگہ کی اطلاع کیونکر ہوئی تھی؟

اندری - مسمریزم کے ایک ماہر نے مجھے سلاکر اُس مقام کو دکھا دیا تھا -

بادشاہ - صندوقچہ گاؤن مین کس جگہ رکھا تھا -

اندری - ایک مکان کے اندر کپڑون کی الماری مین -

بادشاہ - اب وہ کہان ہے؟

یہ سنتے ہی کونٹس کے جسم مین پھر رعشہ پڑ گیا، لیکن ڈاکٹر نے فوراً پکار کر کہا -

جیلبار۔ مین صندوقچہ کہتا ہون کہان ہے؟
اس کا بھی اُس نے کوئی جواب نہین دیا اور ناگن کی طرح بل کھانے لگی، جس سے بادشاہ نے ڈر کر کہا۔
بادشاہ۔ ڈاکٹر، یہ مرجائیگی۔
جیلبار۔ ایسا ہرگز نہین ہوسکتا۔
پھر اُس نے کونٹس کو مخاطب کرکے کہا۔
جیلبار۔ پہلے بادشاہ کو یہ تبلاؤ کہ وہ صندوقچہ تمھارا ہے یا میرا؟
اندری۔ وہ تمھارا ہی ہے؟
بادشاہ۔ اگر وہ اُسی کا ہے تو بتاؤ کہ وہ اسوقت کہان ہے؟۔
اندری۔ وہ اس وقت اُسی پولیس کانسٹبل کے پاس ہے، جس نے گاؤن مین اُسپر قبضہ کیا تھا۔
بادشاہ۔ وہ سپاہی اس وقت کہان ہے؟
اندری۔ وہ یہین ورسائل مین میرے مکان پر لایا ہے۔
بادشاہ۔ وہ کس کمرہ مین ہے۔
اندری۔ مکان کے ہال مین وہ میرا انتظار کررہا ہے۔
بادشاہ۔ اور وہ صندوقچہ اُس نے کہان رکھا ہے۔
اندری۔ اندری سامنے میز پر ہے۔ لیکن اُف، اُف، غضب ہوا!
بادشاہ۔ یہ کیون؟
اندری۔ کیونکہ میرا شوہر اس وقت خلاف عادت مکان واپس جارہا ہے، سپاہی کو جلد نکالو، ورنہ وہ اُسے دیکھ لیگا!۔
جیلبار۔ کیا تم یہ بھی بادشاہ کو بتاؤ گی کہ صندوقچہ مین کیا ہے؟
لیکن اس کے جواب مین اُس نے خوف زدہ ہوکر چیخ ماری، جس سے جیلبار کو بھی ندامت ہوئی اور اُس نے بادشاہ کو مخاطب کرکے کہا؟

جیلبار۔ حضور نے خود اسی کی زبان سے سن لیا ہے کہ وہ صندوقچہ میرا ہے کیا اس کی واپسی کا حکم صادر کیا جائیگا؟

بادشاہ۔ بیشک وہ مستحقین کو مل جانا چاہیئے۔

اسکے بعد بادشاہ نے اندری پر ایک دوشالہ ڈالدیا اور گھنٹی بجائی، ایک سنتری حاضر ہوگیا، جسے اُسنے اندری کے مکان پر صندوقچہ لانے کیلئے روانہ کر دیا، سنتری کے جانیکے بعد دوشالہ اٹھا گیا تو اندری سوتی نظر آئی اور اُس کا حسن اس طرح جلوہ گر ہوا کہ بادشاہ اور جیلبار دونوں مبہوت ہوکر رہگئے، لیکن جیلبار نے فوراً آنکھیں بند کرلیں اور منھ دوسری طرف پھیر لیا۔

بادشاہ۔ جیلبار، اب کونٹس کو کس طرح بیدار کیا جائے؟

جیلبار۔ مناسب یہ ہو کہ انھیں یون سوتا ہوا دوسری جگہ منتقل کر دیجئے، ورنہ انھیں میرے سامنے سخت شرمندگی ہوگی۔

بادشاہ۔ میں ملکہ کی محل میں انھیں بھیجنا چاہتا ہون، مگر وہ یہان سے دس منٹ کے فاصلہ پر ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ راستہ میں بیدار ہوجائیں۔

جیلبار۔ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے حکم دیدیا ہے کہ یہ دس منٹ کے بعد جاگے گی!

چنانچہ بادشاہ نے پیش خدمتون کو طلب کیا اور یہ کہکر کہ،، کونٹس پیرس کے واقعات سن کر بیہوش ہوگئی ہیں انھیں ملکہ کے محل میں لیجاؤ،، اُسے روانہ کر دیا، اسی اثنا میں سنتری کونٹس کے مکان سے صندوقچہ لے آیا۔

بادشاہ۔ صندوقچہ ڈاکٹر جیلبار کے حوالہ کرکے بادشاہ نے کہا!

بادشاہ اسکے بعد مجھ سے کیا چاہتے ہو!

جیلبار۔ میری تمنا ہے کہ ہز مجسٹی اس غلام کو آستانہ علیا پر ہمہ وقت رہنے کی اجازت دیں، تاکہ وہ ڈاکٹر کے فرائض بھی انجام دے، اور امانت دار خادم کے بھی!

بادشاہ نے اس تجویز کو منظور کرلیا جس کے بعد جیلبار محل سے روانہ ہوا تاکہ بعد چندے واپس آکر محل شاہی میں مستقل طور پر اقامت اختیار کرے۔

(ملکہ میری انٹوانٹ)

عین اسوقت جبکہ بادشاہ اس غیر معمولی واقعہ مین مشغول تھا، ملکہ کا محل سپہ سالارون ارکان سلطنت اور پادریون سے بھرا ہوا تھا، اس کی ضرورت یہ تھی کہ اُس زمانہ مین شاہ پسند ملکہ کو نہایت قوی دست تصور کرتے تھے، اور اس لیے خطرہ کے اوقات مین پناہ اُس کے دامن مین لیا کرتے تھے۔

جس وقت کا ہم تذکرہ کر رہے ہین اُس وقت ملکہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی، اُسکے چہرے سے خشمناکی اور تکبر کے آثار ظاہر تھے، اور شاہ پسند اس کے سامنے ادب سے باسٹیل پر قوم کے حملہ آور ہونے اور اُس کے فتح کے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے، جسے ملکہ سکون اور تعجب سے سن رہی تھی، یہان تک کہ "پرنس لامبزک" نمودار ہوا جسے دیکھتے ہی ملکہ اُٹھکر کھڑی ہو گئی، اور بڑے شوق اور بے تابی سے اُس سے دریافت کرنے لگی ؛

ملکہ - کہو پرنس کیا گذری ؟

پرنس - (تعظیماً جھک کے) حضور کچھ بھی نہین، بجز اس کے کہ قوم قتل و غارت مین مشغول ہو!

ملکہ - یہ کیون ؟

پرنس - اس لیے کہ وہ قسی القلب اور وحشی ہے۔

ملکہ - (کچھ خاموشی کے بعد) پرنس سچ بتاؤ کہ قوم قتل و غارت پر کیون کمر بستہ ہے ؟

پرنس - مین حضور سے سچ عرض کرتا ہون کہ وہ ایک وحشی درندہ ہونے کی وجہ سے ایسا کر رہی ہے!۔

۱؎ جرمنی سوارونکا سپہ سالار، جس نے قوم کا قتل عام کیا تھا جیسا کہ گذشتہ فصلون مین مذکور ہوا ہے ؟

ملکہ۔ تو یہ اُس کی کارروائیاں میری عداوت کی بنا پر نہیں ہیں؟
پرنس۔ کسی قدر سوچکر، صرف حضور ہی کی عداوت کی وجہ سے نہیں، ملکہ اپنے تمام حکام سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے؟
ملکہ۔ (غصّہ سے) تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔
پرنس۔ کچھ بھی نہیں۔
ملکہ۔ (برہم ہوکر) آئین یہ کیا؟ قوم قتل و غارت کی گرم بازاری کئے ہوئے ہو، اور تم کہتے ہو کہ ہمیں کچھ نہ کرنا چاہیئے۔

ملکہ یہ گفتگو کر رہی تھی اور تمام فوجی افسر اور سپہ سالار اُسے بغور سُن رہے تھے، چنانچہ جونہی ملکہ نے پرنس لامبزک سے یہ کہا، مجمع سے ایک آواز آئی!
آواز۔ سرکشوں کو سزا دینا چاہیئے!

ملکہ نے مڑکر دیکھا تو ایک خوبصورت جوان افسر نظر آیا کہ جس نے یہ آواز بلند کی تھی، ملکہ نے اُسے خود اُپنے سامنے طلب کیا اور اُس کی رائے دریافت کی، اُس نے جواب دیا۔
افسر۔ میری رائے یہ ہے کہ بادشاہ اُس چالیس ہزار فوج کو حکم دے جو پیرس کے گرد پڑی ہوئی کہ وہ پایۂ تخت پر حملہ کرے، چاروں طرف سے قوم پر آگ برسائے اور اس طرح ایک گھنٹہ میں اُس کی بغاوت فرو کرے!

اس رائے پر تمام افسروں اور جنرلوں نے بھی صاد کیا، اور سب نے جوش و خروش سے کہا کہ، ہم اپنے بادشاہ اور ملکہ کی خدمت میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہانےکو تیار ہیں۔ یہ جملہ انکی زبان سے نکلا ہی تھا کہ سامنے سے بادشاہ آتا ہوا نظر آیا، جس سے سب کو تعجب ہوا کیونکہ وہ بلا کسی اطلاع کے اچانک آگیا تھا۔ سب یکایک خاموش ہوگئے اور ادب سے اپنی اپنی جگہ ایستادہ ہوگئے، ملکہ بادشاہ کے استقبال کو آگے بڑھی جس سے اُس نے کہا!
بادشاہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسائل حاضرہ کی وجہ سے لوگ میرے کھانے کو بھول گئے ہیں اس لئے میں خود چلا آیا ہوں، تاکہ اس وقت تمہارے ساتھ دسترخوان پر بیٹھوں۔

بادشاہ کی اس گفتگو سے تمام حاضرین کو سخت تعجب ہوا کیونکہ انکو یقین تھا کہ موجود

شورش کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریگا۔ لیکن ملکہ تاڑ گئی کہ بادشاہ نے اس طرح لوگوں کی پریشانی دور کرنا چاہی ہے، چنانچہ اس نے نرم لہجہ میں اُس سے کہا!۔

ملکہ۔ جناب، اس مجمع عام میں ہم کھانے کا تناول کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ ہمیں موجودہ اہم بالشان حوادث پر بھی تبادلہ خیال کرنا لازم ہے۔

بادشاہ۔ (بلند آواز سے) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ دستر خوان یہیں چن دیا جائے اور اُسی پر گفتگو بھی ہو۔

یہ سنکر سب کو اطمینان ہو گیا کہ بادشاہ کھانے پر اپنے خیالات کا اظہار کریگا، ملکہ نے بھی یہی خیال کیا کہ اگرچہ اسے موجودہ حالت کی اہمیت کا احساس ہے، لیکن اسے ظاہر نہیں کرتا ہے حالانکہ اس کا یہ خیال محض غلط ہے، اور اس گفتگو سے بادشاہ کا منشاء صرف اسی قدر تھا کہ کسی طرح جلد کھانا کھا لے۔!

چنانچہ وہیں ہال میں حاضرین کی موجودگی میں دستر خوان چن دیا گیا، اور بادشاہ بیٹھ کر بڑے بڑے لقمے کھانے لگا، ملکہ بھی اس کے پہلو میں آ بیٹھی، اور چاہتی تھی کہ گفتگو سے انسر [illegible] جوش پیدا کرے جسے بادشاہ نے اپنے کھانے کی وجہ سے فرو کر دیا تھا، چنانچہ بادشاہ سے کہا:

ملکہ۔ اس معاملے میں اعلیٰ حضرت کی کیا رائے ہے۔

بادشاہ۔ (لقمہ کو چباتے ہوئے) کون سا امر؟

ملکہ۔ (کسی قدر سرنگوں ہو کر) یہی پیرس کی شورش کا معاملہ! آپ اس کے متعلق کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟۔

بادشاہ۔ (منہ میں دوسرا لقمہ لیکر) کونسا حکم مجھے صادر کرنا چاہئیے؟

ملکہ۔ اس وقت تمام لوگوں کی رائے یہی ہے کہ فی الحال ہنگامہ پسند بادشاہ کی ضرورت ہے جو بغاوت کو فوراً فرو کر دے، کیونکہ اب نرمی، رحمدلی، اور حلم سے اُن مجرموں کو راہ راست پر نہیں لایا جا سکتا تو حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

بادشاہ۔ (منہ سکوڑی چوستے ہوئے) میں یہ کہتا ہوں کہ، عجلت میں ندامت ہے، اور مصلحت بینی میں نجات ہے۔

اس جواب سے ملکہ آگ ہو گئی، اور ضبط نہ ہو سکنے کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ایک دریچہ کے سامنے جاکر کھڑی ہو گئی، کیونکہ وہ سختی سے بغاوت فرو کرانا چاہتی تھی لیکن بادشاہ نے خلاف امید کمزوری کا اظہار کیا، صرف ملکہ ہی نہیں بلکہ اکثر حاضرین کو بادشاہ کے اس جواب سے سخت مایوسی ہوئی اور وہ ایک ایک کرکے اُٹھنے لگے، ملکہ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اُسے اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ مایوسی کچھ رنگ لائے، چنانچہ وہ پھر واپس ہوئی اور سخت لہجہ میں بادشاہ سے کہنے لگی؟

ملکہ۔ یہ تمام جان نثار، حضور کے حکم کے منتظر ہیں، ہمیں اس وقت عمل کی ضرورت ہے، فرمایئے ہز مجسٹی کا کیا حکم ہے؟

بادشاہ۔ (چاروں طرف دیکھ کر) مارشل بروئی، تمہاری کیا رائے ہے؟

مارشل۔ حضور، میری یہ رائے ہے کہ پیرس کی فوج اگر پوشیدہ کر دی جائیگی، تو کہا جائے گا کہ ہم نے اُسے شکست دیدی، اور اگر وہ علانیہ رہیگی، تو اُسے آخری فتح حاصل کرنا چاہیے

ملکہ۔ (جوش سے) مارشل سچ کہتے ہیں، بالکل صحیح ہے، بالکل صحیح ہے!!

بادشاہ۔ تم کس صورت کو ترجیح دیتے ہو؟

مارشل۔ میں فوج کی فتح کو ترجیح دیتا ہوں، لہذا اُسے پیرس پر حملہ کرنے کا حکم دیجیئے۔

ملکہ۔ (چلا کر) ہاں، ہاں، حکم دیجیئے۔

دی بزانقال۔ ضرور حکم صادر فرمائیے!

بادشاہ۔ اگر یہی رائے ہے تو حملہ کرو۔

بادشاہ یہ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ بنسڑی نے ملکہ کے سامنے ایک رقعہ ڈالدیا جسے اُس نے عجلت کے ساتھ اُٹھا کر پڑھا، اُس میں لکھا تھا، "براہ کرم اس معاملہ میں جلدی نہ کیجیئے میں پاس کے کمرہ میں حضور کا منتظر ہوں"، رقعہ پڑھتے ہی ملکہ نے آہستہ سے کہا، "اُسی کا خط ہے!"، پھر بنسڑی سے چپکے سے کہنے لگی، "کیا، مسیو دی شارنی، واپس آ گئے؟"، بنسڑی نے جواب دیا، "جی حضور!"، اس پر ملکہ تیزی سے اُٹھی اور یہ کہتی ہوئی پاس کے کمرہ میں چلی گئیں کہ، "دوستو، ذرا میرا انتظار کرنا!"

(ملکہ کا محبوب)

ملکہ جب کمرہ مین داخل ہوئی تو اُس نے اُس شخص کو دیکھا جس نے رقعہ بھیجا تھا، اس شخص کی عمر ۲۵ سال کی تھی، اُس کے چہرے سے بلند ہمتی اور شجاعت ٹپک رہی تھی، آنکھین نیلی اور اور تیز تھین، لباس جنگی تھا اور اُس کی عام ہیئت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی امیر کبیر ہے ملکہ اُسے دیکھکر آگے بڑھی لیکن اُسے لرزہ براندام اور گرد آلود دیکھکر کہنے لگی۔

ملکہ۔ کیون کونٹ خیریت تو ہے؟

کونٹ۔ (تعظیماً جھککر) مین نے اس خطرناک موقعہ پر مناسب سمجھا کہ حضور کے آستانہ پر حاضر ہون، اور اگر پیرس کے قصر "تولیزی" کی حفاظت کے لئے مجھے دوبارہ واپس بھیجدینا چاہین تو اُس کے لیے بھی حاضر ہون۔

ملکہ۔ پیرس کی خبرین کیا ہین؟

کونٹ۔ پیرس مین حضور بری گڑبڑ ہے۔

اسپر ملکہ نے تمام کمرہ پر نظر ڈالی اور مڑکر دروازہ کو دیکھا، اور جب کوئی شخص نظر آیا تو اُس نے کونٹ کو اپنے قریب بیٹھنے کو کہا، پھر تھوڑے سکوت کے بعد کہنے لگی؟

ملکہ۔ کونٹ، سنو، تم ایسے وقت آئے ہو کہ مین نہایت ہی رنجیدہ تھی، مین اپنے گرد و پیش ہر چیز کو بدلا ہوا دیکھتی تھی، جس شخص پر نظر پڑتی تھی، اُس کی آنکھین پھری ہوئی معلوم ہوتی تھین، حتی کہ آسمان بھی خطرہ کی خبر دیتا دکھائی دیتا تھا، مین خوش ہون کہ تم ایسے نازک موقعہ پر آگئے، اچھا یہ بتاؤ کہ اب ہمین کیا کرنا چاہیے؟

کونٹ۔ کچھ بھی نہین، صرف صبر اور رحمت الٰہی کا انتظار کرنا چاہیے! یہ طوفان جو بڑھتا چلا آرہا ہے، تو ہم اُسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرین گے، جس مین اگر کامیاب

ہوگئے تو نہا، ورنہ درجۂ شہادت حاصل کرین گے!

کونٹ جب یہ کہہ چکا تو ملکہ نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کہا؛

ملکہ۔ کونٹ تمھارے ہاتھ ٹھنڈے کیون ہین؟

پھر اُس نے کونٹ کی اپنے ہاتھ سے پیشانی پوچھ کر کہا؛

ملکہ۔ کونٹ، تمھاری پیشانی کیون جل رہی ہے۔

کونٹ۔ کیونکہ میرے سر مین ایک تنور بھڑک رہا ہے، مین نے عجیب عجیب واقعات دیکھے ہین، مین نے قوم کو دیکھا ہے جو بحر اعظم کی طرح طوفانی حالت مین ہے، انتقام کی آگ اُس مین مشتعل ہے اور اُس نے ایک ہی وار مین شاہی کو گرا دیا ہے!

ملکہ۔ (منھ بنا کر) کیا شاہی، محض ایک قیدخانہ کے گرنے سے منہدم ہوجائیگی؟

کونٹ۔ حضور، قیدخانہ کے ٹوٹ جانے سے کوئی خطرہ نہین ہے، البتہ خطرہ اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ جدید خیالات سیلاب کی طرح تیزی سے پھیل رہے ہین، جو اس زمانہ مین حیرت انگیز افعال کا باعث ہوتے ہین، امریکن آزادی کی جنگ نے تمام عالم مین ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور ایسی آندھیان چلادی ہین جنھون نے غیرت و شجاعت ہر قلب مین کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے اور انھین سے متاثر ہوکر فرانسیسی قوم نے باسٹل کو توڑا ہے!

ملکہ۔ (رنج اور محبت کی نظرون سے کونٹ کو دیکھکر) قوم کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ شاید تم بھی یہی کہو گے کہ وہ اپنی شورش مین معذور ہے؟

کونٹ۔ ہان، اے ملکۂ عالم، مین بھی کہونگا کہ وہ معذور ہے، کیونکہ اُس نے اپنی ساری زندگی فقر و فاقہ اور مصیبت اور نکبت مین گذاری ہے کوئی اُس کا پرسان حال نہ تھا، اور نہ کوئی اُس پر ترس کھاتا تھا، ہم تو اب لوگ جو اُس پر حاکم تھے، اچھے اچھے کپڑے پہنتے اور لذیذ غذائین کھاتے تھے، مگر کبھی اُس کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے، پس اگر کوئی ملامت ہے تو ہمپر ہے نہ کہ رعایا پر، کیونکہ ہمین نے اُسے سرکشی پر مجبور کر دیا ہے۔

ملکہ۔ (مبہوت ہو کر) کیا تمھارے خیال مین اب نجات کا کوئی ذریعہ نہین ہے؟

کونٹ۔ (سادگی کیساتھ) حضور، تمام ذرائع مفقود ہوگئے ہین اور سب امیدون پر پانی پھر گیا ہے۔

اب اگر کوئی امید و تمنا ہے، تو یہی ہے کہ ہم سب اکیسا تھ مر جائین، اور اسی لیے مین یہان حاضر ہوا ہون! جب مین یہان پہونچا ہون! تو مین نے سنا تھا کہ آپ بادشاہ کو پچاس ساٹھ ہزار فوج پیرس پر حملہ کی غرض سے بھیجنے کے لیئے آمادہ کر رہی تھین، لیکن اتنی فوج کر ہی کیا سکتی ہے اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے بحر اٹلانٹک مین ایک چلو پانی ڈالدیا جائے، کیونکہ اس وقت پیرس مین پانچ لاکھ مسلح آدمی مرنے اور مارنے کے لئے موجود ہین!

اُس نے یہ کہا اور جوش و شجاعت سے اُس کی آنکھین تیزی سے چمکنے لگین، لیکن ملکہ کی آنکھون مین دنیا اندھیری معلوم ہوئی، بلا قصد آنسو بہنے لگے اور اُس نے کونٹ کے ہاتھ کو اپنے دونون ہاتھون سے پکڑ کر زور سے دبایا، ملکہ کی یہ حالت دیکھکر کونٹ تعظیماً جھک گیا، اور اُسکے دامن کو بوسہ دیا، جس پر اُس نے آنسو پوچھ ڈالے اور کونٹ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی۔

ملکہ۔ کونٹ، سیاست کو چھوڑو، اور سچ سچ بتاؤ کہ تم صرف میرے دیکھنے کے لیے آئے ہو یا کسی اور وجہ سے؟

کونٹ۔ کیا آپ کو اس معاملہ مین شبہ ہے؟ مین صحیح عرض کرتا ہون کہ اپنی جان حضور پر سے قربان کرنے کو حاضر ہوا ہون، اور بس!

ملکہ۔ مین تم سے ایک سوال کرنا چاہتی۔

کونٹ۔ بشوق، مین حضور کا ایک ادنیٰ غلام ہون۔

ملکہ۔ (کچھ خاموشی سے) کونٹ کیا کونٹس اُسے تمھین بہت محبت ہے؟

کونٹ۔ (غور کرنے کے بعد) قدیم "معاہدہ" کے بعد مین حضور سے اس سوال کا متوقع نہ تھا۔

ملکہ۔ کونٹ، سنو، مین اب تک جوان ہون، اور ہر وقت اپنے اندر عشق و محبت کی آگ کو محسوس کرتی ہون، مین اگر چہ ہر طرف سے مصیبتون سے گھری ہوئی ہون، مگر محبت کی یہ آتش سوزان مجھے پھونکے ڈالتی ہے۔ خصوصاً جب مین اندریا کو تمھارے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے دیکھتی ہون!

کونٹ۔ (متانت سے) مین حضور کا مطلب سمجھ گیا، لیکن جناب کو کما حقہ معلوم ہے کہ اندریا اس دنیا مین بے یار و مددگار ہے، اور سجز ایک بھائی کے اُس کا اور کوئی عزیز و قریب موجود نہین ہے

جس سے بھی وہ سال میں ایک مرتبہ سے زائد نہیں مل سکتی۔ علاوہ ازیں حضور پر یہ بھی بخوبی روشن ہے کہ اندری میرے گھر میں اب تک اس زندگی سے قطعاً ناآشنا ہے جو ایک بیوی کو اپنے شوہر کے گھر میں نصیب ہوتی ہے، اور یہ کہ وہ اس لمحہ تک اسی طرح پاک و صاف اور ناکتخدا ہے جس طرح شادی سے پہلے تھی۔ نیز یہ کہ اُس نے میرے ساتھ رہکر شدید مصائب برداشت کئے ہیں اور ہمیشہ صبر و شکر سے کام لیا ہے۔ اس صورت میں کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اُس سے کامل جدائی کر کے اُس کے مصائب میں اور زیادہ اضافہ کر دوں۔

یہ سنکر ملکہ نے گفتگو بدلنا چاہی، چنانچہ اُس نے اُس کی جانب اپنے ہاتھ بڑھا دیے جن کا کونٹ نے عزت و احترام کے ساتھ بوسہ لیا۔ یہ ہوا ہی تھا کہ دروازہ کے اُس پار ایک چیخ سنائی دی، ملکہ اور کونٹ نے بڑھکر دیکھا تو معلوم ہوا ہے کہ اندری چیخ مار کے بیہوش ہو گئی ہے، یہ دیکھتے ہی کونٹ اپنی بیوی کے سنبھالنے کو دوڑا، لیکن ملکہ گھبرا کر یہ کہتی ہوئی کمرہ میں واپس آئی "کاش، اندری نے میری اور اپنے شوہر کی گفتگو نہ سنی ہو، ورنہ سخت رسوائی ہوگی!"

(تین عاشق و معشوق!!!)

کونٹ نے اپنی بیہوش بیوی کو گود میں اٹھا لیا، اور کمرہ میں لا کر لٹا دیا جہاں پہونچتے ہی اُس نے آنکھیں کھولدیں، اور کونٹ کو اپنے پہلو میں دیکھ کر وہ پھر چلائی اور اُسے زور سے دھکیل کر بیہوش ہو گئی کونٹ کو اس سے سخت تعجب ہوا اور اُس نے ملکہ کو مخاطب کر کے کہا:۔

کونٹ – میں شرمندہ ہوں کہ حضور کو میری وجہ سے ناحق پریشانی ہوئی، لیکن اندری کی حالت سے ازحد متعجب ہوں کہ آج یہ .... ہو گئی .... وہ .... مضطرب و ....

رت تھی کہ کبھی بھی اس طرح بے قابو نہ ہوتی تھی، اگر اجازت ہو تو اسے مکان بھیجدون؟

ملکہ۔ بہتر ہے۔

اس کے بعد اُس نے گھنٹی بجائی خادم طلب کیا، لیکن اُس کی آواز سے اندری پھر ہوشیار ہوگئی اور چند قدم دوڑ کر چلائی ،، جیلیبار اجیلیبار!،، اسپر ملکہ اور کونٹ دونون کو تعجب ہوا۔ اور کونٹ نے بھی گھبرا کر کہا ،، جیلیبار اجیلیبار!، مگر فوراً ہی اُس کی پھر حالت مین تغیر پیدا ہوا، اور وہ ہوش مین آکر اور کونٹ کو پہچان کر عجب انداز سے تبسم کرنے لگی اور اُسے سراسر محبت بھری نظرون سے دیکھنے لگی، پھر اُس کی نظر ملکہ پر پڑی جیسے دیکھتے ہی وہ مؤدب ہوگئی اور قطعیاً خم ہوگئی۔

کونٹ۔ کونٹس، تھین کیا ہوگیا تھا، ہمین سخت تردد تھا، ایسے پہلے تو تم اس قدر کمزور نہ تھین۔

کونٹس۔ (متانت سے) اگر کوئی عورت بے ہوش ہوجائے تو کیا تعجب ہے؟ جبکہ بڑے بڑے سورما آجکل بدحواس ہو رہے ہین، کونٹ تم نے بہت اچھا کیا کہ پیرس سے چلے آئے!

ملکہ۔ تو کونٹس، کونٹ کے خطرہ مین ہونے کی وجہ سے بیہوش ہوئی تھی؟

کونٹس۔ جی حضور!

ملکہ اور کونٹس کے اس سوال اور جواب کو سمجھ کر کونٹ مشدرہ ہوگیا اور دونون کے چہرون کو بغور دیکھنے لگا۔

ملکہ۔ کونٹس، ڈرنے کی کوئی وجہ نہین ہے، لیکن ایسا تو نہین ہے کہ تمھاری یہ بیہوشی کسی اور سبب سے ہو، جسے تم ہم سے چھپاتی ہو!۔

کونٹس۔ حضور یہ کیا فرماتی ہین کہ ڈرنے کی کوئی وجہ نہین ہے، حالانکہ خود بدولت بھی مجھے پریشان نظر آتی ہین، اور آنکھین اب تک آنسوؤن سے نم معلوم ہوتی ہین!

یہ سنکر ملکہ دانت پیسنے لگی اور کونٹ بھی اندری کی گفتگو کی سختی اور اس کے پہلو کو سمجھا۔

ملکہ۔ عزیزہ من، میں نے یہ صرف اس وجہ سے کہا تھا کہ تم نے اپنی بے ہوشی کے عالم میں کچھ خاص الفاظ استعمال کئے تھے۔

کونٹس۔ (زرد ہو کر) میں نے کیا کہا تھا؟

ملکہ۔ ایک شخص کا نام لیا تھا؟

کونٹس۔ کس شخص کا نام؟

ملکہ۔ (اُسے بغور دیکھکر) تم نے "جیلبار، جیلبار" کہا تھا۔

کونٹس۔ (حیرت انگیز جرأت سے) اب میں سمجھ گئی واقعہ یہ تھا کہ آج ہز مجسٹی کے حضور میں، میں نے ایک زبردست عالم کو دیکھا تھا جس کا نام "جیلبار" تھا اور جو پیرس کے حوادث اور ہولناک واقعات کو بتفصیل بیان کر رہا تھا، میرے دماغ میں وہی خیالات باقی تھے اور اُس کا نام بھی پیش نظر تھا اسی لئے جب میں یہاں پہونچکر بیہوش ہوئی ہوں تو اُس کا نام زبان پر آگیا ہوگا۔

ملکہ۔ (اس جواب سے نہ مطمئن ہو کر بے توجہی سے) کونٹ، مجھے امید ہے کہ آج جو کچھ گفتگو ہوئی ہے، اُس پر تم غور کروگے، اب تم میری طرف سے "لامبرک، برولی، اور بزانفال" کے پاس جاؤ اور اُن سے کہدو کہ اپنی سپاہ جمع کریں اور کل بادشاہ کے حکم کے منتظر رہیں، اور عجلت نہ کریں۔

یہ سنتے ہی کونٹ "بسر و چشم" کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا، جسے کونٹس عجیب نظروں سے دیکھنے لگی، جسپر ملکہ نے خشمناک نگاہوں سے اُسے دیکھکر کونٹ کو محبت آمیز نظروں سے دیکھا، اور کونٹ نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دیا اور رخصت ہو گیا۔

کونٹ کے جانے کے بعد کونٹس کی حالت دگرگوں ہو گئی، اس کی قوت نے جواب دیدیا اور وہ خستہ ہو کر ایک آرام کرسی پر لیٹ گئی، ملکہ اُسے بغور دیکھ رہی تھی، چنانچہ اُس سے کہنے لگی:۔

ملکہ۔ کونٹس، میں نے کونٹ کو ایک مہم پر بعجلت اس لئے بھیجدیا ہے، تاکہ ہم تم باہم آزادی سے گفتگو کرسکیں، پس صاف صاف بتاؤ کہ تمھیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے، یا کوئی تکلیف تو نہیں ہے، تمھیں معلوم ہے کہ مجھے تم سے کس قدر محبت ہے، اور میں تمھاری ترجی

کسقدر منتظر رکھتی ہون یا لہذا کھلکر کہو کہ جب کونٹ موجود تھے تو تم چست وچاق نہین ، اور جونہی وہ گئے تمھاری یہ حالت ہوگئی ہے ، آخر اس کا سبب کیا ہے ؟

کونٹس ۔ (مششدرہ ہوکر) حضور ، مین اسی طرح تندرست ہون ، کیا اسوقت مجھے غریب خانہ پر چلے جانے کی اجازت مرحمت ہوگی ؟

اب ملکہ مجبور ہوئی کہ اُسے اجازت دے ، چنانچہ اندری اُٹھی اور جونہی دروازہ کو کھولنے لگی ، بادشاہ کی آواز سنائی دی جو خدمتگارون سے کچھ کہرہا اور ملکہ کے پاس آرہا تھا ، چنانچہ وہ خوف زدہ ہوکر یہ کہتی ہوئی واپس آئی ۔

کونٹس ۔ ملکہ ، بادشاہ سلامت ، بادشاہ سلامت !

ملکہ ۔ کونٹس ، اس مین تعجب ہی کیا ہے ؟

کونٹس ۔ (چلاکر) حضور ، حضور ، مین اسوقت بادشاہ کو دیکھنا نہین چاہتی اور نہ اُسے اپنی شکل دکھانا چاہتی ہون ، کیونکہ مین شرم سے مرجاؤنگی ۔

ملکہ ۔ (سخت متعجب ہوکر) یہ کیون ، یہ کیون ، ؟

کونٹس ۔ مین بعد مین اس کا سبب بتاؤنگی ، لیکن اس وقت مجھے کہین چھپا لیجئے ۔

ملکہ ۔ (متبسم ہوکر) تو تمام واقعہ مجھ سے بیان کردوگی ۔

کونٹس ۔ ہان ہان ! مجھے جلد چھپایئے ۔

چنانچہ ملکہ نے یہ کہکر اندری کو پاس کے کمرہ مین داخل کر کے کہا کہ اُسے اندر سے بند کرلو ، اور مجھے یقین ہے کہ یہ قید زیادہ دیر تک نہ رہیگی ، کیونکہ بادشاہ میرے پاس زیادہ دیر تک نہین بیٹھتا ہے ۔

چنانچہ اندری کمرہ مین داخل ہوگئی اور اُسے اندر سے مقفل کرلیا ۔

باب (۳۶)

(بادشاہ اور ملکہ)

بادشاہ کمرہ مین ہشاش بشاش داخل ہوا، ملکہ نے اوٹھکر خیر مقدم کیا اور اُسکا ہاتھ تھام کر کہنے لگی ہ:-

ملکہ - آپ اسوقت خوب آئے۔

بادشاہ - بیشک مین اچھے موقعہ سے آیا، اور مجھے سیودی شارنی سے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی کہ تم نے سپہ سالارون کو جلد بازی سے منع کیا ہے، تاکہ خون ریزی نہ واقع ہو

ملکہ - لیکن یہ محض لاچاری کی وجہ سے ہے، ورنہ اگر میرے بس مین ہوتا تو پیرس کی اینٹ سے اینٹ بجادیتی!

بادشاہ - (ہنسکر) تم بے بس ہوکر معاف کرتی ہو، لیکن مین عقل و بصیرت کے ساتھ باوجود طاقت رکھنے کے بھی معاف کردیتا ہون-

ملکہ - اس سے آپکی کیا مراد ہے؟

بادشاہ - میری مراد یہ ہے کہ مین اپنی قوم سے لڑنا ناپسند کرتا ہون، خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ مین اُسے معذور سمجھتا ہون-

ملکہ - (تکبر سے چلاکر) آپ بھی یہی فرماتے ہین کہ قوم اپنی شورش مین معذور ہے؟

بادشاہ - ہان!

ملکہ - آپ یہ کہتے ہین کہ قوم اپنی بغاوت اور قتل و غارت کے معاملہ مین معذور ہے؟

بادشاہ - ہان، اے میری پیاری وہ معذور ہے!

ملکہ - (تمسخر سے) سبحان اللہ کیا عمدہ خیالات ہین"

بادشاہ - بیشک، یہ میرے خیالات ہین اور مین انھین بدل نہین سکتا!

ملکہ ۔ سبحان اللہ، یہ خیالات ہوں کھانا کھا جانے کے بعد ۔

بادشاہ ۔ پھر کھانے پر گفتگو چھڑ گئی، تو مجھے ہمیشہ زیادہ خوراک پر ہمیشہ ملامت کرتی ہو، کیونکہ یہ میرے اختیار کی بات تو ہے نہیں، میرے آبا و اجداد بھی بہت کھاتے تھے، علاوہ ازین یہ بھاری جسم بغیر زیادہ خوراک کیونکر تندرست رہ سکتا ہے، لہذا تمھین اس معاملہ مین ہمیشہ چشم پوشی کرنا چاہیئے ۔

ملکہ ۔ حضور ۔ اس وقت مجھے صرف قوم کے متعلق بحث کرنا ہے ۔

بادشاہ ۔ کیا تم یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ قوم خطاوار ہے؟ لیکن پیاری بیری، تمھارا یہ خیال محض غلط ہے، تمھین انصاف کرو جبکہ قوم نے ہمارے تمام عہد حکومت مین ایک دن بھی مسرت نہ حاصل کی، اور جتنے وزیر بھی ہوے اُن مین بجز تیز گو اور ناکارے کے اسب کے سب خود غرض اور صرف اپنا پیٹ پالنا جانتے تھے، اور یہ دونون بھی زیادہ عرصہ تک ٹھہر نہ سکے، کیونکہ تمھارے مصاحبون اور حاشیہ نشینون نے انھین علیحدہ ہونے پر مجبور کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نے شورش کردی، اور اب وہ ایک خوفناک بغاوت کی صورت اختیار کرچکی ہے، بلکہ ہمین ذرا اپنے کو قوم کی جگہ پر فرض کرنا چاہیئے ۔ انصاف سے کہو کہ اگر ہم سے بالادست لوگ ہماری گاڑھی کمائی کو ہم سے چھینتے اور اپنی شہوانی خواہشات پر اسے بیدردی سے خرچ کرتے اور ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کرتے تو ہماری کیا حالت ہوتی؟ فرض کرو کہ اُن ظالمون کی بکریان ہماری کھیتی چرا کرتین، اُن کے کتے ہماری مرغیان پکڑ لیجاتے، ان کے بیل ہمارے ہرے بھرے کھیت روند ڈالتے، اُنکی سپاہی ہم سے جبراً روپیہ وصول کر لیجاتے اُن کے نوجوان ہماری عورتون اور لڑکیون کی حرمت شکنی کرتے، اور اُنکی حکومت ہمین اور ہمارے لخت جگرون کو محض اپنے فوائد کے لئے میدان جنگ مین لیجا کر کٹا دیتی، تو ایمان سے کہو کہ ہم کیا کرتے؟ کیا ہم اُن ستمگرون پر بغاوت نہ کردیتے؟ اگر نہ کرتے تو ہم انسان نہین، بلکہ پتھر تھے جسے اپنی ذلت و عزت اور نفع نقصان کا کوئی احساس نہین ہوتا، اور اگر ہم بغاوت کردیتے تو ہم خدا کے نزدیک اور اُس کے سفست مزاج بندون کے نزدیک بالکل معذور و مجبور خیال کئے جاتے اسی طرح قوم کو بھی سمجھ لو!

ملکہ۔ (تمسخر سے) یہ خیالات آپ کی زبان سے کیا اچھے معلوم ہوتے ہین؟

بادشاہ۔ لیکن مجھے سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تمھارے مصاحبون ہی نے سلطنت کو اس مخمصہ مین پھنسایا ہے، اور سرکاری خزانہ کو لاکھون روپیہ ماہوار وصول کر کے بالکل نچوڑ لیا ہے، اور یہ عین اُس زمانہ مین جب کہ قوم شہرون، قصبون اور دیہاتون مین فاقون مر رہی تھی۔

ملکہ۔ (غصہ سے) حضور، احسان جتلانے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ میرے مصاحب عنقریب فرانس کو خیر باد کہنے والے ہین، کیونکہ انھین موجودہ حالت سے خطرہ ہے!

بادشاہ۔ بسم اللہ، فوراً تشریف لیجائین، اور ہمارا پیچھا چھوڑین، تم اُن سے میرا سلام کہدینا اور اگر انھین زادراہ کی ضرورت ہو گی تو مین بخوشی تمام اُن کے لئے اس کا بھی انتظام کر دونگا۔ ملکہ تمھارے گرد و پیش ،،خانداقی،، ،،پولیناک،، سے لیکر جتنے بھی آدمی ہین سب کے سب سخت بدنیت اور بے غیرت ہین، لہذا اُن سے دور دور بھاگنا چاہیے، انھین صرف ایک آدمی بہادر ہے اور وہ ،،کونٹ دی شارنی،، ہے۔

کونٹ کا نام سنتے ہی ملکہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا: اُس نے منھ پھیر لیا، اور کہنے لگی

ملکہ۔ حضور، جلوس فرمائین، کیونکہ دیر سے کھڑے کھڑے تھک سے گئے ہونگے۔

بادشاہ۔ (سختی سے) نہین مین گذشتہ گناہون کا کفارہ ادا کر رہا ہون، اور آباو اجداد کے بوئے ہوئے کانٹون پر چل رہا ہون، مین ،،مدام بجیا ڈیر،، اور ،،مدام دی بیری،، کا کفارہ ادا کر رہا ہون، اور تمام اُن وحشیانہ مظالم و مصائب کا کفارہ ادا کر رہا ہون جو چند صدی سے فرنچ دربار نے ملک پر نازل کر رکھی تھی، آہ، مین نے اُن شرارتون کو کیون ہونے دیا جن سے میری طبیعت ہمیشہ متنفر تھی! افسوس مین نے کتنے عالی دماغ فلاسفر اور اعلی قابلیتون کے علماء کو قید کیا اور محن و آلام مین مبتلا کیا، حالانکہ اگر مین اُنکی قدر افزائی کرتا اور اُن سے اعانت حاصل کرتا تو وہ میری اور تاج و تخت کی زینت اور فخر ہوتے، مثالاً ،،جان جاک روشو[1]،، کو لے لو، جو ایک بہت لائق

---

[1] جان جاک روشو ۱۷۱۲ء مین بمقام جنیوا پیدا ہوا اور ۱۷۷۸ء مین مرا، یہ فرانس کا۔ دیکھو صفحہ ۱۱۱

شیر ببر تھا اور کسی چیز سے خائف نہ ہوتا تھا، ملکۂ اس شیر دل کو میں نے ایک مرتبہ مقام ،، تریانون،، میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے جسم پر کثیف پھٹے ہوئے کپڑے تھے اور اس کی داڑھی بے مرمت اور غبار آلود تھی، کیا اچھا ہوتا اگر میں اپنا لبادہ اتار کر اُسے اپنے ہاتھ سے پہنا دیتا اور کہتا ،،روشو آؤ،، خیلڈ فلزائی ،، کے سبزہ میں چہل قدمی کریں ۔۔۔

ملکہ ۔ (قطع کلام کر کے) اگر آپ اس سے اس طرح کہتے تو ؟!

بادشاہ ۔ تو وہ اپنی کتاب ،،معاہدہ اجتماعی،، تصنیف نہ کرتا ۔

ملکہ ۔ اب میں سمجھتی، آپ قوم سے اُسی طرح ڈراتے ہیں جس طرح کتا اپنے مالک سے ڈرتا ہے ۔

بادشاہ ۔ نہیں بلکہ جس طرح مالک کتے سے ڈرتا ہے! چنانچہ اکثر اوقات وہ کتے کو چمکارتا اور اس کے سر کو سہلاتا ہے، تاکہ اس کی شرارت و سرکشی سے امن میں رہے، مثال کے طور پر ،،میرابو،، کو میں پیش کرتا ہوں ۔۔۔

ملکہ ۔ (بات کاٹ کے) ہاں ہاں، اس درندہ کا حال کچھ ضرور بیان فرمائیے ۔

بادشاہ ۔ اگر میں میرابو کے ساتھ ملطف پیش آؤں، اور پچاس ہزار پونڈ ماہانہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا کروں، تو وہ کتے سے بھی زیادہ میرا مطیع ہو جائے لیکن تم مجھے برابر اس سے باز رکھ رہی ہو، حالانکہ میں بارہا تم سے کہہ چکا ہوں، کہ آج اگر پچاس ہزار میں کام چل سکتا ہے تو کل پانچ لاکھ کا لقمہ ہر مہینہ اس کے منہ میں دینا پڑیگا ۔ یہی حال ،،اسپو بالی،، کا ہے اگر میں آج اُسے تعلیمات کا وزیر بنا دوں تو وہ غلام ہو جائے!

اسپر ملکہ سر ہلانے لگی، لیکن بادشاہ نے تو نہ گ کہا!

بادشاہ ۔ تم سر ہلاتی ہو، مگر تمھیں میرے دادا ،،ہنری چہارم،، کا یہ مقولہ معلوم نہیں ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) ایک عظیم الشان انشاپرداز ہے، اس نے عمر بھر مصیبت جھیلی کیونکہ اس کا فلسفہ بالکل نرالا تھا، اُس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جنمیں ،،معاہدہ اجتماعی،، بہت مشہور ہے جس میں اس نے ثابت کیا ہے کہ تمام اقتدارات قوم کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے، اس کے علاوہ اس نے اپنی سوانح عمری بھی لکھی ہے جس میں اپنی زندگی کے اچھے برے تمام واقعات دیانت داری سے درج کیے ہیں ۔

"مکھیاں شہد پر گرا کرتی ہین نہ کہ سرکہ پر"

ملکہ۔ (تکبر سے) لیکن مین ہر مجبستی کے یہ خیالات شاہانہ عظمت وجبروت کے قطعاً خلاف سمجھتی ہون۔

بادشاہ۔ (ہنسکر) میری، شاید دنیا مین تم سے زیادہ کوئی باعظمت ملکہ نہ ہو گی، لیکن مین اس کا کوئی نتیجہ محسوس نہین کرتا!

ملکہ۔ (دانت پیس کے) مین آپکی مراد سمجھ گئی، آپ یہ کہرہے ہین کہ باوجود تمام عظمت وشان کے قوم مجھ سے نفرت کرتی اور عداوت رکھتی ہے۔

بادشاہ۔ مین نہین کہتا کہ قوم تم سے نفرت کرتی ہے، لیکن اگر آج تم باسٹل کا سائنہ کرتین جسے قوم نے فتح کر لیا ہے تو تمھین معلوم ہو جاتا کہ تمھارے برخلاف کتابون کے کتنے انبار اس مین موجود تھے لیکن انھین چھوڑو، یہ دیکھو اس وقت بھی میری جیب مین ایک رسالہ موجود ہے جس مین تمھاری توہین بُری طرح کی گئی ہے!

ملکہ۔ (غصہ سے بیخود ہو کر) میری توہین؟ کسے اس کی جرأت ہوئی؟ دیکھون وہ رسالہ کیا ہے۔

بادشاہ۔ مین تمھین نہ دکھاؤنگا۔ کیونکہ اس مین تمھاری نسبت نہایت ہی شرمناک تصویرین بنائی گئی ہیں۔

ملکہ۔ (نہایت خشمناک ہو کر) بدمعاش مؤلف کا آپ نے اب تک پتہ نہین لگایا؟

بادشاہ۔ (متانت سے) تمھین معلوم ہے کہ میری پولیس کے اہل اس قسم کے مجرمون کی تلاش مفید ہیگی، مگر انکا پتہ نہ چلا، اس رسالہ کا مؤلف ہماری دسترس سے باہر ہے، کیونکہ وہ دوسری سلطنت مین پناہ گزین ہے، یہ دیکھو ساڑھے بائیس ہزار پونڈ کی رسید ہے، جو مین نے اُسے محض اس لئے روانہ کر دیئے ہین کہ وہ اپنے رسالہ کی تمام کاپیان ہمارے حوالہ کردے اور خاموش ہو جائے اور بالفرض ایسے بدمعاش ہمارے ہاتھ بھی لگ جائین، تو انکے قتل کرنے سے ہمکو شرم آئیگی، کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جن ایسے مجرمون کو ہم نہایت مہیب تصور کیا کرتے تھے، جب وہ پکڑ کر ہمارے سامنے لائے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک چیونٹی سے زائد حیثیت نہین رکھتے ہین، لہذا اولی یہ ہے کہ غلیظ کے ان کیڑون کو اون کے غلیظ مین پڑا رہنے

دیا جائے!

ملکہ - (برہم ہو کر) اگر آپ اس قدر کمزور ہو گئے ہوں کہ مجبور ہوں کو سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم اُن کی خبر تو لیجئے - جو جرائم پر لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں -

بادشاہ - وہ کون لوگ ہیں؟

ملکہ - میری مراد فلپ دورلیان، سے ہے جو تمام مفاسد کا بانی ہے -

بادشاہ - فلپ کو کچھ نہ کہو، کیونکہ وہ ایک بہادر اور کریم النفس انسان ہے!

ملکہ - "للہ - ان الفاظ کو ناپاک نہ کیجئے، وہ نہایت بزدل اور کمینہ ہے، مجھے اگر باسٹل کے ٹوٹنے پر افسوس ہے تو صرف اس وجہ سے کہ اب اس میں یہ خنزیر بند نہیں کیا جا سکتا ہے"!

بادشاہ - اگر تم فلپ کو قید کر دیتیں تو جانتی ہو کہ نتیجہ کیا ہوتا؟

ملکہ - کیا ہوتا؟

بادشاہ - نتیجہ یہ ہوتا کہ قوم اُسے رہا کر کے ہمارے بجائے تخت نشین کر دیتی!

ملکہ - (تعجب سے) کیا فرماتے ہیں؟

بادشاہ - ملکہ، اس میں ذرہ برابر تعجب کی گنجائش نہیں ہے!

ملکہ - (پیچ و تاب کھا کر) بیشک، بیشک، باسٹل اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں جگہ تھی!

بادشاہ - ممکن ہے کہ باسٹیل اُس کے لیے موزوں ہو، کیونکہ وہ عقلمندوں کا مسکن تھا -

ملکہ - (سخت برہم ہو کر) آپکا بھی یہی قول ہے -

بادشاہ - ہاں میں کہتا ہوں، کیونکہ باسٹل میں علماء، فضلاء، عقلاء، فلاسفہ اور اصلاح پسند قید کیے جاتے ہیں، چنانچہ اس کی سب سے بڑی دلیل وہ عالم کامل ہے جس سے ابھی ایک گھنٹہ ہوا میں ملا تھا -

ملکہ - وہ کون شخص ہے؟

بادشاہ۔ اُس کا نام "ڈاکٹر جیلبار" ہے!

ملکہ۔ (چونک کر) کیا یہ وہی شخص ہے، جس سے آج کونٹس دی شارنی کی ملاقات ہوئی تھی؟

بادشاہ۔ ہان، تمھین یہ کیسے معلوم ہوا، مین چاہتا تھا کہ تم بھی اس موقعہ پر موجود رہتین تاکہ دیکھتین کہ کیسے عجیب واقعات دونون مین ہوئے۔

ملکہ۔ (اندری کے کمرہ کی طرف دیکھکر) مجھے ایسے واقعات سے کوئی دلچسپی نہین ہوتی!

بادشاہ۔ نہین، تمھین ان واقعات سے بہت دلچسپی ہوتی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمھین مسمریزم سے بہت دلچسپی ہے، کیونکہ تم ایک مرتبہ مجھ سے چھپا کر اس فن کے ماہر کے پاس گئی تھین، جس نے تمھین سلا بھی دیا تھا!

یہ سنتے ہی ملکہ نے شرمندہ ہوکر اپنا منھ پھیر لیا، جسپر بادشاہ نے کہا،

بادشاہ۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ مجھ واقعات کی اطلاع نہین ہوتی، حالانکہ مین سب کچھ جانتا ہون، چنانچہ اس واقعہ پر اخبارات نے بھی نکتہ چینی کی تھی، مگر مین نے قصداً تمھاری خاطر سے تم سے چشم پوشی کی تھی! لیکن ڈاکٹر جیلبار کی مہارت حیرت انگیز ہے وہ تو صرف ہاتھ کے اشارہ سے آدمی کو بیہوش کر دیتا ہے اور پھر جو چاہتا ہے اُس سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر لیتا ہے۔

ملکہ۔ (خوف زدہ ہوکر) بھلا کوئی اپنے راز کیون بتانے لگا

بادشاہ۔ اُسے مجبوراً سب کچھ بتانا پڑتا ہے، کاش کہ آج تم دیکھتین کہ کونٹس نے کیسے کیسے عجیب راز ظاہر کیے ہین!

ملکہ۔ (اندری کے کمرہ کی طرف دیکھکر) خیر یہ کوئی اہم بات نہین ہے؟۔

بادشاہ۔ نہین، بات نہایت اہم ہے، مجھے حیرت انگیز واقعات معلوم ہوے ہین، اگرچہ سب باتین نہین معلوم ہوسکی ہین، ملکہ مین تم سے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہون کہ جیلبار اب میرا شاہی ڈاکٹر ہوگیا ہے، اور کل وہ اپنا اور کونٹس کا سارا قصہ بیان کرے گا۔

ملکہ۔ (جوش سے) آپ نے ایسے شخص کو ڈاکٹر کیون بنا لیا ہے؟ اُس پر اعتماد کرنیکی

کیا وجہ ہے؟

بادشاہ۔ ملکہ، اس معاملہ مین کچھ نہ کہو، مین اپنی رائے بدل نہین سکتا، کیونکہ مین نے اُس کی آنکھون مین خلوص وامانت دیکھ لی ہے۔ رہا کونٹس کا معاملہ تو وہ غالباً نہایت اہم ہوگا۔

ملکہ۔ (بات ٹالنے کے لیے) ہمین اُس کے قصہ سے کیا تعلق؟

بادشاہ۔ خوش قسمتی سے کونٹس کی شکایت بجز میرے اور کسی نے نہین سنی ہے۔

ملکہ۔ (اکتاکر اور راندری کی موجودگی کا خیال کرکے) مجھے امید ہے کہ حضور اس گفتگو کو اب بدل دینگے۔

بادشاہ (ہنسکر) شاید تم میری گفتگو سے اکتا گئی ہو، اچھا خدا حافظ، مین تمھاری امن پسندی پر تمھین مبارکباد دیتا ہون اور تمھاری درازی عمر کی دعا کرتا ہون، خدا حافظ!

یہ کہکر بادشاہ نے ملکہ سے مصافحہ کیا اور کمرہ سے نکلکر دروازہ بند کرلیا، جس کے جاتے ہی کونٹس دوسرے کمرہ سے گھبرائی ہوئی نکلی، اُس کا چہرہ بالکل زرد تھا اور اسپر مردنی سی چھائی ہوئی تھی، اُس کا جسم لرز رہا تھا اور آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی لگی ہوئی تھی، سب سے پہلے اس نے دروازہ کی زنجیر بند کی، اور پھر ملکہ کے قدمون پر گر پڑی اور چلائی۔

کونٹس۔ اے میرے آقا! مجھے بچا لیجیے، مجھے بچا لیجیے! مین سب کچھ بیان کردون گی! مین سب کچھ بیان کردون گی۔

(۱۵ر جولائی ۱۷۹۱ء کی شب میں ملکہ کیا غور کر رہی تھی!!!)

بادشاہ کے جانے کے بعد اندری ۱۱ بجے تک ملکہ کے ساتھ تخلیہ میں رہی، جس کے بعد وہ اپنے اُداس اور شرمندہ چہرہ پر سے آنسو پونچھتی ہوئی رخصت ہوئی، اور ملکہ اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔
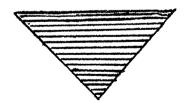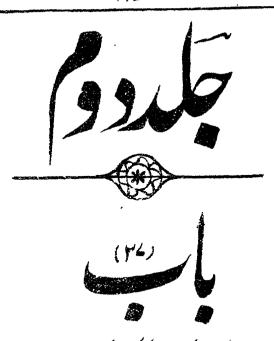
قصر ورسائل میں خاموشی چھائی ہے، تاریکی نے محل سرا کے در و دیوار پر اپنی سیاہ چادریں ڈالدی ہیں، تمام لوگ سوتے ہیں، حتیٰ کہ بادشاہ بھی جس نے پیرس کی تازہ خوفناک خبریں سنی تھیں، جن کے بعد اُسے نیند نہ آنا چاہیے تھی، البتہ محل میں صرف ملکہ ہی بے جواب تک بیدار ہے، یا چند سنتری ہیں جو چپا تک پر سنگینیں تانے پہرہ دے رہے ہیں۔

ملکہ اپنے کمرہ میں ٹہل رہی ہے، سامنے ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے جو ملکہ کی حدّت کو سرد ہوا کے جھونکوں سے کم کرنے کے لئے اب تک بند نہیں ہوئی ہے، ملکہ کی اس بےچینی کے دو سبب تھے، ایک سیاسی دوسرا روحانی، سیاسی سبب یہ تھا کہ اُس نے موجودہ بغاوت سے یقین کر لیا ہے کہ بادشاہت کا چراغ اُس سے ضرور گل ہو جائے گا، اور اُس نے

کوشش کی تھی کہ اُسے مجبور کرے مگر جب وہ ایسا نہ کر سکی، تو اُس کے رنج و الم کی کوئی حد نہ رہی۔ روحانی سبب یہ تھا کہ اس مرتبہ اُس نے اپنے محبوب "دی شارنی" کی زبان سے ایسے الفاظ سنے جن سے اُسے خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی بیوی "اندری" کے حسن و جمال پر اب فریفتہ ہو گیا ہو، چنانچہ اس خیال نے اس کے قلب پر بجلی گرا دی تھی۔

لیکن اس تکلیف کے باوجود اُسے کچھ مسرت بھی تھی، کیونکہ اُسکی سوت کونٹس دی شارنی (اندری) نے اُسے اپنی اور ڈاکٹر جیلیار کی داستان سنا دی تھی، اس نے ابھی بیان کیا تھا کہ یہ ایک ڈاکٹر ایک زمانہ میں جبکہ اُس کی عمر ۱۷ سال کی تھی ایک باغبان تھا، اتفاق سے اندری ایک دن اُس کے باغ میں گذر ہوا، جیسے دیکھتے ہی اس نوجوان مالی نے اُس پر حملہ کیا اور اُسکی عزت شکست کر ڈالی! ملکہ کو یہ واقعہ معلوم کر کے مسرت ہوئی، کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اس قسم کی عورت سے کونٹ شارنی جیسا شریف اور بہادر انسان ہرگز محبت نہیں کر سکتا، لیکن غریب کونٹ کو اس جرم کی مطلق اطلاع نہ تھی، اس لیئے اپنی بیوی سے محبت کرنے میں وہ معذور تھا۔

اگرچہ ملکہ اس جرم سے اس بنا پر مطمئن ہوئی تھی کہ اس کی سوت کی اُس سے عصمت ریزی ہوئی تھی، لیکن ساتھ ہی اُس کے خود دار طبیعت میں ڈاکٹر جیلیار کے برخلاف شدید غیظ و غضب بھی تھا کیونکہ اُس نے صرف اندری ہی کی عزت نہیں لی بلکہ تمام عورتوں کی عزت پر اپنے اس جرم سے دھبہ لگایا اس کے بعد ہی اُسے جیلیار کے باسٹیل سے نکلنے، اور امریکہ سے اپنی دیورنمین بادشاہ کے پاس روانہ کرنیکا خیال آیا، جس سے اُسے پختہ یقین ہو گیا کہ بغاوت کا بانی جیلیار، اور اُس کی آزادانہ تعلیمات ہی ہیں، اسپر اُس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اس خونخوار جیلیار کو دیکھے جس نے ایک عورت کی عزت لی اور رعایا کو بغاوت پر آمادہ کیا ہے۔

غرضکہ اسی ادھیڑ بن میں اُس نے ساری رات گذار دی، یہانتک کہ جب صبح نمودار ہونے لگی اور نسیم سحری چلنے لگی تو اُس کی آنکھ جھپکی اور وہ طلوع آفتاب تک سوتی رہی، سوتے میں ملکہ نے خواب میں بھی نہایت ہیبت ناک صورت میں ڈاکٹر جیلیار کو دیکھا جو بڑے ارادہ سے جھپٹ رہا ہے، اس پر اُسنے زور سے چیخ ماری اور بیدار ہو گئی، ملکہ کی آواز سنکر

ایک خواص بدحواسی سے کمرہ مین داخل ہوئی اور کہنے لگی ! -

حضور - خود بدولت کی آواز نے مجھے خوفزدہ کردیا کیا سرکار عالم کی طبیعت نصیب دشمنان ناساز ہو گئی ؟ ڈاکٹر حاضر کیا جائے ؟

ملکہ - ہان، فوراً ڈاکٹر طلب کرو، بلکہ خاص شاہی ڈاکٹر جیلبار کو بلاؤ -

یہ حکم پاتے ہی خواص تعمیل حکم کے لیئے روانہ ہو گئی -

باب (۲۸)

ڈاکٹر جیلبار بادشاہ کے محل مین تھا کہ ایک سنتری نے آکر ملکہ کا حکم پہونچایا، جسے سنتے ہی وہ دل مین گھبرایا کہ خدا خیر کیجیو، اور اس کے ساتھ ہو لیا، ملکہ اُسکا بہت بیچینی سے انتظار کر رہی تھی، کیونکہ اُسے اس عجیب شخص سے ملاقات کرنے کا خاص شوق پیدا ہو گیا تھا جس کی صورت اُسنے اپنے ذہن مین یہ فرض کی تھی کہ وہ ایک بدکوار شخص ہوگا، جسم نہایت بدڈول اور بھدا ہوگا، بھوتون کی طرح بال الجھے اور بڑے بڑے ہونگے اور بالکل ایک خونخوار درندہ کی شکل مین ہوگا ! لیکن جونہی جیلبار کمرہ مین داخل ہوا ملکہ کو یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ وہ ایک نہایت خوبصورت چھریرہ بدن کا نوجوان ہے، عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے اور اعلی خلق سے متصف معلوم ہوتا ہے، مگر ساتھ ہی اُسے کچھ سخت غصہ بھی آیا، کیونکہ اُس کے خیال مین جیلبار کا اس تزک و احتشام سے رہنا بھی جرم تھا، اس لئے کہ وہ ادنی درجہ کے لوگون مین سے تھا اور بیش قیمت لباس اور مہذب سوسائٹی خصوصاً شاہی محلسرا مین آنیکا کوئی حق نہ تھا، نیز اس کا غیظ و غضب اسوجہ سے اور بھی زیادہ ہو گیا تھا کہ جیلبار پورے عجز و انکسار سے نہین حاضر ہوا تھا، بلکہ معمولی آداب کے ساتھ آزادانہ آگیا تھا -

تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ملکہ نے غضبناک اشارہ سے سب لوگون کو کمرہ سے نکال دیا اور جیلبار کو بغور دیکھنے لگی، جو بیباکی سے اُس کے چہرہ پر اپنی نگاہین جمائے ہوئے تھا

اس گستاخی سے وہ اور بھی سنجیدہ ہو گئی اور ڈانٹ کر کہنے لگی۔

ملکہ۔ تم مجھے اس طرح گھور گھور کر کیون دیکھ رہے ہو؟ کیا اسی لئے مین نے تمھین طلب کیا تھا

ملکہ نے یہ الفاظ اس لہجہ سے کہے تھے کہ بڑے بڑے نواب، امرا اور جنرل تک کانپ جاتے۔ لیکن جیلبار پر انکا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔

جیلبار۔ مجھے حضور نے اس لیئے بلایا ہے کہ علاج کرون جسکے لئے مریض کا بغور معائنہ کرنا لابدی ہے، لہذا مین اپنے فرض کو ادا کر رہا ہون!

ملکہ۔ تم میرا طبی معائنہ کر رہے ہو؟

جیلبار۔ جی ہان!

ملکہ۔ مین تمھین بیمار معلوم ہوتی ہون؟

جیلبار۔ مین آپ مین سخت ہیجان پاتا ہون۔

ملکہ۔ (سر ہلا کر) یہ کیون نہین کہتے کہ مین غضبناک ہون۔

جیلبار۔ چونکہ مین طبیب ہون، اس لئے طبی اصطلاح استعمال کرتا ہون۔

ملکہ۔ میری بیماری کا کیا سبب ہے؟

جیلبار۔ پہلی نظر مین یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ مین پیغمبر تو ہون نہین۔

ملکہ۔ (غصہ سے) شاید دوسری نظر مین سبب دریافت کر لوگے؟

جیلبار۔ (متانت سے) بہت ممکن ہے۔

ملکہ۔ تم نے تعلیم کہان حاصل کی ہے؟

جیلبار۔ ہر جگہ!

ملکہ۔ (بلند آواز سے) یہ کیا بے معنی گفتگو ہے! انسان ہر جگہ کیسے تعلیم حاصل کر سکتا ہے؟

جیلبار۔ (نہایت سنجیدگی سے) حضور مین نے ہر جگہ تعلیم حاصل کی ہے۔

ملکہ۔ (ڈانٹ کر) کیسی مہمل گفتگو کرتے ہو! "ہر جگہ" سے تمھاری کیا مراد ہے؟

جیلبار۔ ہر جگہ سے میری مراد ہے کہ مین نے محلسراؤن مین پڑھا ہے، فقیرون کے جھونپڑون مین پڑھا ہے، شہرون مین علم حاصل کیا ہے، صحراؤن مین مطالعہ کیا ہے، اور انسان وحیوان سے

تعلیم حاصل کی ہے، یعنی یہ کہ میری تمام تعلیمی انسانی زندگی کے تجارب پر مبنی ہے۔

اس جواب سے ملکہ خاموش ہو گئی اور اپنے مغلوب ہونے پر دانت پیسنے لگی، پھر وہ غصے سے اٹھی اور دو قدم چلکر پھر بیٹھ گئی، مگر نادرستہ اس کا ہاتھ ایک بوری گلاس سے لگ گیا اور وہ زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، جیلبار نے با وجود اسے گرتا ہوا دیکھنے کے بھی نہ سنبھالا اور نہ اس کے اٹھانے کو جھکا، اس سے ملکہ کے بدن میں اور بھی آگ لگ گئی، لیکن ضبط کر کے کہنے لگی:۔

ملکہ۔ تمھارا استاد کون ہے؟

جیلبار۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے جواب سے حضور کو صدمہ نہ ہو؟

یہ سنتے ہی ملکہ آپے سے باہر ہو گئی، آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے، اور عالم بیخودی میں کھڑے ہو کر نہایت برہمی سے کہنے لگی:۔

ملکہ۔ مجھے صدمہ پہونچے گا! مجھے صدمہ پہونچے گا! تو اپنے جواب سے مجھے صدمہ پہونچائے گا، تو بادشاہوں کو صدمہ پہونچائے گا، معلوم ہوتا ہے کہ تو نے مطلق تہذیب نہیں سیکھی ہے!

اس نے یہ کہا اور نخوت و تکبر سے پھر بیٹھ گئی۔

جیلبار اس اثنا میں بالکل خاموش اور بیخوف رہا اور جب وہ بیٹھ گئی تو وہ اس کے سامنے تعظیماً جھکا اور جانے لگا، لیکن جب ملکہ اس کے روکنے کو اٹھنے لگی تو وہ ٹھہر گیا اور کہنے لگا:۔

جیلبار۔ معاف فرمائیے گا، میں بھول گیا تھا کہ حضور نے مجھے اپنے علاج کے لئے یاد فرمایا ہے اور یہ کہ میں ایک مریض کے سامنے ہوں، اسی لئے میں رخصت ہونا چاہتا تھا، مگر اب میں حاضر ہوں اور اپنے فرض کو فراموش نہ کرونگا!۔

ملکہ۔ (جواب کو سمجھکر تھوڑی خاموشی کے بعد) تمھارا نام جیلبار ہے؟

جیلبار۔ جی ہاں۔

ملکہ۔ میں تمھیں اپنے بچپن کی ایک بات سناتی ہوں، اور وہ یہ کہ عرصہ ہوا جب میں، ٹریانون، میں تھی، تو میں نے وہاں باغ میں ایک باغبان کے لڑکے کو دیکھا تھا، جو نہایت

بدحال تھا اور میلے کپڑے پہنے پھرا کرتا تھا، اُس کا نام بھی، ،جیلبار، ، تھا!......

جیلبار۔ (قطع کلام کر کے) حضور میں وہی باغبان ہوں!

ملکہ۔ (تکبر سے اور غصہ سے) کیا یہ قابل تجربات ہے؟

(جیلبار خاموش رہتا ہے)

ملکہ۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اُس لڑکے سے بخوبی واقف نہیں ہوں؟

جیلبار۔ حضور کو اُس لڑکے سے کیوں پرخاش ہے؟

ملکہ۔ کیونکہ وہ ایک مجرم ہے، اور تمہیں معلوم ہے کہ مجرم سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جیلبار سمجھ گیا کہ ملکہ کو اندری اور اُس کی پوری داستان کی خبر ہے، لہذا اُس نے ادب کو خیرباد کہدیا اور صاف لہجہ میں کہنے لگا۔

جیلبار۔ حضور فرماتی ہیں کہ مجرم سزا کا مستحق ہوتا ہے، لیکن یہ تو فرمائیے کہ اس گنبد نیلی کے نیچے کون مرد اور کون عورت اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ جرم سے پاک ہے؟

یہ گفتگو اس قدر تلخ تھی کہ ملکہ بے قابو ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلا کر کہنے لگی!۔

ملکہ۔ ڈاکٹر یہ تم نے کیا کہا۔

جیلبار۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے مجھ سے ناحق جنگ شروع کی ہے، حالانکہ میری طاقت آپ سے کہیں زائد ہے، اگرچہ آپ ملکہ ہیں، اور اگر تجربہ کرنا چاہتی ہوں تو اپنی طاقت دکھاؤں؟

ملکہ۔ (تمسخر سے) میں نے سنا ہے کہ تو بھی اُن شریروں میں سے ہے، جو مسمریزم کو جائز رکھتے، اور اُسکے ذریعہ سے روح اور جسم دونوں کی چوری کرتے ہیں۔

جیلبار۔ نہیں سرکار! مسمریزم ایک نہایت شریف فن ہے، اور آپ چاہیں تو اُس کے چند تجربے خود آپ ہی پر کر کے دکھاؤں۔

اُس نے یہ کہا اور ایک قدم آگے بڑھ کے، ملکہ کی طرف ہاتھ کو جنبش دی، جس سے ملکہ کے جسم میں رعشہ پڑ گیا اور اُس کی قوت جواب دینے لگی، جبیر جیلبار نے ہنسکر کہا!

جیلبار۔ حضور، یہی مسمریزم ہے! جس سے آپ کو میری طاقت کا اندازہ ہوگا، جب میں

حاضر ہوا ہوں، میری توہین کی جارہی ہے حالانکہ میں نے تعظیم میں کوئی کمی نہیں کی۔ بس اگر آپ یہ جنگ جاری رکھنا چاہتی ہیں، تو میں بآسانی ثابت کردونگا کہ آپ زیادہ قوی ہیں، یا میں؟ آپ بالکل میرے بس میں ہیں میرا ادنی اشارہ آپ کو مسخر کرنے اور آپ کے تمام راز معلوم کر لینے کے لئے بالکل کافی ہے۔

ملکہ۔ (جوش سے) آئیں، تم اپنی ملکہ سے ایسی جرأت کر رہے ہیں!!

جیلبار۔ حضور، میں یہ جرأت تنہائی میں نہیں ملکہ ایک شاہد عینی کے سامنے کرونگا، تاکہ اُسے فتح و شکست کا حال معلوم رہے، لہذا فرمائیے کہ خود ہز مجسٹی کو ہم کیوں نہ اپنا گواہ بنالیں؟

یہ سنتے ہی ملکہ کے حواس جاتے رہے اور اُسنے دم بخود ہو کر کہا:۔

ملکہ۔ بادشاہ۔ بادشاہ

جیلبار۔ ہاں، ہاں، بادشاہ! میں انھیں ابھی بلاؤنگا، ادنی اشارے سے آپکو سلادونگا اور ہز مجسٹی کے سامنے آپ کے تمام سربستہ راز طشت از بام کرادونگا! وہ خود آپ ہی کے زبان سے وہ باتیں سن لیں گے جنھیں آپ دل کی آخری تہ میں چھپائے ہوئے ہیں! صرف یہی نہیں ملکہ میں آپ سے وہ تمام باتیں اس سادہ کاغذ پر لکھا بھی دونگا جو میز پر رکھا ہوا ہے، اور پھر اُسے بادشاہ کے حضور میں پیش کرونگا۔ فرمائیے، آپ کو یہ تجربہ کرنا منظور ہے۔

اُس نے یہ کہا اور ملکہ کی طرف ایک قدم اور بڑھایا، جس سے اُس کا جسم کانپنے لگا اور وہ تھرتھراتی آواز سے چلائی!

ملکہ۔ ڈاکٹر! ڈاکٹر!!

جیلبار۔ حضور معاف فرمائیں، اور ڈریں نہیں، میں اپنی موت کو سرکار کے غصہ پر ترجیح دیتا ہوں اسی لیے میں کوئی ایسی حرکت نہ کرونگا جس سے ملکہ عالم کو غصہ پیدا ہو، میں اس وقت صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ حضور والا میرے خلوص اور تعظیم کی قائل ہو جائیں اور میری توہین سے باز رہیں۔

یہ کہکر وہ چند قدم پیچھے ہٹ گیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملکہ کی حالت درست ہو گئی اور وہ ایک دم سے کھڑے ہو کر کہنے لگی!۔

ملکہ۔ عزت واحترام کے ثابت کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اپنی ملکہ کی اسقدر توہین کی جاوے؟ کیا تم بادشاہون کے سامنے اُنکی تذلیل کے لئے حاضر ہوتے ہو؟

جیاپار۔ معافی کا خواستگار ہون، مین پیشتر ہی عرض کر چکا ہون کہ حضور کو ناراض کرنا منظور نہین ہے اور اپنی موت تک منظور ہے، لیکن کیا کرون کہ زیادتی آپ ہی کی طرف سے شروع ہوئی تھی، اگر میرے آقا کو دربار مین میرا رہنا ناپسند ہے تو ادنی اشارہ پر مین نکل جانے کے لیے حاضر ہون، مگر اتنا ظاہر کردینا ضروری خیال کرتا ہون کہ اگر مجھے اس خیال سے نکالا جاوے گا کہ میرا اثر حضور پر سے اُٹھ جاوے، تو یہ ناممکن ہے، کیونکہ مین کہین بھی ہون آپ پر جب چاہون اپنا عمل کر سکتا ہون، لہذا یا تو مجھے ٹھہرنے کا حکم دیجیے اور یا کوچ کرنے کا!

وہ یہ کہہ ہی رہا کہ بادشاہ کی آواز سنائی دی جو ملکہ کے کمرہ کی طرف آرہا تھا اس پر جیاپار نے ملکہ سے کہا، جلد فرمایئے کہ مین ٹھہرون یا جاؤن، کیونکہ بادشاہ سلامت تشریف لا رہے ہین، ملکہ نے بدحواس ہوکر جواب دیا، ،جاؤ نہین ملکہ ٹھہرو،، اس کے بعد فوراً ہی بادشاہ کمرہ مین آگیا۔

باب (۲۹)
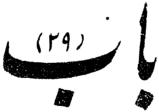
بادشاہ اپنی عادت کے مطابق سست رفتار سے گرتا پڑتا داخل ہوا، اگرچہ وہ اسوقت نہایت فکرمند تھا، لیکن چہرہ سے بجز سکون واطمینان کے اور کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا، برخلاف ملکہ کے جس کا ہیجان واضطراب صاف عیان تھا، بادشاہ نے آتے ہی کہا!

بادشاہ۔ ڈاکٹر کہان ہے؟ اُس کی جدائی مجھے نہایت شاق ہے!

پھر اُس نے ملکہ سے کہا!

بادشاہ۔ خیریت تو ہے، تم نے ڈاکٹر کو طلب کرکے مجھے کیون تکلیف دی؟

ملکہ۔ ضرورتاً اسے بلایا تھا۔

بادشاہ - تمہارا چہرہ زرد ہے، اور طبیعت مکدر معلوم ہوتی ہے، کیسا مزاج ہے؟

ملکہ - حضور، خیریت سے ہوں -

بادشاہ - تو اب جیلبار کی ضرورت نہیں باقی رہی، لہذا ڈاکٹر جیلبار، سے کر ساتھ جیلبو مجھے تم سے بعض اہم معاملات میں گفتگو کرنا ہے -

ملکہ - میں ہر بحثی سے درخواست کرتی ہوں ڈاکٹر کو چند لمحے اور رہنے دیا جائے *

بادشاہ - مجھے اس سے ضروری مشورہ کرنا ہے -

ملکہ - کیا میرے سامنے مشورہ نہیں ہو سکتا؟

بادشاہ - (ہنسکر) نہیں -

ملکہ - کیوں -

بادشاہ - اس لئے کہ ہمارے تمہارے خیالات میں اختلاف ہے -

ملکہ - میں خاموش گفتگو سنونگی، اور ہرگز مداخلت نکرونگی -

بادشاہ - جیلبار، تمہاری کیا رائے ہے؟

جیلبار - میں ملکہ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں -

چنانچہ بادشاہ ایک کرسی پر بیٹھ کے جیلبار سے کہنے لگا!

بادشاہ - ڈاکٹر، تم آج صبح مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟

جیلبار - میں حضور کو ایک نصیحت کرنے آیا تھا، اور وہ یہ کہ میں نے اہل پیرس کے خیالات آج معلوم کر لیے ہیں جس کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضور پیرس تشریف لیجلیں -

یہ سنتے ہی ملکہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ بھوکی شیرنی کی طرح بھبر کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور نہایت برہمی سے کہنے لگی! -

ملکہ - کیا کہا! بادشاہ کو پیرس جانا چاہئیے -

جیلبار - (نہایت متانت سے) جی ہاں سرکار!

بادشاہ - (جیلبار سے) میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ انسے ضبط نہوگا -

ملکہ - (سخت غصہ سے جیلبار کو مخاطب کرکے) تم نے بادشاہ کو یہ مشورہ دینے کی کیسی جرأت کی

کیا تم ہز مجسٹی کے خون کے پیاسے ہو، کیا تمھین معلوم نہین ہے کہ اُس منحوس شہر (پیرس) مین سات لاکھ درندے بادشاہ اور اُس کے طرفدارون کے دشمن ہو رہے ہین ؟؟؟!

بادشاہ۔ (ترشروئی سے) ملکہ، تمھارا غصہ بےموقع ہے، ڈاکٹر کی پوری گفتگو تو سننے دو۔

جیلیار۔ (ملکہ سے) حضور، اگر مجھے اس کا ذرا بھی احتمال ہوتا کہ بادشاہ کو پیرس جانے سے ذرا بھی نقصان پہونچے گا تو ہرگز اس مشورہ کی جرأت نکرتا، لیکن مجھے بےشمار دلائل سے یقین کامل ہو گیا کہ ہز مجسٹی کی پیرس مین فی الحال موجودگی نہایت مفید ہوگی، میری تو یہی رائے ہے، جسے اگر قبول نہ کیا جائیگا، تو عنقریب اہل پیرس بادشاہ کو چلنے پر مجبور کر دین گے، کیونکہ مجھے بتحقیق معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کر رہے ہین۔

ملکہ۔ حضور آپ سمجھے کہ ڈاکٹر کیا کہہ رہا ہے ؟ وہ کہتا ہے کہ اگر آپ یون پیرس نہ جائین تو آپ کو اہل شہر جبراً لے جاوین گے!

جیلیار۔ مین یہ نہین کہتا ہون، ملکہ میری مراد یہ ہے کہ اہل پیرس یہان خود حاضر ہونگے اور بادشاہ کو اپنے جلوس مین لیجائین گے!

ملکہ۔ (خوشی سے چلاکر) خوب، خوب، وہ یہان آئین گے! اُنکی تعداد کیا ہوگی؟ دس ہزار یا بیس ہزار؟ وہ بشوق آئین، لیکن تم نے یہ بےشمار جرار فوج بھی ہے دیکھی جو فرسائل کے چارون طرف پڑی ہوئی ہے؟ مین اُسے حکم دیدونگی، اور وہ اُنھین بتا دیگی کہ اپنے بادشاہ سے گستاخی کی کیا سزا ہوتی ہے!

بادشاہ۔ میری! کیا تمھین یقین ہے کہ مین تمھین اپنی بیس ہزار رعایا قتل کرنے دونگا!

ملکہ۔ (جوش سے) جب تک مین زندہ ہون، آپ پیرس نہین جاسکتے، کیونکہ مجھے وہان کے وحشیون سے سخت اندیشہ ہے۔

بادشاہ۔ کوئی اندیشہ نکرو، وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔

ملکہ۔ (تمسخر سے ہنسکر) سبحان اللہ، وہ آپ سے محبت کرتے ہین، اگر وہ آپ سے محبت کرتے تو آپ کے قائم مقام ظلاسیل اور دی لونائی کو قتل کرتے! مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونون کے بجا خود آپ ہوتے، تو وہی حرکت آپ کے ساتھ بھی کرتے، ملکہ اس سے بھی زیادہ جرأت سے، کیونکہ

آپ سے انھیں کوئی گزند نہ پہونچاتے، ملکہ ان کی گولیوں کے سامنے اپنا سینہ کھول دیتے، پس میں ہرگز آپکو پیرس نہ جانے دونگی!

جیلبار۔ نہیں، ہز مجسٹی کو روکئے نہیں، کیونکہ اسوقت مصلحت اسی میں ہے۔

ملکہ۔ (سخت غصہ سے) بادشاہ کے پیرس میں جانے کے کیا معنی ہوں گے؟ یہی نہ کہ وہ بغاوت سے راضی ہے، مجرموں اور بدمعاشوں کو پسند کرتا ہے، اور تمام قتل و غارت نظر استحسان دیکھتا ہے کیا تم یہی چاہتے ہو؟

جیلبار۔ (جوش سے) ہرگز نہیں، بادشاہ کے سفر کے یہ معنی نہیں ہو سکتے، بلکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم نے قصور کیا تھا، میں معاف کرنے آیا ہوں، تم میرے بچے ہو میں تمھارا باپ ہوں، تمھاری فوج میری فوج ہے اور میری سپاہ تمھاری سپاہ ہے، تمھارا شہر میرا پایۂ تخت ہے تم جو اصلاح طلب کر رہے ہو، میں بھی اس کا حامی ہوں لہذا میرے پیچھے چلو تاکہ ہم سب ملکر اس کے لئے مکافی کوششیں کریں! حضور، بادشاہ کے سفر کے یہی اور صرف یہی معنی ہوں گے!

بادشاہ۔ (اداسی سے) ڈاکٹر، میں تمھارے مشورہ کو قبول کرتا ہوں، اور آج ہی پیرس روانہ ہو جاؤنگا۔

اس پر ملکہ نے پھیر مخالفت کرنا چاہی، لیکن بادشاہ نے سختی سے اُسے روک دیا اور کہا:

بادشاہ۔ ملکہ میرے ارادہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی اور میں ڈاکٹر کی رائے کے مطابق ضرور سفر کرونگا، لہذا تیاری کرو۔

ملکہ۔ (عاجزی سے) تو حضور کب جائینگے؟

بادشاہ۔ آج ہی۔

ملکہ۔ میں التجا کرتی ہو کہ اُسے ملتوی کر دیجئے۔

بادشاہ۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا ہے۔

ملکہ۔ اچھا میں منت کہتی ہوں کہ آج کے بجائے کل سفر کیجئے۔

بادشاہ۔ یہ کیوں؟ کیا اس میں کوئی مصلحت ہے، یا تمھیں باہر سے فوجی امداد ملنے والی

والی ہے؟!

ملکہ - نہین، مین یہی چاہتی ہون کہ کل سفر کیجیے۔

بادشاہ - کل تو کوئی ضد نہ کروگی۔

ملکہ - کوئی نہین۔

بادشاہ - خیر تمھاری خاطر سے اسے منظور کیے لیتا ہون۔

اسکے بعد وہ اوٹھا اور جیلبار کو لیکر ہمراہ جانے لگا، جبکہ ملکہ نے کہا:

ملکہ - تمھین یاد رہے کہ فرانس مین تمھین ایک شخص ہو، جس نے ہر مجسٹی کے سامنے ایسی تجویزین پیش کین، اور مجھ سے اس لہجہ مین گفتگو کی ہے۔

جیلبار - یہ اس لئے کہ فرانس مین صرف مین ہی ہون جو بے خوف وخطر حق بات کو ظاہر کرتا ہون حضور کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس پرآشوب زمانہ مین سلطنت کے لئے سب سے زیادہ مفید وہی شخص ہوسکتا ہے جو اسے حقائق سے آگاہ کرے؛ اور خوشامد وچاپلوسی سے پرہیز کرے!

یہ کہکر وہ آداب بجالایا اور بادشاہ کے ساتھ روانہ ہوگیا۔

باب (۳۰)

دوسرے دن صبح کو ملکہ نے بادشاہ کو اپنے یہان طلب کیا، جس سے اُسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا ملکہ پھر ضد کرے، لیکن پیرس کا عزم صمم کرکے وہ سفری لباس پہنے ہوئے ملکہ کے پاس گیا، جس کے یہان کمرہ مین بجز، مدام کمپان، اسکے اور نہ کوئی تھا چنانچہ بادشاہ نے معمولی مزاج پرسی کے بعد ملکہ سے کہا:-

بادشاہ - تم نے مجھے کیون بلایا ہے۔

ملکہ - میری خواہش یہ تھی کہ حضور شب کو یہی کپڑے پہنے آتے!

بادشاہ - (تعجب سے) یہ کیونکر؟ شاید تم نے کل کا وعدہ فراموش کردیا ہے؟

ملکہ ۔ ہرگز نہیں، البتہ ان کپڑوں کے بجائے سونے کا لباس میں اگر آپ آتے تو بہت مناسب تھا۔

بادشاہ ۔ تمھیں ان کپڑوں سے کیوں نفرت ہے، یہ کشمشی رنگ جس کا میں اس وقت لباس پہنے ہوئے ہوں، وہ اہل پیرس کے نزدیک بہت مرغوب ہے۔

ملکہ ۔ معاذ اللہ، میں آپ کے لباس سے نفرت نہیں کرتی، بلکہ اُسے بہت پسند کرتی ہوں لیکن اے میرے آقا آپ پیرس جا رہے ہیں، جہاں ہمہ وقت آپ کو باغیوں کی گولیوں اور خنجر زنوں کا اندیشہ ہوگا، لہذا یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ ایسی چیز پہن کر جائیں جو اس جسم مبارک کی حفاظت کر سکے۔

بادشاہ ۔ سچ کہتی ہو، یہ تمغہ میرے سینہ پر ہے، بڑی آسانی سے بندوق کا نشانہ بن سکتا ہے۔

اس جواب سے ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ اُسے یقین ہو گیا کہ بادشاہ نے اُس کی تجویز کو پسند کر لیا ہے، چنانچہ اُس نے "مدام کمپان" کو اشارہ کیا، جس نے ایک الماری کھولی اور اُس میں سے ایک بھاری چیز نکال لائی جو ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ ملکہ نے عجلت تمام کپڑے کو علٰحدہ کیا اور ایک صدری نکالی جو عجب طرح چمک رہی تھی۔

ملکہ ۔ اس خوبصورت صدری کو ملاحظہ فرمائیے۔

بادشاہ ۔ (تعجب سے) یہ کیا ہے؟ (پھر اُسے بغور دیکھ کے) یہ فولادی تاروں سے بنائی گئی ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔

ملکہ ۔ بیشک، یہ گردن سے رانوں تک آ جاتی اور انسان کی ہر خطرہ سے حفاظت کرتی ہے۔

اس کے بعد بادشاہ نے کپڑے اتار کر اُسے زیب تن کیا اور بٹن لگا کے سینہ پر ہاتھ پھیرنے لگا، اُسی دوران میں اُسے صدری میں ایک گڑھا نظر آیا، جسے بغور دیکھ کے وہ کہنے لگا!

بادشاہ ۔ ملکہ، یہ کیا ہے؟

ملکہ ۔ (ہنس کر) اس کا قصہ عجیب ہے، اسے خریدنے کے بعد تقریباً میں نے اس پر پستول سے ایک فیر کیا تھا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی کہ گولی چپٹی ہو کر زمین پر گر پڑی، اور صدری میں بجز اس غار کے اور کوئی اثر نہ ہوا۔

بادشاہ۔ مین تمھاری ہمدردی کا ازحد شکرگذار ہون، بیشک تم نہایت خوش اخلاق ہو۔

پھر اُس نے بٹن کھولنا شروع کئے، جسپر ملکہ نے متعجب ہو کر کہا۔

ملکہ۔ کیون حضور! اسے اتارے کیون ڈالتے ہین؟

بادشاہ۔ بس کافی ہے، تجربہ کر چکا۔

ملکہ۔ لیکن مین نے اسے صرف آپ کے تجربہ کے لیے نہین خریدا تھا، بلکہ میری غرض یہ تھی کہ آپ اسے زیب تن کرکے پیرس مین داخل ہون، تاکہ کسی مجرم سے کوئی نقصان نہ پہونچے۔

بادشاہ۔ میری، اسکی بالکل ضد نہ کرو۔

ملکہ۔ (زور سے) لیکن وہ آپکو قتل کر ڈالینگے۔

بادشاہ۔ مین چونکہ قوم کا باپ ہون، اس لئے مجھے اُس سے سوء ظنی کرنا مناسب نہین ہے علاوہ ازین میرے سپہ سالار میدان جنگ مین ریشمی کرتے پہنے ہوے لڑتے ہین، لهذا اُنکے سردار کو بھی یہی چاہیے کہ باغیون کی گولیون اور نیزون کی انیون کو اپنے حریری لباس مین برداشت کرے!!!

یہ سنتے ہی ملکہ آبدیدہ ہو کر چلا اُٹھی، "کاش فوج اپنے آقا کی گفتگو سنتی ہوتی، تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ وہ کس قدر بہادر ہے!" اس کے بعد بادشاہ نے صدری اتار ڈالی اور ملکہ سے رخصت ہو کر چلا گیا۔

سفر

باہر نکل کے بادشاہ نے اُن افسرون کو طلب کیا جنھین اپنے ہمراہ پیرس لیجانا چاہتا تھا، اور جب وہ آ گئے تو اُس نے گرجا مین اُن کے ساتھ نماز ادا کی اور سب کھانے کی میز پر بیٹھ گئے ملکہ بھی آ بیٹھی، مگر اُس نے خود دعوت مین شرکت نہ کی، کیونکہ وہ اسقدر بیچین تھی کہ مطلق کھا نہ سکی

انتہا باقی نہ رہی تھی، اُس کی آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئی تھیں اور پپوٹے ورم کئے ہوئے تھے، اُس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی بادشاہ کے سفر کی خبر دیدی تھی، اس لئے وہ بھی اس کے پہلو میں بیٹھے رو رہے تھے اس منظر نے تمام حاضرین کو متاثر کر دیا تھا، مگر خود بادشاہ کے چہرے پر بشاشت تھی، اور وہ سب سے خندہ پیشانی سے گفتگو کر رہا تھا لیکن دستر خوان ابھی بڑھنے بھی نہ پایا تھا کہ چند افسر بدحواسی کے ساتھ چلاتے ہوئے آئے

افسر۔ اہل پیرس ہزاروں کی تعداد میں یلغار کرتے ہوئے آرہے ہیں، اور بادشاہ کے محل کے قریب پہونچ گئے ہیں!

یہ سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے، خصوصًا ملکہ تو بالکل ہی مبہوت ہو گئی لیکن جلیبار نے ملکہ کو حسرت آمیز نظروں سے دیکھا، اور اُسکی زبان حال یہ کہتی ہوئی معلوم ہوتی تھی، "میں نے پیشین گوئی کر دی تھی نہ!"

بادشاہ۔ (افسروں سے) اُنکی ظاہری حالت سے کیا مترشح ہوتا ہے؟

افسر۔ وہ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔

ملکہ۔ (چلاکر) لوگو، محل کے پھاٹک بند کر لو!

بادشاہ۔ (بلند آواز سے) نہیں، نہیں، خبردار کوئی پھاٹک نہ بند کیا جائے! مسیو لوفو اٹھو، ہمارے تھکے ماندے مہمانوں کی تواضع کا سامان کرو۔

یہ حکم ملتے ہی مسیو لوفو جو شاہی باورچی خانہ کا داروغہ تھا، تعمیل کے لئے روانہ ہو گیا، اسی اثنا میں ڈاکٹر جلیبار نے محل کی ایک کھڑکی کھول کر سڑک پر نظر ڈالی اور کہنے لگا!

جلیبار۔ خوب! آئے، وہ لوگ نیچے بھی ہیں!

ملکہ۔ (بدحواسی سے) آگئیں، بچے بھی!

جلیبار۔ جی، حضور؟

بادشاہ۔ کیا بچے بھی اُنکے ہمراہ ہیں؟

جلیبار۔ حضور، بعض تو دس دس برس کے معلوم ہوتے ہیں، اور سب کے جسموں پر قومی گارڈ کی وردی ہے، کیونکہ تمام قوم اس گارڈ میں جو ابھی حال میں ترتیب دیا گیا ہے

خدا ہے!

بادشاہ - واللہ، مین ان بچون کو دھوپ نہین کھانے دونگا، لوگو محل کے تمام دروازے کھولدو، سب لوگ اس کے کمرون مین آرام کرین۔

چنانچہ اہل پیرس جنکی تعداد دس ہزار تھی، محل کے بڑے ہال مین آتا تے گئے اور جا ر پانی، اور شیرینی سے اُن کی مدارات کیگئی جسپر انھون نے [illegible] بادشاہ زندہ باد، کے نعرے بلند کئے، اور ظاہر کیا کہ وہ بادشاہ کے استقبال کو [illegible] پہونچی تھی کہ وہ آج پیرس روانہ ہوگا۔

روانگی سے پہلے مصاحبون نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ [illegible] کس طرح روانہ ہوگی، لیکن بادشاہ کے جواب دینے سے پہلے ملکہ بول اوٹھی! —

ملکہ - ہز مجسٹی کی گاڑی گھوڑے اپنی پوری تیزی سے لیجائینگے۔

بادشاہ - نہین، ایسا نہین ہوسکتا، میری گاڑی اسی رفتار سے چلیگی، جو مجمع کی ہوگی، خصوصاً ان بچون کی جو اس کے ساتھ ہین، مین انھین دوڑا کر ہلکان کرنا نہین چاہتا۔

اس کے بعد بادشاہ اٹھا اور اپنی گاڑی کے پاس پہونچکر ملکہ سے معانقہ ہوا، اس کے دونون بیٹے گلے سے چمٹ گئے اور رونے لگے، لیکن بادشاہ نے اپنا منھ پھیر لیا اور گاڑی مین بیٹھ گیا، اس دوران مین ملکہ ہر ہر افسر سے فرداً فرداً منتین کرتی جاتی تھی کہ بادشاہ کی حفاظت مین کوئی فروگذاشت نہ کرین، جس کے جواب مین وہ اپنے سینون اور تلوار کے قبضون پر ہاتھ رکھ کے وعدے کرتے جاتے تھے سب سے آخر مین اس نے جیلیبار کو مخاطب کرکے اس لہجہ مین کہا کہ سننے والا پانی پانی ہوجائے۔

ملکہ - ڈاکٹر تمھین نے بادشاہ کو پیرس جانے کا مشورہ دیا ہے، [illegible] تمھین سے انھین واپس لونگی دیکھو ایسا نہ ہو کہ میری امانت مین خیانت ہوجائے!

جیلیبار - (تعظیم سے بہت جھک کر) مین اپنی جان کو ضمانت مین پیش کرتا ہون!

پھر وہ بھی اپنی گاڑی مین سوار ہوگیا جو شاہی گاڑی کے پیچھے تھی، اور اسکے فوراً ہی حکم کے صادر ہوتے ہی سواری چلی اور شاہی گارڈ بادشاہ کی گاڑی کو گھیر کر چلنے لگے، اس موقع پر

عجیب جوش تھا، دس ہزار کا مجمع بجھڑ ٹکار کی طرح موجین مارتا ہوا جلوس کی شکل مین جارہا تھا اور
ہر شخص بادشاہ کو دعائین دے رہا تھا۔ اس کے علاوہ لوگ اور طرح طرح کی گفتگو مین بھی کرتے جاتے
تھے،

چنانچہ جیلبار نے اپنی گاڑی مین سے کچھ لوگون کو کہتے سنا۔

لوگ یہ گاڑی مین کون شخص بیٹھا ہے؟

کچھ اور لوگ۔ یہ دارو غہ شطیچ سیو بوفو ہے۔

کچھ اور لوگ۔ یہ سیو بوفو نہین ہے کیونکہ وہ بہت بڑا موٹا تازہ آدمی ہے، اور یہ نہایت
دبلا پتلا شخص ہے۔

کچھ اور لوگ۔ لیکن یہ گاڑی تو سیو بوفو کی ہے۔

ایک بلند آواز۔ کون کہتا ہے کہ یہ سیو بوفو ہے؟ تعجب معلوم نہین کہ یہ کون شخص ہے؟ یہ تو
ایک نہایت مشہور و معروف آدمی ہے، ڈاکٹر، میرا سلام قبول کرو۔

جیلبار۔ دستخط سال کے، بیلو، تم کہان؟

بیلو۔ بادشاہ کے استقبال کو جا رہا ہوا ہون۔

جیلبار۔ پیتو کہان ہے؟

بیلو۔ وہ میرے ساتھ ہے۔

اس کے بعد پیتو بھی آگیا اور جیلبار نے دونون سے اپنی اور بادشاہ کی تمام داستان بیان کی
اور اس کے بعد بادشاہ کی اخلاق اور رعایا سے اس کی محبت کے قصے سنائے جس سے اُس کی غرض یہ تھی
کہ مجمع سب باتون کو سن لے، چنانچہ اُس کی گفتگو کا اثر سحر کی طرح ہوا اور سب نے بیک آواز
اپنی پوری طاقت سے،، بادشاہ زندہ باد!،، کے نعرے لگائے، جس سے بادشاہ کو بڑی مسرت
اور اطمینان حاصل ہوا اور اُس نے دلی راحت محسوس کی۔ چنانچہ اُس نے فوراً جیلبار کو طلب کیا،
جس کے ساتھ بیلو اور پیتو بھی بادشاہ کی زیارت کو گئے۔

راستہ میں

بادشاہ کی گاڑی کے گرد ہجوم بہت تھا جس کی وجہ سے سخت کشمکش کے بعد یہ تینوں اس تک پہونچے، جیلبار کو دیکھتے ہی بادشاہ نے کہا؟

بادشاہ۔ ڈاکٹر کیا عمدہ موسم ہے اور کیسی اچھی میری قوم ہے!

جیلبار۔ مجھے امید ہے کہ حضور اس سفر سے مسرور ہوں گے،

بادشاہ۔ بیشک میں نہایت مسرور ہوں۔

پھر اس نے سیو بوفو کو مخاطب کر کے کہا، جو ایک گھوڑے پر سوار گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا؟

بادشاہ۔ اگر ہم تیز چل رہے ہوں تو قوم کے آرام کے خیال سے رفتار کو سست کر دو۔

مسیو بوفو۔ حضور ہم فی گھنٹہ اسی خیال سے ایک میل چلتے ہیں

مجمع نے جب بادشاہ کی یہ گفتگو سنی تو اس کا جوش اور بھی بڑھ گیا اور بیلو نے تو اپنے دیہاتی سادہ لہجہ میں جیلبار سے کہدیا؟

بیلو۔ واقعی ہمارا بادشاہ خوش خلق ہے!

اس تعریف نے تمام سامعین کو ہنسا دیا حتی کہ بادشاہ نے بھی سنجیدگی سے ہنسکر کہا!

بادشاہ۔ مجھے یہ تعریف پسند ہے!

بیلو۔ (بادشاہ کو خطاب کر کے) بیشک حضور اسے پسند فرمائیں گے، کیونکہ میں غیر مستحقوں کیلئے یہ جملہ استعمال نہیں کرتا!

بادشاہ۔ تمہارے اس قول نے مجھے اور بھی زیادہ محظوظ کر دیا ہے۔

اس پر بیلو اور پیتھو نے ،،شاہ ہم زندہ باد،، کا نعرہ بلند کیا اور جس کا جواب ہر زبان سے

بھی یہی نکلا۔

غرضکہ یہ شاہی جلوس بڑی شان و شوکت سے پیرس جا رہا تھا، یہان تک دو بجے "نیشنل گارڈ" کی صفین نظر آئین جو استقبال کو نکل کر کھڑی تھین، یہ فوج حال ہی مین بنائی گئی تھی اور جنرل "لافیٹ"[1] اُس کا سپہ سالار تھا، جس سے قوم کو از حد محبت تھی اور وہ بڑے جوش و خروش سے اُس کی سلامتی کے نعرے لگاتی تھی، چنانچہ اس موقع پر بھی قومی فوج کے آگے دیکھ کر اُسے سب نے "لافیٹ زندہ باد" کے نعرے بلند کئے اور "شاہ ہم پائندہ باد" بھی کہا، جس سے بیچارے لوئیس شانزدہم کو تسکین ہوئی اور اُس نے اسے بہت غنیمت سمجھا کہ لافیٹ کے ساتھ ساتھ اُس کا نام بھی لیا گیا ہے۔

جنرل لافیٹ نے بادشاہ کا استقبال اپنی تلوار جھکا کر نہایت عزت سے کیا اور بادشاہ نے بھی اُس کے ساتھ بہت خوش اخلاقی برتی، اُسی دوران مین جبکہ یہ دونون باہم باتین کر رہے تھے، بیلو نے بادشاہ کی ٹوپی مین شاہی نشانی یعنی سفید فیتہ لگا دیکھا، جس پر اُس نے جیلبار سے کہا:۔

بیلو۔ یہ سفید فیتہ کیسا ہے۔

---

(۱) لافیٹ۔ مرکیز دی لافیٹ فرنچ مارشل جس کی شہرت دنیا بھر مین عام ہے، ۱۷۵۷ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۷۷ء مین امریکہ گیا، جہان انگریزون سے امریکن اپنی آزادی کے لئے جنگ کر رہے تھے، جب جنرل لافیٹ نے اپنے کو امریکہ کی مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کیا، تو واشنگٹن نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا اور اپنی ایک فوج کا سپہ سالار بنا دیا، "جنرل کورنوالس" برٹش سپہ سالار جنرل لافیٹ کو "لونڈا" کہا کرتا تھا، لیکن اسی "لونڈے" نے اُسے ایسی فاش شکستین دین کہ وہ ۱۹ اکتوبر ۱۷۸۱ء مین ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گیا، جس کے بعد جنگ ختم ہو گئی اور ۲۰ جنوری ۱۷۸۳ء مین معاہدہ فرسائل کی رو سے امریکہ کی آزادی مکمل ہو گئی، اس لئے اہل امریکہ و فرانس نے لافیٹ کی بڑی عزت افزائی کی اور جابجا اُس کے بت نصب کئے، لافیٹ باوجود طبقہ امرا مین ہونے کے نہایت آزاد تھا، جس کی بنا پر شاہ پسند اُس سے نفرت کرتے تھے اور قوم محبت کرتی تھی۔

[illegible] یہ سلطنت کی سرکاری علامت ہے، بادشاہ [illegible] نے [illegible] معلوم ہوا ہے
کہ [illegible] سلامت مقرر کی ہے، اسی لئے [illegible] قدیم خاندانی سفید نشان استعمال کرتا
[illegible] ہیں، لیکن تہوارے [illegible] رنگی جھنڈے نے اب [illegible] آیا ہے؟
سپاہی [illegible] ہیں، باسٹیل کے فاتحوں کے ہاتھ میں کس رنگ کا جھنڈا تھا جو اس جواب سے
ڈاکٹر معقول ہوا۔

اس کے بعد سلیوس پھر روانہ ہوا، یہاں تک کہ پیرس کے قریب وہ پھر رک گیا کیونکہ اس کا
گورنر "سیلوبالی" [illegible] کے دو ممبروں کے ساتھ آیا [illegible] طباق میں شہر کی [illegible] کنجیاں
بادشاہ کے حضور میں پیش کرنے کو آیا تھا جو "ہنری چہارم" کے زمانہ سے تھیں۔

چنانچہ جلوس ٹھہر گیا اور "بالی" نے کنجیاں پیش کرتے ہوئے ایک زبردست تقریر کی،
جس کے اس جملہ سے بادشاہ کو بہت تکلیف ہوئی کہ "حضور، میں خوبصورت پیرس کی وہی
کنجیاں پیش کرتا ہوں جو ہنری چہارم کے سامنے پیش کی گئی تھیں، جب کہ وہ پیرس میں داخل ہوا
ہوا تھا، لیکن اس کا داخلہ قوم کے مغلوب کرنے کے بعد تھا، اور اب قوم غالب ہو کر حضور کو اپنے
پایہ تخت میں داخل کر رہی ہے!"

بادشاہ کا چہرہ اگرچہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا تھا لیکن اس نے مطلق ناراضگی کا اظہار
نہ کیا، بلکہ سر کے اشارہ سے اس کی تائید کی اور اپنی جوابی تقریر میں اس استقبال کا شکریہ
ادا کیا جو اہل پیرس کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کے بعد موکب شاہی پھر روانہ ہوا، یہاں تک کہ
جب وہ "لوئیس شانزدہم" کے میدان میں پہونچا تو ایک دھماکا ہوا اور جیلیبار کو اپنے سینہ پر
دھکہ محسوس ہوا، دھوئیں کے چھٹنے کے بعد اس نے دیکھا کہ اس کے کوٹ کا ایک بٹن اڑ گیا ہے
اور پاس ہی ایک عورت زخمی پڑی ہے، واقعہ یہ ہے کہ کسی شخص نے مکان کے دریچہ سے
بادشاہ پر فیر کیا تھا، لیکن نشانہ خطا گیا اور گولی جیلیبار کے بٹن کو اڑاتی ہوئی اس عورت کے
لگ گئی، بادشاہ نے بھی بندوق کی آواز سنکر گاڑی سے منہ نکالا اور جیلیبار سے کہا!

بادشاہ۔ "ڈاکٹر، شاید میرے استقبال میں بندوقیں چھوڑی جا رہی ہیں!"

جیلیبار۔ "آزادی سے بجا فرماتے ہیں!"

اس کے بعد یہ جلوس مینو نسپلٹی کے صحن میں پہونچا جس کے پھاٹک پر نہایت جلی حرفوں میں لکھا ہوا تھا!

"لوئس شانزدہم فرانسیسیون کا باپ اور آزاد قوم کا بادشاہ زندہ رہے!" لوگوں نے جب یہ عبارت پڑھی تو فرط جوش سے اچھلنے لگے اور تالیوں کے شور سے زمین آسمان ایک کر دیا! اس کے جواب میں اُس نے مذکورہ بالا عبارت پڑھ کر سنا دی؛ جس سے بیلو کو بھی جوش آگیا اور وہ تیزی سے بادشاہ کے قریب پہونچا جو مینو نسپلٹی کے زینہ پر چڑھ رہا تھا۔ بیلو نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

بیلو۔ حضور! کیا آپ نے ہنری چہارم کے بت کو قومی جھنڈوں سے سجا ہوا نہیں دیکھا تھا۔؟

بادشاہ۔ ہاں میں نے دیکھا تھا۔

بیلو۔ تو پھر مجھی بھی قومی فیتہ لگا کر اپنی ٹوپی کو زینت کیوں نہیں دیتے؟

بادشاہ۔ (کسیقدر مجبوری سے) میں اس کے تیار ہوں۔

چنانچہ بیلو نے جیب سے سہ رنگی قومی فیتہ نکالکر اور یہ کہکر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔

بیلو۔ میں قوم کی طرف سے اس کا فیتہ ہز مجسٹی کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ حضور اُسے اپنے خاندانی فیتہ کی جگہ پر لگائیں۔

بادشاہ نے فیتہ کو ہاتھ میں لیکر مسیو بالی کو جو پیرس کی طرف غور سے دیکھا جسپر بالی نے کہا۔

بالی۔ حضور! اس فیتہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے پاس یہ ہو وہ فرانسیسی معلوم ہوگا چنانچہ بادشاہ نے اسے ٹوپی پر اپنے فیتہ کو علیحدہ کر کے لگا لیا اور کہا میں اسے نہایت شکر کیساتھ قبول کرتا ہوں۔ اس [illegible] ہم ہر طرف سے نعرہ مسرت بلند ہونے لگے۔ اور مجمع جوش و خروش سے مست نظر آنے لگا۔ اس کے بعد قومی گارڈ کے سپاہیوں نے دروازہ پر اپنی تلواریں علم کر لیں جس کے سایہ تلے بادشاہ مینو نسپلٹی کے اندر داخل ہوا۔

باب (۳۵)

واپسی

میونسپلٹی کے ممبرون نے بادشاہ کا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا اور آئندہ کے لئے پائندہ حریت کا لقب دیا۔ بادشاہ بھی مسرور نظر آتا تھا اور جیلیار بھی مطمئن ہو کر ایک دریچہ سے لگا ہوا کھڑا تھا کہ جب بادشاہ رخصت ہو کر اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگا تو جیلیار کی نظر کھڑکی پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص اس کی طرف ہاتھ کر رہا ہے دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ ملکہ کا قاصد آیا فی الواقع وہ کونٹ ڈی شارنی تھا جسے ملکہ نے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا۔ کونٹ نے بادشاہ کو نہایت احترام کے ساتھ سلام کیا جس پر بادشاہ نے پوچھا۔

بادشاہ۔ کونٹ! ملکہ خیریت سے تو ہیں؟

کونٹ۔ الحمد خیریت سے ہیں لیکن حضور میں انکا جی لگا ہوا ہے۔

بادشاہ۔ ملکہ سے کہدینا کہ مطمئن رہیں۔ یہاں ہر طرح خیریت ہے۔

پھر کونٹ کی نظر جنرل لافیٹ پر پڑی جسے دیکھکر وہ مسکرانے لگا۔ جنرل نے بھی آگے بڑھکر اسے سلام کرکے ہاتھ ملایا۔

ملکہ نے کونٹ ڈی شارنی کو ورسائل سے اسلئے بھیجا تھا کہ وہ بذات خود بادشاہ کو دیکھکر اس کی خیریت لائے۔ کیونکہ جن آدمیون کو ملکہ نے شاہ کی خیریت دریافت کرنے کیلئے مقرر کیا تھا اور نیز درباری بیگمات کو زیادہ بھروسہ نہ تھا۔ چنانچہ جب وہ خیریت لائے تو انہیں بیگمات میں سے پرنسز ڈی لامبل نے ملکہ سے کہا۔

پرنسز ڈی لامبل۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ لوگ صحیح خبرین لائے ہین۔

ملکہ۔ مجھے ان پر پورا اعتماد ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے ایک دوست سے بادشاہ کی خبر دریافت کرکے واپس آرہے ہین۔

پرنسز لامبل۔ حضور! وہ دوست کون ہے؟

ملکہ — وہ ڈاکٹر جیلبار ہے۔

کونٹس اندری۔ (سخت غضبناک ہوکر) جیلبار حضور کا دوست ہے؟

اس پر تمام حاضرین کو سخت تعجب ہوا اور ملکہ کو خیال آگیا کہ کونٹس کو بیجا تکلیف پہونچی

اسی دوران میں کونٹ دی شارنی آتا ہوا نظر آیا جسے دیکھتے ہی ملکہ نے کہا لو کونٹ آ گئے۔

کونٹ نے بھی اپنی بیوی اندری کے غیظ و غضب کو دور سے محسوس کر لیا تھا۔ چنانچہ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو ملکہ نے اندری سے کہا۔

ملکہ — عزیز من! تمھین ڈاکٹر جیلبار پر ہمارے دوست ہونے کی وجہ سے کیون غصہ ہے؟ کونٹس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور زرد ہو کر رہ گئی۔ لیکن کونٹ نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا۔

کونٹ — تمھین ڈاکٹر جیلبار کی درستی پر کیون شبہ ہے؟ وہ تو ایک نہایت بد ترین اخلاق کا انسان ہے۔

ملکہ — (اندری پر ترس کھا کر بات ٹالنے کیلئے) شاید اندری کو اسوجہ سے شبہ ہے کہ ڈاکٹر سے ہماری ملاقات ابھی بالکل تازہ ہے۔ کیون کونٹس؟ یہی بات ہے نہ؟

اندری۔ (متانت اور جھجک کے ساتھ) جی ہان! جی ہان!

کونٹ — اندری! مین اسے نہ مانونگا۔ کچھ اور سبب بھی ضرور ہے۔

کونٹ کو اپنی بیوی سے یہ محبت آمیز گفتگو کرتے ہوے دیکھکر ملکہ جل گئی اور کسی قدر غصہ سے کہنے لگی۔

ملکہ — کونٹ! پھر تمنے یہی گفتگو چھیڑ دی۔ کیا تمھین میری بات پر اعتبار نہین ہے؟

کونٹ — (چونک کر) حضور...

ملکہ — (قطع کلام کر کے) مین اب بھی کہ تمھین کونٹس کی حالت کا اہتمام کیون ہے؟ بیشک تم ایک غیرت مند آدمی ہو! اور غیرت مند آدمی اپنی بیوی کی زیادہ فکر کرتا ہے اس مین عیب ہی کیا ہے؟ یہ تو محبت کی دلیل ہے!

اس کے جواب مین کونٹ نے بڑی عاجزی سے کہا۔

کونٹ — مین نے ابھی سنا تھا کہ حضور کو مز مجسٹی کی خیریت کا بابت خیال ہے، لہذا حکم دیجئے

کہ مین جاکر سرکار کی حفاظت کرون۔

اُس نے یہ کہا اور جانے لگا، لیکن اندری نے جھپٹ کر اُس کا دامن پکڑ لیا اور کہا:

اندری۔ یہ نہین ہو سکتا، خدا اپنے اوپر رحم کھاؤ۔

ملکہ۔ (سخت برہمی سے) اندری! تمھین ملکہ کی مجلس مین حکومت کرنے کا حق کب سے ہوا ہے؟ اگر کونٹ اپنے بادشاہ کی حفاظت کو جانا چاہتا ہے، تو تم روکنے والی کون ہوتی ہو؟

کونٹ۔ حضور، انھین معاف کر دین، ان کی طبیعت چونکہ ابھی تک بحال نہین ہوئی ہے اس لئے ایسی شدید غلطی کر بیٹھی ہین!

اُس نے یہ کہا، اور محل سے نکل کے پیرس کی راہ لی، جہان منیو نسیلی سے نکلتے ہوئے بادشاہ سے ملا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

باب (۳۴)

بادشاہ کی واپسی!!!

ملکہ نے بقیہ دن سخت کوفت مین گزارا، کیونکہ وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ کونٹ دی شارنی اپنی بیوی سے محبت کرنے لگا ہے، اور بیوی بھی اُس پر جان دیتی ہے، وہ اپنے کمرہ مین اُداس بیٹھی اس قسم کے خیالات مین منہمک تھی کہ قاصد نے آکر خبر دی کہ بادشاہ خیریت سے ہے اور آدھ گھنٹہ کے بعد ورسائی پہونچ جائیگا، ملکہ کو اس خوشخبری سے بڑی مسرت ہوئی، اور اُس کے استقبال کے لئے دروازہ پر آکے کھڑی ہو گئی، تھوڑی دیر مین شاہی سواری آگئی اور ملکہ نے بادشاہ سے بہت گرم معانقہ کیا، اُس کے بعد بادشاہ نے اپنے بچون کو پیار کیا اور اُنکی مزاج پرسی کرنے لگا، اسی اثنا مین ایک لڑکے نے اپنے باپ کی ٹوپی پر سہ رنگی فیتہ دیکھکر کہا یہ کیا ہے؟ ملکہ نے بھی نظر اُٹھائی اور اُسے پہچان کر ٹوپی سے نوچ لیا، اور زینہ کے نیچے پھینک دیا، جہان پر وہ ہر کس و ناکس کے قدمون سے خوب روندا گیا۔ یہ ایک عظیم الشان اہانت تھی جو قوم کو ملکہ کے

ہاتھوں برداشت کرنا پڑی اور جس کا انتقام بھی قوم نے اُس سے خوب لیا، بادشاہ نے بھی ملکہ کو اس حرکت پر سرزنش نہ کی بلکہ اپنے بچوں سے باتوں میں مشغول ہو کر اس نے اپنی شرمندگی کو چھپایا۔

بادشاہ اپنے لڑکوں بالوں سے باتیں کرنے کی وجہ سے کونٹ دی شارنی کو ذرا دیر کے لئے بھول گیا، لیکن خود کونٹ نے آتے ہی اپنی بیوی "اندری" سے نہایت گرم مصافحہ کیا اور خیریت مزاج دریافت کی، ملکہ کونٹ کو بھلا کب فراموش کر سکتی تھی، چنانچہ اُس کی آنکھوں نے اُسے فوراً ڈھونڈھ نکالا اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگی!

ملکہ۔ کونٹ میں تمہاری شکر گذار ہوں کہ تم نے بادشاہ کی پوری پوری حفاظت کی!

بادشاہ۔ بیشک کونٹ نے میرے ساتھ سخت تکالیف برداشت کی ہیں! نیز جیلبار کو بھی کافی تکلیف ہوئی ہے۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟

لیکن ملکہ نے فوراً گفتگو کا پہلو بدل دیا اور کونٹ سے کہنے لگی!

ملکہ۔ کونٹ آج ہمارے یہاں تمہاری اور کونٹس دی شارنی کی دعوت ہے! ملکہ نے یہ جملہ بڑی ہی محبت سے استعمال کیا تھا، لیکن یہ دیکھ کر کہ کونٹ کو اپنی تنہا حاضری سے بیوی کے ساتھ زیادہ مسرت ہے، اُس کی مسرت غصہ سے بدل گئی۔

(شدید بغاوت)

تمہیں گذشتہ فصول میں معلوم ہو چکا ہے کہ فرانسیسی قوم کو "ناکار" سے محبت تھی، جس کے معزول ہونے کے بعد "فولون" وزیر بنایا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے قوم کو سخت نفرت ہونا چاہیئے تھی، چنانچہ سب لوگ اس سے کراہت کرتے تھے خصوصاً اس وجہ سے کہ اُس نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "قوم فاقہ کشی سے کیوں مر رہی ہے، جبکہ اُس کے پاس کھانے کیلئے

بہت سا بھس اور گھانس موجود ہے! ،، اسی لئے جب مشہور ہوا کہ فولون مرگیا ہے تو قوم نے
اس کی نعش کو ہجوم کر کے چھینا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہا، لیکن بیلو کے منع کرنے سے وہ
اپنے ارادہ سے باز رہی، اور منتشر ہو گئی۔

اس کے چند روز بعد بیلو جبکہ ہینو نسپلٹی میں موجود تھا بیتو نے آکر اس سے کہا!

بیتو۔ میں آپ کو ایک عجیب و غریب خبر سناتا ہوں۔

بیلو۔ وہ کیا؟

بیتو۔ فولون زندہ پایا گیا۔

بیلو۔ کون فولون؟

بیتو۔ وہی بدمعاش وزیر جس نے کہا تھا کہ قوم کو گھانس سے شکم سیری کرنا چاہیئے!

بیلو۔ فضول باتیں نہ کر، میں خود اُس کے جنازہ میں شریک تھا۔

بیتو۔ میں نے خود اپنی ان دونوں آنکھوں سے اُسے آج ہی دیکھا ہے!

بیلو۔ یہ کیسے؟

بیتو۔ واقعہ یہ ہے کہ اس خبیث نے قوم سے خوف زدہ ہو کر اپنی موت مشہور کر دی تھی،
لیکن اُس کے ملازم ،، تسان جاک،، نے آج راز فاش کر دیا۔

بیلو۔ وہ نہایت نمک حرام نوکر معلوم ہوتا ہے۔

بیتو۔ یہ نہ کہیئے، کیونکہ اُس نے قوم کی طرفداری کی ہے!

بیلو۔ پھر فولون پر کیا گذری؟

بیتو۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ اُسے اندر سے کھینچ لائے، اور اب یہاں لا رہے
ہیں!!

بیتو یہ کہنے ہی پایا تھا کہ ہینو نسپلٹی کے پھاٹک کے سامنے ایک بند گاڑی آکر رکی،
جس میں سے دو مسلح سنتریوں کے ساتھ خوف زدہ فولون برآمد ہوا، جس کی گاڑی کے پیچھے چند
نوجوان چلاتے چلے آتے تھے،، فولون! فولون!،،

اس گاڑی کے پہونچتے ہی دور سے ہیبت ناک آوازیں سنائی دیں، اور نظر آیا کہ قومی مجمع

شیر کی طرح ڈہکتا ہوا چلا آرہا ہے، جسے دیکھتے ہی فولون شدت خوف سے کانپنے لگا، لیکن اُسکی
دہشت بے سود تھی کیونکہ مجمع کے پہونچتے ہی اُسکے لیڈرون نے منیو سپلٹی مین داخل ہونے کا حکم دیا،
چنانچہ لوگون نے اندر جانے کی بہت کوشش کی، مگر پھاٹک بند تھے، اس لئے کوئی تدبیر کارگر
نہوئی، آخر انھون نے جھنجھلا کر دیوارون کو گھونسون، جوتون، لاٹھیون، بندوق کے کندون اور
کدالون سے مارنا شروع کیا، جس سے تمام عمارت مین لرزہ پڑ گیا اور اندر والون کو ڈر ہوا کہ مبادا
چھتین گر پڑین۔ اس اثنا مین غریب فولون کا برا حال تھا، اُسے اپنی موت کا یقین تھا، اور وہ "
بالی اور لافیٹ"، سے جان بچانے کے لیے منتین کر رہا تھا، جو اُسے طرح طرح تسکین دیتے اور حملہ
آورون کی خوشامدین کر رہے تھے، مگر اُنکی بھی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا اور سب اس مجرم و نذیر کا مطالبہ
کر رہے تھے، بالآخر مجمع سے یہ آوازین بلند ہوئین کہ "منیو سپلٹی کے ممبر خود مجرم کو بچانا چاہتے
ہین، اگر عمارت کا پھاٹک فوراً نہ کھولدیا گیا تو ہم اس مین آگ لگا دینگے"۔

اس سرزنش سے بالی کو بہت اندیشہ ہوا اور اُس نے فولو سے کہا کہ ذرا دریچہ کے سامنے
آجاؤ، تاکہ لوگون کو اطمینان ہو جائے، لیکن اس کا آنا قیامت ہو گیا، حملہ آورون نے جونہی
اُس کی شکل دیکھی، پھاٹک پر ٹوٹ پڑے، اور اُسے بقوت کھولکے اندر گھس گئے۔ مگر بالی
ممبر پر چڑھ گیا اور انھین پند و نصائح کرنے لگا، جسکا اثر یہ ہوا کہ لوگون نے اُسکی یہ تجویز منظور
کر لی کہ فولونکو باقاعدہ مقدمہ چلا کر سزا دی جائے، اُسی اثنا مین جنرل لافیٹ بھی نمودار
ہوا، لوگون نے اُس کی رائے دریافت کی، اُس نے بالی کی تائید کی، اور کہا کہ مقدمہ مین حکم
سنانے تک فولون قیدخانہ مین رکھا جائے، اس رائے کو تمام لوگون نے بظاہر خوشی سے
منظور کر لیا، نہ اس لئے کہ جیل مین فولون کا بند ہونا انھین پسند تھا، بلکہ اس لئے کہ اثنائے راہ
مین اُسے پکڑ کر قتل کر ڈالینگے، چنانچہ یہی ہوا، جونہی یہ بدقسمت شخص گاڑی مین سوار
کر کے جیل روانہ کیا گیا، مجمع نے فوراً راستہ مین گاڑی پر حملہ کیا اور اپنے شکار کو پکڑ کر
پھانسی دینے چلے! پھانسی کی رسی ایک لالٹین کے ستون سے باندھی گئی تھی، جس مین بدنصیب
فولون لٹکا دیا گیا، لیکن اُس کی بدنصیبی کہ رسی پرانی ہونیکی وجہ سے ٹوٹ گئی، اور وہ بے ہوش زمین
پر گر پڑا، اسکے بعد فوراً ہی دوسری رسی لائی گئی اور اُسے پھر لٹکا دیا گیا، مگر فولونکے بھاری بدن کو

وہ بھی نہ اٹھا سکی اور فوراً ٹوٹ گئی، اسی اثنا میں، بالی، لافٹ اور بلو، کو بھی اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی اور وہ اُسکے بچانے کے لئے دوڑے ہوے گئے، مگر انکی کون سنتا تھا، تھا تیسری رسی باندھی گئی اور اُس سے فولو نکے گلے میں پھندا ڈالکر اُسے پھانسی دیدی گئی!

جب بدقسمتی فولو نکی روح پرواز کر گئی تو مجمع نے اُسکی بوٹیاں کاٹ کر اور اُس کے منھ میں تھوڑی سی گھانس ٹھونس کر اُس کے سر کو کاٹ کے نیزہ کی انی پر اُٹھا لیا، اور پھر سب اُسکے گرد جمع ہو کر ناچنے گانے لگے!۔

بالی، لافٹ اور بلو کو اس وحشت ناک واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور وہ افسوس کرتے ہوئے مینو نسپلٹی واپس چلے گئے، لیکن ابھی انھیں اور بہت کچھ افسوس کرنا باقی تھا، کیونکہ مجمع کو اُسی وقت اطلاع پہونچی تھی کہ فولو نکا خسر، برتیہ، بھی مینو نسپلٹی آ رہا ہے، جو اپنے داماد کا شریک کار اور اُس کی طرح غیر ہر دلعزیز تھا، اور جسے مینو نسپلٹی کے ممبروں نے اپنے یہاں پناہ دینے کے خیال سے طلب کیا تھا، چنانچہ وہ نہایت بے باکی سے اپنی گاڑی پر بیٹھا مینو نسپلٹی کے ایک ممبر سے گفتگو کرتا چلا آ رہا تھا، اور عوام الناس اُسے ہر طرف سے گھیرے ہوے گالیاں دیتے اور قتل کرنے کی دھمکی دیرہے تھے، مگر اُسے اُنکی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ تھی بلکہ وہ مسکرا رہا تھا، اُس کی اس جرأت سے مجمع کو سخت غصہ آیا اور دو شخصوں نے اپنے نیزے اس کے سینہ سے بھڑا دیے، لیکن اس پر بھی اُس نے کوئی التفات نہ کیا اور برابر رفیق طریق سے تبسم کے ساتھ باتیں کرتا رہا، اسی اثنا میں ایک شخص نے مسیو فولون کا سر، برتیہ، کے سر سے بھڑا دیا، جس سے اُس کے چہرہ پر غم و غصہ کے تو آثار ظاہر ہوے، مگر عزم و ثبات میں کوئی فرق نہ آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد گاڑی مینو نسپلٹی کے پھاٹک پر پہونچ گئی، جس میں سے اتر کر بدقت تمام وہ عمارت میں داخل ہوا اور پھاٹک بند ہو گیا، اس سے مجمع کو اور بھی غصہ آیا اور اُس نے برتیہ کا بڑی سختی سے مطالبہ شروع کیا، مسیو بالی خود مجمع کے سامنے آیا اور لکچر دینے کے لیے سب کو خاموش کرنے لگا، مگر اُسکو کسی نے تقریر نہ کرنے دی اور واپس ہونے پر مجبور کیا، اسکے بعد لافیٹ آیا اور بہت خوشامد سے سمجھانے لگا، حتی کہ اُس نے مجمع کو زمین پر

سجدہ بھی کیا اور کہا، "بس! اس قسم کے وحشیانہ افعال سے اپنی جدوجہد حریت پر دھبہ نہ لگاؤ۔"
مگر کون سنتا تھا، صرف یہی نہیں بلکہ بعضوں نے تو اُسے گالیاں بھی دیں اور تلواریں دکھا کر قتل
کرنے کی دھمکی دی، مجبوراً اُسے بھی واپس ہونا پڑا اور برتیر کو جیلخانہ روانہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوں ہی مجمع نے اپنے شکار کو دوبارہ دیکھا، تیر کی طرح اُس پر ٹوٹ پڑا اور
اُسے سپاہیوں سے چھین کر اُسی ستون کی طرف لیچلا جس پر فولن کو پھانسی دی تھی، لیکن مسیو برتیر
نے جب ستون میں پھانسی کی رسی بندھی دیکھی اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا، تو اس نے
ایک شخص کی تلوار چھین لی اور اس بے ترتیب مجمع کو کائی کی طرح چھانٹنا شروع کر دیا، لیکن کب تک
آخر اس کے بازو شل ہو گئے اور صدہا اوار اُس کے جسم پر بیک دفعہ پڑ گئے، وہ بیہوش ہو کر
گرا اور چشم زدن میں اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔

غضبناک قوم کی قساوت کے لئے برتیر کا اس طرح مقتول ہونا کافی نہ تھا، بلکہ وہ اور زیادہ
وحشت برتنا چاہتی تھی، چنانچہ ایک سنگدل نے مقتول کے سینہ کو شق کر کے اُس کا دل نوچ لیا
اور اُسے میونسپلٹی کی میز پر ممبروں کے سامنے رکھ دیا! ظاہر ہے کہ یہ بربریت ہرگز کسی انسان سے
برداشت نہیں کی جا سکتی، چنانچہ بیلو نے اپنے بال نوچ ڈالے اور بیٹو کو لیکر ایک طرف فرار
ہو گیا، اور جنرل لافٹ نے متاثر ہو کر اپنی تلوار توڑ ڈالی اور اُسے مجمع کے سامنے پھینک دیا،
اُس وقت اُس کی آنکھیں نم تھیں اور جسم کانپ رہا تھا!

(بیلو بغاوت کو ناپسند کرتا ہے)

ان ہیبتناک واقعات کے مشاہدے کے بعد بیلو کو یقین ہو گیا کہ بغاوت بچوں کی
سیج نہیں بلکہ خونی چادر کا نام ہے، چنانچہ اُس نے پیرس چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا اور
اپنے دوست جلیبار سے رخصتی ملاقات کرنے کے لئے روانہ ہوا، ان ایام میں، نا کارہ ما

کی وزارت پھر بحال ہوگئی تھی اور جیلیبار اُس کا دست راست تھا، اسی لئے بیلو اور بیتو فوراً نکل
گئے اور جیلیبار سے اس طرح گفتگو شروع ہوئی:

بیلو۔ جناب اب میں رخصت ہوتا ہوں۔

جیلیبار۔ کہاں جانے کا قصد ہے۔

بیلو۔ اپنے وطن کو واپس جاؤنگا۔

جیلیبار۔ شاید بغاوت کی خونریزیوں سے تم اکتا گئے ہو؟

بیلو۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ ہرگز اس قساوت و بربریت کو دیکھ نہیں سکتا اور مجھے
ڈر ہے کہ اگر میں پیرس میں رہونگا تو خونریزی کا میں بھی عادی ہوجاؤنگا۔

جیلیبار۔ (اُسے بغور دیکھ کے) بیلو، تمھیں پیرس ہی میں رہنا چاہئے!

بیلو۔ یہ کیوں؟

جیلیبار۔ اس لیئے کہ میں بھی باوجود اس کے کہ بغاوت سے سخت متنفر ہوگیا ہوں، یہاں مقیم
ہوں، سنو! اسوقت شریروں کی کثرت ہے، اور نیک لوگ ناپید ہوگئے ہیں، اگر ہم جیسے
رحمدل بھی چل دینگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ قوم برباد ہوجائیگی!

بیلو۔ لیکن ہمارے یہاں رہنے سے کیا فائدہ ہے جب کہ ہم کچھ نہیں کرسکتے؟

جیلیبار۔ جو کچھ ممکن ہو، وہ کرنا چاہیے، تمھیں معلوم نہیں ہے کہ بغاوت میں بہت سے
مخفی ہاتھ کام کررہے ہیں، اور اس نیک تحریک کو بدنام کرنا اور اس سے فرانس کو تباہ کرانا
چاہتے ہیں، اور ان کی مقاومت کے لیے تمھارے جیسے لوگوں کی فرانس کو سخت ضرورت
ہے۔

بیلو۔ وہ مخفی ہاتھ کون ہیں؟

جیلیبار۔ (جیب سے ایک کاغذ نکال کر) تمھارا جواب اس میں موجود ہے۔

بیلو۔ میں تو اُمّی محض ہوں، جیسا کہ آپکو معلوم ہے۔

جیلیبار۔ بیتو سے پڑھوا کر سن لو۔

بیتو۔ (کاغذ دیکھ کر) یہ تو فرانسیسی زبان ہے، نہ یونانی اور نہ لیٹن۔

جیلبار۔ بیشک، اس مین انگریزی لکھی ہے۔
بتیو۔ (مجھ سے) مین انگریزی نہین جانتا ہون۔
جیلبار۔ خیر، اس پر دستخط کس کے ہین۔
بتیو۔ امیر "پٹ" کا نام لکھا ہوا ہے۔

(۴۸)

(پٹ)

اس گفتگو کے بعد جیلبار نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔
جیلبار۔ سنو، یہ "پٹ" انگلستان کا وزیر اعظم ہے، اس کا باپ فرانس کا زبردست دشمن تھا، اس نے ہم سے تیس برس جنگ کی ہے، ہماری ہندوستان اور کینیڈا کی تمام نوآبادیان چھین لی ہین، اس کے بعد اب اس کے بیٹے نے عداوت شروع کی ہے، وہ سات برس سے یعنی جب کہ اُس کی عمر ۲۳ سال کی تھی، انگلستان کی پالیسی پر قابض ہے، اور اُس وقت سے برابر اپنے باپ کی طرح فرانس سے دشمنی کر رہا ہے۔
بتیو۔ تو اب اُس کی عمر تیس برس کی ہے؟
جیلبار۔ ہان،
بتیو۔ اس کے معنی یہ نہین کہ ہمین اس کی وجہ سے عرصہ دراز تک مصائب برداشت کرنا پڑین گے؟
جیلبار۔ یقیناً۔ اُس کے خاندان مین عمرین بہت دراز ہوتی ہین، اُس کا باپ بھی ستر برس کا ہو کے مرا ہے، اور اُس کی موت کی حکایت بھی عجیب ہے، ۱۷۷۸ء مین جب کہ وہ بستر مرگ پر پڑا تھا اور اطبا نے ادنی حرکت کرنے کی بھی سخت ممانعت کر دی تھی، عین اسی وقت انگلستان کی پارلیمنٹ مین امریکا کی جنگ کا مسئلہ درپیش تھا، ہمارے بادشاہ

لوئیس شانزدہم نے امریکہ کی آزادی کو تسلیم کر لیا تھا، جس کی وجہ سے ہمارے وزیر اعظم اور تمام انگریز فرانس سے سخت برہم تھے چنانچہ پارلیمنٹ نے یہ طے کر لیا کہ برطانیہ اس شرط پر امریکہ کی آزادی تسلیم کریگا۔ کہ وہ اپنے حامی مددگار فرانس کے برخلاف اس سے ساتھ اتحاد قائم کرے۔

بیلو۔ (برہم ہو کر) لیکن یہ نہایت کمینہ تجویز ہے۔

جیلبار۔ (تبسم سے) بیشک یہ نہایت کمینہ پن ہے، لیکن بدقسمتی سے اسی کو سیاست وتدبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، خصوصاً انگلستان تو ایسی ہی تدابیر ہمیشہ اختیار کرتا ہے مگر مقام مسرت ہے کہ امریکہ نے برطانیہ کی اس تجویز کو قطعاً مسترد کر دیا! یہ شریفانہ فعل درحقیقت واشنگٹن کا تھا، جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا انسان ہے، اور اگر وہ نہ ہوتا تو بہت ممکن ہے کہ امریکن اس ذلیل تجویز کو منظور کر لیتے چنانچہ ہمارے وزیر اعظم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بستر سے اٹھا اور اپنے بیٹے پیٹ کے سہارے سے پارلیمنٹ پہونچا، جہاں اسے بہ دقت تمام ممبر پر کھڑا کر دیا گیا اور اس نے نہایت پست اور کمزور آواز میں تقریر شروع کی، مگر جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا اس کی آواز بلند ہوتی جاتی تھی، یہاں تک کہ تین گھنٹہ تک وہ دھواں دھار تقریر کرتا رہا، جو اپنی بلاغت میں لاثانی تھی، اور جس میں فرانس و امریکہ کی مذمت وتہدید میں کچھ اٹھا نہ رکھا گیا تھا، اس نے اسی تقریر میں کہا تھا، "جنگ! جنگ! برطانیہ کو آخر دم تک امریکہ سے جنگ کرنا چاہیے! موت یا فتح!" اس کے بعد وہ ممبر سے اتر کر بیہوش ہو گیا اور اسی صدمہ سے چند دن بعد مر گیا۔

بیلو۔ اللہ اکبر نہایت سخت جان تھا!

جیلبار۔ ہاں، اب اس کے بیٹے "پٹ" کی کارروائی دیکھو، اس کا تمدن میں پٹ کہلاتا ہے اس نے کہہ دو کہ جتنا چاہے "روپیہ صرف کریں!" تم سمجھے کہ اس جملے کے کیا معنی ہیں؟

بیلو۔ شاید وہ ہم سے جنگ کرنے کیلئے ہتھیار خرید رہا ہے۔

جیلبار۔ نہیں، بلکہ وہ عوام الناس کو رشوت دے رہا ہے تاکہ ہماری موجودہ کوششوں پر پانی پھر جائے۔

بیلو۔ عوام الناس کو کس طرح رشوت دی جا سکتی ہے؟

جیلبار۔ بیلو، اگر رشوت نہین دی گئی تو فلاسل، لومسم کیون قتل کرے گئے۔ فولن کو کیون پھانسی دی گئی اور بریتیہ کا دل اس کے سینہ سے کیون نوچ لیا گیا؟ تم نے کیون یہ حرکتین نہین کین؟ بیشک فرداً فرداً سب آدمیون کو رشوت نہین پہونچائی ہے، بلکہ ان کے لیڈرون کی جیبین پر کر دی جاتی ہین جو عوام کو بھیڑون کی طرح جس طرف چاہتے ہین لیجاتے ہین؟

بیلو۔ (سخت مشتعل ہوکر) مین اب اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا ہون!

جیلبار۔ ہمارے دشمن بھی اسی لئے پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہین تاکہ قوم کے سمجھدار آدمی گھبرا کر علیحدہ ہو جائین اور فرانس مین خون کی ندیان بہنے لگین!!

بیلو۔ آخر انگریز فرانس کو یہان کی خونریزی سے کیا فائدہ ہے؟

جیلبار۔ انکا فائدہ یہ ہے کہ جب سرزمین فرانس خون سے رنگ جائیگی، تو قوم سفاک باغیون سے پریشان ہوکر انگلستان یا جرمنی سے امداد طلب کرنے پر مجبور ہوگی، چنانچہ اجنبی فوجین بغاوت فرو کرنے کے سبب سے ملک مین در آئینگی، جس کے بعد ہر طرف ویرانی بربادی پھیلا دینگی، اور ہم عمر بھر غلامی کی ناقابل برداشت مصائب جھیلا کرینگے۔

بیلو۔ (مبہوت ہوکر) پھر کیا کرنا چاہیے۔

جیلبار۔ ہمین صرف یہ کرنا چاہیے کہ بغاوت کی آگ کے درمیان پڑے رہین اور اسے مفید بنانے کی کوشش کرین۔

بتیو۔ (بیلو سے) مسیو بیلو، ڈاکٹر صاحب کی رائے بہت معقول ہے۔ فرمایئے اب کیا ارادہ ہے۔

بیلو۔ بیشک، انکی رائے نہایت صحیح ہے، مجبوراً مین یہین قیام کرونگا، لیکن تمھین چاہیے کہ گاؤن کو واپس جاؤ اور وہان میری قائم مقامی کرو۔

بتیو یہ سنتے ہی باغ باغ ہو گیا، کیونکہ اس کا دل اپنی محبوبہ کیتھرائن مین لگا ہوا تھا لیکن قبل اس کے کہ کچھ کہے جیلبار نے کہا۔

جیلبار۔ بتیو، تم فوراً روانہ ہو جاؤ اور میرے بیٹے سباستین کو بھی ہمراہ لیتے جاؤ۔

جہان اُسے پادری فورتیہ کے مدرسہ مین داخل کردیا، شاید وہان کی صاف آب وہوا، مین اُس کی صحت عمدہ ہو جائے -

چنانچہ اس گفتگو کے مطابق بیتو سیباستین کو لئے ہوئے فرحاں وشادان روانہ ہوا، تاکہ کیتھرائن سے پھر دل بہلائے -

باب (۳۹)

(ملکہ متفکر ہے)

بادشاہ کی پیرس سے واپسی کے بعد ذرا سکون پیدا ہو گیا، اور قلب مطمئن ہو گئے، بادشاہ بھی مسرور تھا کیونکہ اب اُسے یقین تھا کہ قوم اُس کی طرف مائل ہو گئی ہے، لیکن وزیر ناکارا ایسی کارروائیان کرنے مصروف تھا جن سے قوم کو بادشاہ سے پھر نفرت ہو جائے ان ناکاریون کو شاہ پسند بھی خوب سمجھتے تھے، اور اُن کی مقاومت کی تیاریان کر رہے تھے، اس درمیان مین ملکہ بہت متفکر تھی کیونکہ اُسے یقین تھا کہ قوم عام طور پر اُس سے بیزار ہے، مگر بایں ہمہ اُسے یہ بھی وثوق تھا کہ تمام شاہ پسندون کی اُمیدین صرف اُسی سے وابستہ ہین اس خیال سے اُسے گونہ اطمینان ہوتا تھا -

جب سے بادشاہ پیرس کو گیا تھا ملکہ کو جیلیبار سے کوئی ملاقات کا موقع نہ ملا تھا، لیکن جبکہ جیلیبار ایک دفعہ خود ہی محلسرا مین چلا آیا جب ملکہ نے اُس سے اس طرح گفتگو کی -

ملکہ - کیا آپ بادشاہ سلامت کی خدمت مین جا رہے ہین - بطور مصاحب کے یا بطور ڈاکٹر کے ؟

جیلیبار - ملکہ مین بحیثیت ڈاکٹر کے جا رہا ہون -

ملکہ نے ڈاکٹر کو اشارہ کے ساتھ ایک دوسرے کمرہ مین چلنے کی تحریک کی اور وہان جا کر دونون کرسیون پر بیٹھ گئے -

ملکہ ۔ کیون جناب! آپ نے مجھے دھوکہ دیا ۔ آپ بادشاہ سلامت کی تحفظ جان کے ضامن ہوئے تھے اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بادشاہ سلامت کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا ۔

جیلیبار ۔ کیسے دھوکا دیا ۔

ملکہ ۔ آپ نے کیا بادشاہ پر فیر نہین کیا گیا ۔

جیلیبار ۔ میڈم یہ کس نے آپ سے کہا ۔

ملکہ ۔ سب کہتے ہین ۔ کیا وہ غریب عورت گاڑی کے پہئیون کے پاس نہین گری؟ اور کیا تمہارے کوٹ کو چھیدتی ہوئی گولی نہین گذری؟ دراصل نشانہ بادشاہ پر کیا گیا تھا نہ تمھارے اوپر اور نہ اس بدنصیب عورت پر ۔

جیلیبار ۔ مجھے یقین نہین آتا ۔

ملکہ ۔ مجھے تو یقین آتا ہے ۔

جیلیبار ۔ اگر اس قسم کا جرم کسی سے انتقاماً سرزد ہوا تو قوم نہین مجرم ٹھرائی جاسکتی ۔

ملکہ ۔ پھر کون مجرم ہے؟ بولو؟

جیلیبار ۔ میڈم مین قوم کے جذبات کا ایک بڑی حد تک تجربہ کر چکا ہون اگر وہ کسی سے انتقام لینی ہے تو اس کو ہاتھون سے ہلاک کرتی ہے ۔ اور وہ اُسے چیتے یا شیر کی طرح چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہی ۔

ملکہ ۔ کیا ذاسل پر پستول چلا کر اسکو قتل نہین کیا گیا ۔ مجھ سے ایسا کہا گیا ہے ۔ یا یہ غلط ہے ۔ کیونکہ تاج شاہی کے گرد نا قابل اعتبار خوشامدیون کی بات کا اعتبار کیا ۔

جیلیبار ۔ ملکہ عالم ۔ یہ آپ بھی جانتی ہین اور مین بھی کہ کچھ لوگ اسکے قتل پر تلے ہوے تھے ۔

ملکہ ۔ ممکن ہے ۔

جیلیبار ۔ حضور اور کچھ ارشاد کرینگی

ملکہ ۔ (خوشامدانہ کے لہجہ مین) مین سمجھتی ہون کہ جس طرح تمنے آج سے تین دن قبل بادشاہ سلامت کی جان سینہ سپر ہو کر بچائی ہے اسی طرح تم اپنی کسی دوا سے اس کی جان نہین بچاسکتے لیکن آپ ہین بڑے خلیق ۔

جیلیبار۔ اور میں چاہتا ہوں کہ یتیم ہوتا۔

ملکہ۔ کیوں۔

جیلیبار۔ تاکہ میں اپنے دوستوں کی پوری خدمت کر سکتا۔ اور دشمنوں کی مرمت۔ کیونکہ زیادہ خلیق آدمی زیادہ بزدل ہوتا ہے۔

ملکہ۔ آپ نے دشمنوں کے ساتھ لفظ اپنا نہیں استعمال کیا۔

جیلیبار۔ کیونکہ میرا کوئی دشمن نہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہوں مگر میں بذات خود کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ ہاں مادر وطن کی محبت میں میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں

ملکہ۔ کیا مادر وطن کی محبت بادشاہ اور ملکہ سے دشمنی سکھاتی ہے۔

ملکہ کے اس سوال کے جواب دینے سے جیلیبار نے کچھ تامل کیا۔

ملکہ۔ آپ جواب نہیں دیتے۔

جیلیبار۔ ہر ملک کی رعایا کو اپنے بادشاہ اور ملکہ کی اطاعت لازم ہے۔

ملکہ۔ اور اطاعت ایک فرض ہے کہ جس کی ادائگی سے بادشاہ اور ملکہ پر رعایا کا کوئی احسان نہیں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے اطاعت کو فرض کر دیا ہے۔

جیلیبار۔ مگر ملکہ عالم اسوقت زمانہ ایسا پر آشوب اور بدنظم ہو رہا ہے کہ رعایا قبول احسان سے بھی زیادہ گران تر معاوضہ چاہتی ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہ کی درگاہ میں معین جانبازوں اور دوست وفا شعار کی دعا فرمایئے۔

ملکہ۔ کیا ایسا کوئی شخص آپ بتا سکتے ہیں۔

جیلیبار۔ ملکہ میں خود کل آپکا دشمن تھا۔

ملکہ۔ میرے دشمن ؟

جیلیبار۔ کیونکہ آپ نے مجھے جیل بھیجا تھا۔

ملکہ۔ اور آج۔

جیلیبار۔ آج میں آپکا دوست اور خادم ہوں۔

ملکہ۔ جناب من۔ اس تبدیلی خیالات کی کیا وجہ ہے یہ آپکی عادت سے تو بعید معلوم ہوتا ہے۔

جلیبار ۔ کل آپ جو مجھے لعنت ملامت کر رہی تھین اور آج وطن کی محبت کا اظہار کر رہی ہو!

ملکہ ۔ مین اگر فرانس سے محبت کرتی ہون تو اس وجہ سے کہ خدا تعالی نے اُسکی حکومت مجھے عطا کی ہے اور یون کہ وہ بادشاہ سلامت کی ذات سے ملحق ہے ۔ اور آپ اگر فرانس سے محبت کرتے ہین تو اس لئے کہ وہ فرانس ہے ۔

یہ کہکر ملکہ ناراضگی کے ساتھ کمرہ سے باہر چلی گئی ۔ جلیبار نے فوراً تاڑ لیا کہ ملکہ نے کوئی سازش مخویانہ پہلے سے کر رکھی تھی ۔ پھر اُس نے اپنے دل مین دراسیجی کا ارادہ کیا اور نابکار سے ملکر بادشاہ کے پاس گیا ۔ بادشاہ کچھ تقریرین لکھ رہا تھا اور قوانین کی اصلاح مین مشغول تھا حقوق شاہی پر جو سفاکانہ حملے کیے گئے تھے انمین معمولی ترمیم کا انتظام کر رہا تھا ۔ جلیبار کو اس سے بے انتہا ہمدردی پیدا ہو گئی ۔ اور ملکہ کے متعلق اُس نے یہ خیال کیا کہ یا تو اُس سے بے انتہا الفت اور محبت بڑھائی جائے یا نفرت ۔

میری انٹوانٹ جب اپنے کمرہ مین داخل ہوئی تو نہایت سرگران اور پریشان تھی ۔ اسکو پورا یقین ہو گیا کہ اُس کے ساتھ کوئی ہمدردی کرنیوالا نہین ہے ۔

اُمراء دربار ۔ اعزا ۔ دوست سب وطن سے ہجرت کرنیکی تدبیرین سوچ رہے تھے ۔ اندری بھی سلسلہ الفت منقطع کرنے پر تلی تھی ۔ چارنی بھی ساتھ چھوڑ رہا تھا کہ جسکی ذات سے ملکہ کو ہرگز یہ امید نہ تھی ۔ اب تک ملکہ خیال کرتی تھی کہ زمین چاہے بدلیگا اور وہ اپنی دوستی مین ثابت قدم رہیگا ۔ ایسے خیالات ایک پرجوش اور مغرور عورت کے حسب حال ہین ۔ ابھی تک ملکہ کو کافی موقع تھا کہ جو فسادات اُس نے برپا کیے تھے اُن کی مدافعت کر سکے ۔ مگر استدعائے معافی یا ایسی کوئی اور غیر شایان شان حرکت اس متکبر مزاج اور ضدی عورت کے لیے رکیک اور ذلیل بات تھی اور خاصکر اُس شخص کے ساتھ کوئی رعایت کا لحاظ کہ جس سے اُس نے اپنے تمام راز کہدیے ہون جس سے اپنے دل کی سچی کیفیت بتلا دی ہو اور یہی تذلیل تھی ۔ جب سے اندری سے تنازع پیدا ہوا ملکہ برابر انتقام کی آگ مین جل رہی تھی اور انتقام کا موقع ڈھونڈھتی تھی ۔

چارنی کے دماغ مین کبھی اس قسم کے خیالات پیدا نہوئے صرف وہ اتنا سمجھا کہ میری

انٹونٹ اُس کی بیوی سے دشمنی رکھتی تھی۔ ملکہ خود خوبصورت اور عالی رتبہ تھی پھر اُس کے دل میں بوجہ حسد کی کیا ضرورت تھی۔ اُسکو یہ بھی معلوم تھا کہ اندری عرصہ سے ملکہ کی دوست رہ چکی تھی! پھر ملکہ اُس سے یکایک کیوں حسد کرنے لگی۔ شاید ملکہ نے اندری میں کوئی ایسی خوبی دیکھ لی تھی کہ جسکو وہ اپنے میں نہ پاتی تھی یا شاید یہ سمجھی ہو کہ چارلی نے بوجہ اُس سے محبت کم کر دی۔ ایک حاسد کے لئے اس سے زیادہ کوئی مضرت رساں امر نہیں ہے کہ وہ اپنی آتش نہانی کا حال دوسروں پر ظاہر ہو جانے دے۔ ایسے عاشقوں کی سادہ لوحی! ۔ جہاں تصنع اور تکلف ہے واقعی وہاں سچی محبت نہیں۔

میری انٹونٹ کی ترشروئی اور بدمزاجی ہی تھی کہ جس نے چارلی کی محبت اس کی طرف سے کم کر دی غریب اندری کی جو کبھی دامن تک آئی تھی اگر بیوی تک کبھی نہ رہی حالت قابل افسوس تھی پیرس سے واپسی پر سب راز افشا ہو گئے۔ ملکہ نے جب دیکھا کہ سب راز افشا ہو گئے۔ تو اُس نے یہ چال چلی کہ اندری پر توجہ اور مہربانی کرنے لگی اور چارلی کو اس طرح اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر براہ راست چارلی پر توجہ کم کر دی۔ اس سے بات چیت میں بھی کمی کر دی۔ دونوں عشقوں اُس کی خبر نہ لی۔ اور عورتوں وغیرہ میں بھی اُس کی عدم موجودگی سے کوئی اثر نہ لیا۔ چارلی نے محسوس ضرور کیا مگر خاموش اور سکوت سے کام لیا اور چہرے پر اپنی اندرونی تکالیف کا کوئی اظہار نہ ہونے دیا۔ اندری کو اپنے شوہر کی اس مصیبت کی خبر ہو گئی اور چونکہ وہ اُسے بے انتہا پیار کرتا تھا اس لئے اُسکی ہمدردی کرنے میں اُس نے کوئی کمی نہ کی۔

میری انٹونٹ نے جلد معلوم کر لیا کہ اُس نے غلط رستہ اختیار کیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ دونوں میں ناچاقی پیدا کر کے خود فائدہ اٹھائے مگر نتیجہ برعکس ہوا یعنی اُن دونوں میں باہمی ربط روز افزوں ہوتا گیا۔ اگر سیاست کے جھگڑوں نے اُس کا دماغ نہ بٹا لیا ہوتا تو میری رنج والم اور مایوسی وناکامی کا پورا شکار بن چکی تھی۔ ایسی حالت میں میری نے بادشاہ کی دربار میں واپسی کے بعد زندگی بسر کی۔ مگر جب اُس کے دل میں نئے خیالات اور نئی امیدیں پیدا ہونے لگیں تو وہ فوراً اُنکو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں مشغول ہو گئی۔ مگر صد افسوس کہ یہ کوشش بھی رائگان اور رائکارت ثابت ہوئی۔

(قلندر کی پلٹن)

بد قسمتی سے ملکہ کے دل مین ابھی تک یہی خیال بسا ہوا تھا کہ جو کچھ واقعات ظہور پذیر ہوے وہ سب اتفاقیہ تھے۔ آخر کار اُسنے اپنے دل مین ٹھان لی کہ پیرس کے باشندون کو پوری طور پر واضح کردیا جانا چاہیے کہ جنگ کیا شئے ہے۔ اب تک وہ صرف سوِس فوجون سے لڑے تھے لیکن شاہی قواعد دان فوجون کا مقابلہ نہین کیا تھا۔ ایک یا دو فوجین پیرس کے باشندونکو سبق دینے کے لئے کافی ہونگی۔

یہ جنگ بادشاہ اور قومی جمہوریت کے درمیان تھی کہ جس مین بادشاہ نے میرابو کی مدد سے جمہوریت کو اپنے ارادے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی تھی ورنہ اس مین شک نہین کہ جمہوریت اعزاز شاہی کو سر زمین فرانس سے بالکل نیست و نابود کردیتی۔

ملکہ کی تمام عاقلانہ کارروائیون پر پانی پھر گیا۔ اور وہ میڈیم وی ٹو کے نام سے لطیفہ کے طور پر پکاری جانیلگی جب اُس نے یہ سنا کہ شہر پیرس کے ساٹھ ہزار عالی خاندان پیرس سے دور کے اطراف مین چلے گئے ہین تب وہ بھی پیرس سے مفرور ہو جانے کے مسئلہ پہ غور کرنے لگی، اُس نے سوچا کہ وہ تو چلی جائے مگر اُس کے بقیہ وفادار پیرس مین رہکر غدارون اور باغیون کی سرکوبی کرینگا!

پیرس مین فوراً خبر مشہور ہوگئی کہ ملکہ فرار ہونے والی ہے۔ آخر کار ایک پلٹن جو کہ بادشاہ سے وفاداری کے لئے مشہور تھی ورسلیز مین آپہونچی۔ یہ مشہور ہوا کہ یہ پلٹن قصر شاہی کی حفاظت کی غرض سے بلائی گئی ہے۔ جبکہ یہ پلٹن ورسلیز مین داخل ہوئی اس کے گرد ایک بڑی تعداد نوجوان آدمیون کی جمع ہوئی۔ انھون نے کچھ خاص قاعدے ایکدوسرے کے جاننے کے مقرر کیے اور خطرہ کے وقت مستعدی کیساتھ جنگ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور تب یہ پیرس کی طرف بڑھے۔

جبکہ اختیارات سلطنت قومی جمہوریت کے ممبرون کے ہاتھ مین پہونچ گئے اور بادشاہ قریب
قریب معزول اور معطل ہوگیا تھا تو اُس نے اپنا وقت سیر و شکار مین صرف کرنیکی عادت ڈال لی تھی
جبکہ نوابون اور امرائون اور پیشوائون نے اپنی عیش و عشرت مین کبوتر خانے وغیرہ یا ایسی دوسری
سیر و تفریح کی چیزین کم کردی تھین تو بادشاہ نے ابھی اپنے شکار کے ہمراہیون اور دوستونکی تعداد
بالکل کم کردی۔

ملکہ نے دعوت کیلیے تھیٹر گاہ مقرر کیا جہان کہ آرنسہ و پیراشنہ وردی پہنے ہوے اور چمکتے ہوے
ہتھیار لیے ہوے ایک کثیر تعداد مین سوار داخل ہوے۔ اور فلینڈر سپاہیون کے بینڈ کی خوشگوار
آواز سے تمام عمارت گونج اٹھی کچھ دیر تک سپاہی مودبانہ لہجون مین ایک دوسرے سے بات
کرتے رہے اور شراب نوشی کا بھی سلسلہ جاری تھا

سپاہ فلنڈر کا سردار لوسیناکتھر اور بادشاہ۔ ملکہ۔ ولی عہد اور شاہی خاندان کے
نام کے جام صحت پینے کی استدعا کی۔ اور مرحبا کے نعرون سے تمام محل گونج اٹھے اور جب
ایک شخص نے کھڑے ہوکر قوم کے جام صحت پیئے جانیکی صلاح دی۔ مگر بیچارے نعرے لگائے
جانیکے دبی زبان سے ہر ایک انکار کرنے لگا تاہم کھلے لفظون مین جام صحت سے انکار مشکل
امر تھا۔ پیادے۔ سوار۔ خاص سپاہی۔ سوس سپاہی اور سب سردار جمع ہوگئے اور شراب کا دور
چلنے لگا۔ دس دس دفعہ گلاس بھرے گئے۔ کثرت مے نوشی سے افسر اور سپاہی تک مین
امتیاز باقی نہ رہا۔ ہر ایک نشہ مین چور ہوگیا۔

"بادشاہ زندہ باد" "ملکہ زندہ باد" کی آوازین ہر طرف سے آنے لگین جھاڑ و فانوس
کی چکاچوند۔ زرق برق وردیان۔ بہادر اور جری جوانون کا انبوہ ایک ایسا دلفریب نظارہ تھا
کہ جو بادشاہ اور ملکہ کی آنکھون کو کسقدر خوش کرتا مگر افسوس کہ اس موقع پر وہ ہی نہ تھے
اور یہ اُن کی بدقسمتی کا باعث تھا۔ درباریون نے دوڑکر ملکہ کو خبر دی کہ حضور عالم آپ اس
تمام مجمع کی آرزو کو پورا کرنیکی تکلیف گوارا کرین۔

ملکہ۔ (غمزدہ ہوکر) بادشاہ باہر ہے۔ مین تنہا مجمع مین جانا پسند نہین کرتی۔

ایک شخص۔ حضور ولیعہد کے ساتھ تشریف لیچلین۔

دوسرا شخص۔ میڈیم۔ آپ یہین ٹھہرین۔

ملکہ نے جب گھوم کر دیکھا تو یہ شخص کاونٹ ڈمی جارنی تھا۔

ملکہ۔ آئین! آپ نیچے مجمع مین نہین تھے۔

جارنی۔ جی مین تھا۔ مجمع مین جوش حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس سے آپکو کوئی نقصان پہونچے۔

چونکہ ملکہ اُس زمانہ مین جارنی کے خلاف تھی اس لئے فوراً اُس کی طرف حقارت سے دیکھتی ہوئی مجمع کی طرف روانہ ہونے لگی۔

جارنی۔ برائے خدا اتنا تو ٹھہر لیجئے کہ آپ بادشاہ سلامت کا مشورہ لین۔

اتنے مین بادشاہ شکار سے خاک آلود اور تھکا ماندہ واپس ہوا۔ ملکہ نے آگے بڑھکر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا کہ آج ایک منظر نیچے ایسا ہے کہ بادشاہ فرانس کے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہکر اُسکو سیڑھیون پر لیکر نیچے اتری اور ورلسیعد کو بائین جانب کیا۔ جارنی دلمین سخت ناراض تھا مگر خاموش دیکھتا رہا۔ تھیٹر کے دروازہ پر پہونچکر تینون اندر داخل ہوے۔ سپاہی سرشار ہو رہے تھے کیونکہ اسوقت تک بیس بیس گلاسون کی نوبت پہونچ چکی تھی۔

باب ۱۴

(سپاہ کی دعوت)

جیسے ہی کہ بادشاہ۔ ملکہ اور ولیعہد ہال مین داخل ہوے جھومتے ہوے افسرون اور سپاہیون نے "زندہ باد" کے نعرے ہر ایک کا نام لیلیکر لگانا شروع کیے جس سے کہ تمام مکان گونج اٹھا۔ بادشاہ جو کہ خوب واقف تھا کہ اُس کا اگلا سا وقار اور رعب باقی نہ تھا اس جوش وخروش مین دلچسپی لینے لگا اور ملکہ بھی بھول گئی کہ وہ کہان تھی۔

چارنی جوکہ بادشاہ اور ملکہ کے ساتھ ساتھ آیا تھا دل مین خیال کرتا تھا کہ بہتر ہوتا کہ بادشاہ اور ملکہ اس جلسہ مین شریک نہوے ہوتے کیونکہ اُس کا شریک ہونا اس موقع اور جشن کو ایک تاریخی واقعہ بنا دیگا۔ اور جب اُس نے اپنے بھائی جارج کو دیکھا تو وہ اور سہم گیا۔ اور جبکہ ملکہ نے اپنی ٹوپی کا فرانسیسی نغمہ اُسکو دیا اب مجمع مین غل و شور اسقدر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور میمون خصال منیر بانون کی تعلیم کا شوق جو شیلے جوانون مین اسقدر زیادہ ہو گیا تھا کہ ایک دوسرے کو روند ڈالتا تھا۔ اسلیے بادشاہ اور ملکہ اپنے کمرونکو واپس ہو گئے۔

مشکل سے بادشاہ اور ملکہ اپنے اپنے کمرون مین داخل ہوے ہونگے کہ ہال مین ایک نیا تماشہ شروع ہو گیا۔ یہ سیول ایڈمی کانگ نے کاونٹ اگنگ کو فوجی اشارہ دیا کہ جو حملہ کے وقت دیا جاتا ہے۔ حملہ کرنے والون نے بر مذاق لہجے مین سنگینین استادہ کرلین اور کچھ محافظین قلعہ شکنگیے کہ جنھون نے ہاتھ اٹھا کر گویا قلعہ بچایا۔

پہلے ادہر ادھر کے لوگ اس غل اور شور سے متعجب ہوگئے مگر جب اصل واقعہ معلوم ہوا تو وہ اس بیہودگی سے متنفر ہو گئے۔

اس کے کچھ دیر بعد چند درباریون اور خوشامدیون نے ملکہ کے کمرہ پر مجتمع ہو کہ کہا حضور دیکھیے آپکی جرأت اور فوج کے مقابلہ مین قومی جوش کہان تک تاب مقابلہ لا سکتا تھا اس قسم کے جملون نے ملکہ کے دماغ مین پھر وہی خیالات انتقام اور مقابلہ پیدا کر دیے جو کہ اب بالکل ضائع ہو گئے تھے۔

ملکہ۔ (تنہائی مین) کیا عجب ہے کہ آج کی شب کے یہ شعلے کل ورسلز مین پھیل جائین اور پھر تمام فرانس مین آگ لگا دین۔ کیا یہ افسر جو آج مجھ سے وفا کا وعدہ کر چکے ہین کل دغابازی کرینگے یہ ایسا ہرگز نہ کرینگے۔ اور اب مجھے ان آخری دوستون اور ساتھیون پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اسی دن قومی گارڈ ملکہ کا شکریہ ادا کرنے آیا۔ یہ لوگ اپنا سر نیچے جھکائے ہوے تھے، اور دعوت کو نخوشی منظور کیا تھا جبکہ وہ محل کے پاس ملکہ کا شکریہ ادا کرنے آئے تو انکا بہت خوشی کے ساتھ خیر مقدم کہا گیا تھا۔ یہ لوگ پوچھنا چاہتے تھے کہ کس حد تک ملکہ انکی مدد کرنیکو تیار ہے۔ ان سب تبدیلی واقعات کا گناہ ملکہ کے سر پر تھا مگر اب بھی ملکہ کے لیے یہ ممکن تھا کہ اس

ذمہ داری سے چھٹکارا پا جائے - ملکہ نے تکبرانہ لہجے مین قومی گارڈ کے افسرون سے کہا -
حضرات مین تمھین تمھارے نشان دیکر بہت خوش ہون - قوم اور فوج کو بادشاہ کو ویسی ہی
محبت کرنا چاہیے جیسی بادشاہ کو اُس کے ساتھ ہے مین کل کے واقعات سے نہایت خوش
ہوئی ہون -

ان لفظون کے سنتے ہی کچھ لوگ دھیرے دھیرے اختلاف رائے کرنے لگے مگر فوج
کے سپاہیون نے نعرہ خوشی بلند کیا -

سپاہی - ہماری مدد کی گئی ہے -

لوگ - ہمین تباہ کر دیا گیا -

بس اے غریب ملکہ پہلی اکتوبر کی شب کوئی اتفاقیہ امر نہین ہے - تم کل کے واقعات
کیلئے متاسف نہین ہو - اور تم توبہ نہین کرتی ہو -

بھوکی عورتین

جبکہ یہ واقعات ورسیلز مین رونما ہو رہے ہین تو پیرس مین حسرت برس رہی ہے
پبلک سڑکون پر تباہ و برباد گھومتی پھرتی ہے - جنکے ہاتھ یا تلوارون کے قبضون پر تھے
یا پستولون کے گھوڑون پر تھے اور جو بھوک کی شدت سے پریشان تھے -

بدقسمتی سے قحط پڑ گیا اور پیرس پر پریشانی چھا گئی، عورتین جنھون نے اب تک لڑائی مین
کوئی حصہ نہ لیا انتہائی دلگیر و پریشان تھین وہ اپنے بھوکے بچون کی آہ و زاری
برداشت نہ کر سکتی تھین -

جیلبار اور بیلو دونون کیفے ڈی فار کے قہوہ خانہ مین بیٹھے ہوئے تھے اب انھون نے
اپنی چاء کی پیالیونکو اوٹھایا اور دونون ہوٹل ڈی وائل کیطرف روانہ ہوئے -

جبکہ دونوں اناج کی منڈی کے نزدیک پہونچے۔ تو انھوں نے ایک جمع ان لڑکی کو گلی میں نقارہ ڈانے بجائے ہوئے دیکھا۔

بہلو۔ غالباً اس کی کوئی چیز کھو گئی ہے (لڑکی سے مخاطب ہوکر) اے مری حسینہ پری تم نقارہ کس لئے بجا رہی ہو۔؟

لڑکی۔ مین بھوکی ہون۔

یہ کہکر نقارہ بجاتی ہوی وہ دوسری گلی مین مڑ گئی۔

جیلبار۔ آہ اب معاملہ خطرناک ہوتا ہے۔ لڑکی کے پیچھے بھوکی عورتون کا مجمع تھا وہ ان تمام عورتونکو آواز مین دیتی تھین جو کہ کھڑکیون اور روزنون سے جھانک رہی تھین۔

ان سب عورتون کے پیچھے ایک دبلا پتلا جوان آدمی تھا جو کہ آگے کی گلی سے مڑ گیا۔

جیلبار۔ یہ تو بلدڑ معلوم ہوتا ہے آدھ گھنٹہ کے عرصہ مین دس ہزار عورتین جمع ہوگئیں۔

تمام عورتین چلا رہی تھین کہ چلو اور ہوٹل ڈٹی والی کو پھونک دو ہوٹل ڈٹی والی کے سامنے یہ کثیر مجمع پہونچا اور آٹے روٹی کا سوال کرنے لگا۔

انکار پر انھون نے مار پیٹ شروع کر دی۔

ایک۔ یہ لوگ اسی قابل ہین۔

دوسری۔ لیکن وقت ضائع کرنا فضول ہے۔

تیسری۔ تو پھر سے فوراً آگ لگا دو وہ لوگ مشعلون کی فکر مین دوڑنے لگیں۔ وہ لوگ مشعلین جلانے کے بعد آگ لگانے ہی والی تھین کے بلدڑ دوڑتا ہوا اور اس کے مشعلین ہاتھون سے چھین کر پھینک دین۔ اولاً تو عورتین ناراض ہوئین لیکن پھر کہ وہ سب چلا اٹھین "بلدڑ کی عمر دراز ہو فاتح بسٹل کی عمر دراز ہو۔"

تمام عورتین اس بات پر مصر تھین کہ وہ ورسیلز جائین کیونکہ وہ خلہ جو کہ پیرس

آتا تھا اسپر بھی ورسیلز بھیجدیا جاتا تھا۔

عورتین اسپر بھی تلی ہوئی تھین کے جب کہ اون لوگون کے پاس تلوارین بندوقین باروت موجود ہے تو اونکی سپاہ کا کوئی جنرل بھی ہونا چاہیے۔ لفیئٹی مردون کا جنرل ہے۔ اور بلڈرڈ عورتون کا جنرل ہے۔

باب (۴۳)

جنرل بلڈرد

یہ حقیقت مین ایک فوج تھی جسکو کہ بلڈرد اپنی قیادت مین لیے ہوے تھا۔ اُنکے پاس توپین تھین جو کہ بیل گاڑیون پر رکھی ہوئی تھین اونکے پاس تلوارین تھین۔ گو کہ اُن مین سے بعض عجیب و غریب ہئیت کی تھین۔

اور اقسام کے بھی ہتھیار موجود تھے، باروت وہ لوگ رومالون ٹوپیون اور جیبون مین بھرے ہوے تھے بلڈر نے ان لوگونکا یہ جوش و خروش دیکھکر طے کر لیا کہ ان لوگونکا ورسیلز لیجانا ضروری ہے تاکہ یہ لوگ اُن بدمعاشیون سے باز رہین جو کہ سرکار کی عدم موجودگی سے وقوع مین آتے ہین۔

بلڈر نے یہ رائے پیش کی کہ ورسیلز پہونچنے پر نقارہ ۔۔۔ لڑکی معہ آٹھ عورتون کے بادشاہ کے حضور مین جاسے اور اپنی پریشانیون کی دادخواہ ہو۔

اس رائے کی انتہائی جوش و خروش سے تائید کی گئی کیونکہ اون لوگون کو خود اپنا ورسیلز نہ جانے کا قصد معلوم تھا اور اب اُنکو معلوم ہوگیا کہ آٹھ عورتون کا وفد بادشاہ کے سامنے اونکی پریشانیون کا اظہار کریگا۔

تقریبًا سات ہزار عورتین اس فوج مین تھین جو فوجی رفتار سے روانہ ہوئین یہان تک کہ ورسیلز کے شاہی محل کے پاس پہونچین جو اونکے راستہ مین حائل تھا۔

اکبارگی شور و غل ہوا۔

بلڈرڈ۔ تم کیا چاہتے ہو۔

سات ہزار آوازین۔ ہم شاہی محل سے گذرنا چاہتے ہین۔

بلڈرڈ۔ یہ غیر ممکن ہے

سب عورتین۔ (یکزبان ہوکر) کیون

بلڈرڈ۔ اس لئے کہ شاہی محل ہے اور بغیر بادشاہ کی اجازت کے اُس مین سے گذرنا شاہی ہتیک ہے۔

سب عورتین۔ اچھا تو سوئز افسرون سے اجازت لیلو۔

افسرون نے ڈرکے مارے اجازت دیدی اور بلاکسی قسم کا نقصان کئے ہوے شاہی محل سے گذر گئے۔

اس صورت مین یہ لوگ کورس لائن تک پہونچے جہانکہ یہ فوج دو حصون پر منقسم ہوگئی۔

ابھی انکو ورسیلز کے رستہ ہی مین چھوڑ آئیے اور پیرس لوٹ آئیے!!

عورتون کا یہ شور و غل بلا اثر کئے ہوئے نہ رہا تھا پیرس کے تمام مرد بے چینی کے ساتھ ٹہل رہے تھے۔ لیفٹی آٹھ گھنٹہ کامل رین سواری کے بعد ٹھیک ہوٹل ڈی وائل پہونچا ٹھیک اوسی وقت بارہ کا گجر بجا۔ ویسی ہی ایک آدمی تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا انکے پاس آیا یہ شخص ڈاکٹر ہا جیلیار تھا جو کہ ورسیلز جارہا تھا۔ تاکہ بادشاہ کو ان ہونے والے واقعات سے باخبر کرے اُس نے دو تین منٹ مین کل واقعہ لیفٹی سے بیان کردیا اور پھر تیزی سے روانہ ہوگیا ہوٹل ڈی وائل کا صحن جو کہ تھوڑی دیر ہوئی عورتون سے خالی ہوا تھا اب مردون سے بھر گیا۔

لیفٹی بمشکل اپنے کمرہ مین پہونچا ہی تھا اور بادشاہ کے نام ایک خط تحریر کررہا تھا کے دروازہ بھڑبھڑا کر کھلگیا اور چار آدمی کمرے مین داخل ہوے۔

جنرل ہم قومی فوج کی طرف سے تمھارے پاس آئے ہین ہین ہرگز یقین

نہلین آتا ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ دغا کی ہے اب وقت آگیا ہے کہ یہ شور وشغب جلد سے جلد ختم کردیا جائے ہم اپنی تلوارین اون عورتون کے گلے پر نہین چلا سکتے جو کہ ہم سے روٹیان مانگ رہی ہین - تمامی رعایا غمگین ہے اور اُن کی پریشانیون کا اصلی سبب ورسلیز مین ہے -

نہین ورسلیز جانا چاہیے اور بادشاہ کو پیرس سے آنا چاہیے اگر بادشاہ مین تاج پہننے کی قابلیت نہین ہے تو اُسے تخت سے اوتار دیا جائے -

اوربجائے اُس کے اُس کا بیٹا بادشاہ بنا دیا جائے ایک کمیٹی انتظام کیلئے تیار کردی جائے گی جب تک کے شاہزادہ بالغ ہوجائے اور تمامی رعایا آرام سے رہیگی - لیفیٹی یہ سنکر دریائے حیرت مین غرق ہوگیا -

لیفیٹی - اس کے یہ معنی ہین کہ تم بادشاہ سے لڑنا چاہتے ہو -

وہی شخص - جنرل ہم لوگ بادشاہ سے محبت کرتے ہین اور اُس کی عظمت ہمارے دلون مین گھر کیے ہوے ہے اگر بادشاہ ہمکو چھوڑ جائے گا تو یقینی ہمین تکلیف ہوگی اگرچہ ولیعہد موجود ہے -

لیفیٹی - آپ جناب آپ بادشاہ کی ذات پر حملہ کررہے ہین اور مین ایسی بات روا نہین رکھتا -

وہی شخص - جنرل نہین - بلکہ ہم آپ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانیکو تیار ہین - لیکن رعایا غمگین ہے -

ہمکو ورسلیز جانا چاہیے بس رعایا کی یہی تمنا ہے -

لیفیٹی کمرہ کے باہر نکلا تمام لوگ ورسلیز چلو ورسلیز چلو کے نعرے لگارہے تھے وہ گھوڑے پر چڑھا اتنے مین ایک شخص دوڑتا ہوا اُس کے نزدیک آیا یہ شخص بلیو تھا اُس نے ایک خط جنرل کے ہاتھ مین دیا جسکو وہ زور زور سے پڑھنے لگا واقعات کو دیکھتے ہوے اور رعایا کی خواہشات کو ملحوظ نظر رکھتے ہوے یہ بہتر ہوگا کہ ورسلیز جایا جائے -

پبلک نے لیفیٹی کے عمر دراز ہو کے نعرہ بلند کیے۔
لیفیٹی نے چلا کر کہا کہ ورسیلز چلو اور بیندرہ ہزار خاموش آدمیون کا مجمع اُسکے پیچھے روانہ ہوا۔

باب (۴۴)

(ورسیلز)

حسب معمول ورسیلز مین پیرس کے واقعات کا کوئی علم نتھا ملکہ انتقامی جوش لیے ہوے دن گذار رہی تھی اُس کے پاس خوشامدیوں کا مجمع تھا۔
وہ اپنی فوج پر نازان تھی اور اُسے یقین تھا کہ وہ ایک دن اپنے دشمنون کو نیچا دکھائیگی اُس نے اُسوقت تک کاونٹ دی جارنی سے آنکھ ملاکر بات نہ کی ہان بے شک وہ جارج ڈی جارنی سے ہمیشہ خوش رہتی تھی جو کہ کاونٹ دی جارنی کا چھوٹا بھائی تھا دن کے نو بجے تھے ایک جوان افسر آرہا تھا کہ ملکہ نے اُس سے پوچھا۔
ملکہ۔ تم کہان جارہے ہو۔
افسر۔ حضور بادشاہ اسوقت شکار کو جارہے ہین اور مین انتظام کرنے نکلا ہون!
ملکہ۔ اچھا تو بادشاہ پھر شکار کو جائینگے انگھرے ہوے بادلون کو دیکھتے ہوئے موسم تو شکار کے خلاف ہے۔
افسر۔ مگر بادشاہ کی یہی مرضی ہے۔
ملکہ۔ شکار کہان ہوگا۔
افسر۔ ماڈن کے جنگل مین۔
ملکہ۔ اچھا تو تم بادشاہ کی ہوشیاری کے ساتھ حفاظت کرنا! اتنے مین کاونٹ دی جارنی

گھبرایا ہوا کمرہ مین داخل ہوا۔

کاونٹ۔ مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون،

ملکہ۔ کہو،

کاونٹ۔ رعایا بہت پریشان ہے قحط کا زور ہے۔ مین نے لوگون کو مجمع کئے ہوے آپ کی آمد کے انتظار مین دیکھا۔ مین نے لوگون کے ہاتھون کو ورسلیز کی جانب انتقامانہ جوش کے ساتھ اُٹھتے ہوے دیکھا۔ آہ! ملکہ بہت خطرہ قریب ہے اور وہ دن بھی کچھ دور نہین ہے کہ میری اور بھائی کی جان آپ اور بادشاہ کے قدمون پر نثار ہو جائے۔

اتنے مین ایک افسر کمرہ مین داخل ہوا اور اُس نے کہا۔

افسر۔ میڈم ڈاکٹر جیلبار جو کہ بادشاہ سے کچھ خاص گفتگو کرنے آئے ہین۔ بادشاہ کو نہ پا کر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہین۔

ملکہ۔ آنے دو۔

کاونٹ وبجارنی سہ اپنے بیوی اندری کے دوسرے کمرہ مین چلا گیا اور ڈاکٹر جیلبار کمرہ مین داخل ہوا۔

باب (۴۵)

پانچ اکتوبر
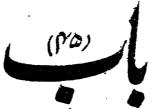
جیلبار نے اک غائر نظر تمامی کمرہ پر ڈالی اور ملکہ سے مخاطب ہوتے ہوے کہا۔

جیلبار۔ کیا آپ مجھے اجازت دینگی کے مین بادشاہ سلامت کی غیر موجودگی مین آپ سے گفتگو کرون۔

ملکہ۔ بیشک کہئے۔

جیلبار۔ آپ میری خبر سے متعجب ہو جائینگی۔
ملکہ۔ وہ کونسی خبر ہے۔
جیلبار۔ وہ یہ ہے کہ سات یا آٹھ ہزار مسلح عورتین پیرس سے ورسیلز کو آرہی ہین۔
ملکہ۔ (حیرت سے) آٹھ ہزار عورتین۔
جیلبار۔ جی حضور اور یہان آنے تک اُنکی تعداد بیس یا تیس ہزار تک پہونچ جائیگی
ملکہ۔ اُنکے آنیکا مقصد۔
جیلبار۔ وہ بھوکے ہین اور اپنے بادشاہ سے روٹی چاہتے ہین۔
ملکہ۔ (پریشان ہوکر) پھر اب کیا کرنا چاہیے۔
جیلبار۔ سب سے پہلے بادشاہ کو ان واقعات سے مطلع کرنا چاہیے۔
ملکہ۔ نہین نہین اس سے کوئی فائدہ نہوگا۔
چارنی۔ (جو کہ کمرہ مین آچکا تھا)۔
مونشیر جیلبار سچ کہتے ہین بادشاہ کو اطلاع کرنا ضروری ہے بادشاہ سے رعایا اب تک محبت کرتی ہے اُس کی اک ادنی تسلی اُن کے انتہائی غیظ و غضب کی بھڑکی ہوئی آگ کے سرد کردینے کیلئے کافی ہے۔
ملکہ۔ لیکن اوضین خبر کون دیگا، ماؤن جانیوالی سڑک انتہائی خراب اور خطرناک ہے نیز جانیوالا آدمی یقینی کس آفت مین مبتلا ہو جائیگا۔
چارنی۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہین بلا انتظار جواب اُس نے دروازہ کھولا اور سرعت سے زینہ کو طے کرتا ہوا گھوڑے پر بیٹھ گیا۔

پیرس کی طرف سے خفیف سی صدائین سنائی دیتی تھین ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی اور عورتین جوق جوق ورسیلز مین داخل ہونے لگین ملڈرفرنے ملاکر بادشاہ کی سلامتی کے گیت گانا شروع کیا اور آٹھ ہزار عورتون کی آوازون سے تمام ورسیلز گونجنے لگا ملکہ نے خوف زدہ ہوکر محل کی حفاظت کے لئے مزید فوج کو مسلط کردیا اور اُس نے پادری سے کہا۔

ملکہ۔ جائیے معلوم کیجئے کہ یہ لوگ آخر کیا چاہتے ہیں پادری دروازہ کے پاس آیا اور اونسے کہا۔

پادری۔ تم کیا چاہتے ہو؟

آٹھ ہزار آوازیں۔ روٹی، روٹی،

پادری اندر چلا گیا۔

بارہ عورتوں کا وفد مع اپنے جنرل ملڈبڈ کے دروازہ پر پہونچا لیکن دروازہ بند تھا

اب جارنی جنگل پہونچ چکا تھا۔

بادشاہ۔ کیوں خیریت۔

جارنی۔ جی ہاں دس ہزار عورتوں کا مجمع پیرس سے ورسیلز آیا ہی جو کہ روٹی روٹی پکار رہا ہی

بادشاہ۔ افسوس لیکن میرے پاس روٹی کہاں ہے؟

جارنی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ حضور ورسیلز واپس چلیں دونوں تیزی سے چل کھڑے ہوے اور ٹھیک اسوقت پچھلے دروازہ سے محل میں داخل ہو گئے جبکہ عورتوں کا وفد اندر جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔

بادشاہ۔ دروازہ کھلوا دو۔

ملکہ۔ لیکن..........

دروازہ کھلوا دو لوئس پانزدہم نے کہا بادشاہ کا محل مسافر خانہ ہونا چاہیے ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔

باب (۴۰)

پانچ اکتوبر کی روشنی

جارنی اور جیلبار سیڑھیوں سے اوتر کر نیچے گئے اور کہا کہ دروازہ کھولدو۔

دروازے کھل گئے اور وفدار داخل ہوا۔

موئیسر نامے شخص تمہید شروع کرنے والا تھا اور میڈلائن جسپری نقارہ بجانیوالی لڑکی عورتون کی طرف سے گفتگو کرنیوالی ہو۔ موئیسر نے چند جملے تمہیداً کہے اور نوجوان نقارہ بجانیوالی لڑکی کو پیش کیا۔

جناب روٹی کا لفظ اُس غریب کے منھ سے نکلا اور وہ بیہوش ہوکر گر پڑی۔

اندری نے فوراً ہی اپنی سونگھنے والی بوتل پیش کی جو اُسے سونگھائی گئی جب میڈلائن کو ہوش آیا اُس نے اپنے کو بادشاہ کی گود مین پایا۔

بادشاہ۔ بولو، بولو، مری بچی تم کیا چاہتی ہو؟

میڈلائن۔ آپ ایک حکم تحریر فرمایئے۔

بادشاہ۔ کس بات کا۔

میڈلائن۔ کہ آٹا پیرس بہم پہونچایا جائے بادشاہ نے فوراً ایک حکم تحریر کردیا اور وفد خوشی خوشی بادشاہ کے محل سے نکلا۔

تمامی عورتون نے بادشاہ سلامت کے نعرے بلند کئے۔

اگلی آن مین بادشاہ کو اطلاع ملی کہ لیفیٹی ایک کافی تعداد کے مجمع کے ساتھ ورسیلز میں آیا ہے۔

بادشاہ اپنے کمرہ مین پریشان تھا۔ کہ اندری کمرہ مین داخل ہوئی۔

اندری۔ مین حضور کو ملکہ کا پیغام پہونچانے آئی ہون کہ حضور فوراً اپنے خاص سپاہیون کے ساتھ سرحد کے باہر چلے جائین۔

بادشاہ۔ (سر ہلا کر) مفرور بادشاہ، مفرور بادشاہ۔

(ملکہ کو آتے دیکھکر) تم یہان کیون آئی ہو۔

ملکہ۔ مرنے کیلئے۔

جیلیبار تیزی کے ساتھ کمرہ مین داخل ہوا۔

جیلیبار۔ حضور نے غالباً سنا ہوگا کہ لیفیٹی آیا ہے اور حضور سے ملنا چاہتا ہے۔

بادشاہ - تم لوگوں میں سے کوئی جاؤ اور اُس سے کہو کہ وہ اور یسا آوے تمام درباری دو قطاروں میں کھڑے ہو گئے لیفٹی کمرہ میں داخل ہوا اور اُس نے جھک کر سلام کیا۔
بادشاہ - آؤ جنرل میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

چلو دوسرے کمرہ میں چلیں آؤ جیلبار تم بھی چلو جب کہ تینوں آدمی کمرہ کی طرف بڑھے تو ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور دبی زبان سے کہا۔

ملکہ - لیکن کل بچاؤ غیر ممکن ہوگا - آج مغرب کی ایک سبیل ہے رات کافی آچکی ہی تین بجے تک درباری مجلس شوریٰ قائم رہی اور اسکے بعد تمام لوگ اپنی اپنی جگہ واپس گئے۔

ملکہ جب اپنے کمرہ میں جانے لگی اُس نے جارج ڈٹی چارنی کو دروازہ پر مسلح کھڑا دیکھا۔

ملکہ - کیوں یہاں تمھیں کس نے مسلط کیا - ؟

جارج - میرے بھائی نے -

ملکہ - تمھارا بھائی کہاں ہے ؟

جارج - بادشاہ کے پاس -

ملکہ - کیوں -

جارج - اس لئے کہ وہ خاندان کا سردار ہے اور اُسے بادشاہ کے لئے جان دینا چاہیے -

ملکہ - اور تم ملکہ کے لئے جان دو گے -

جارج - یہ میری دلی تمنا ہے -

ملکہ - شکریہ اور میری طرف سے اپنے بھائی کا بھی شکریہ ادا کردینا -

قریب تین بجے کے جیلبار اور لیفٹی دونوں محل سے رخصت ہوئے یہ رات دربار میں اک نہایت خوفناک رات تھی قریب قریب ہر شخص اپنی جان جانے کے خوف سے ڈر رہا تھا آج ہی کے دن دو فوجیں آچکیں تھیں ایک صف روٹی چاہتی تھی اور دوسری انتقام - ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ پہلی فوج لاڈرہ اور لیفٹی کے زیر کمان تھی تاریخ نے اُن لوگوں کے نام نہیں دیئے ہیں جو کہ دوسری فوج کے بانی مبانی ہیں۔

مارت - ہم اس شخص کو جانتے ہین یہ شخص ہوٹل ڈی وائل مین بھی لوگون کو بھڑکا رہا تھا
اور یہ شخص اکثر راتون کو نکلتا تھا تاکہ لوگون مین باغیانہ جوش دوڑ جائے -
دریمری - یہ اک نیا شخص ضرور ہے جو باؤنا اور گبرا تھا -
یہ شخص بھی بغاوت پھیلانے مین فرد تھا جس کی آواز سے لوگ مسحور ہو جاتے تھے ،
ڈیوک ڈی آلگن - یہ مشہور تھا کہ ملکہ کا جانی دشمن ہے -
غریب ہم سمجھے کہ یہ تینون آدمی لیفیٹی کی فوج کو لئے ہوئے ورسیلز مین داخل ہوئے
کیونکہ لیفیٹی قبل مین اکیلا بادشاہ سے ملنے آیا تھا -

اس فوج کا ورسیلز آنے سے مقصد صرف قتل غارتگری اور لوٹ تھا - ان لوگون نے
آتے ہی - ایک بندوق کا فیر کیا اور پانچ چھ سو آدمی بادشاہ کے دروازہ پر جھپٹ پڑے
یہ فوج دو حصون پر تقسیم ہوئی ایک بادشاہ پر حملہ کرنے کے لئے اور دوسری ملکہ پر -
ہم ناظرین کو بادشاہ پر حملہ کرنے والی فوج کے ہمراہ لے چلتے ہین -
دروازہ پر ایک سپاہی اور ایک افسر پہرا دے رہا تھا -
سپاہی - یہ کون جا رہا ہے ؟ یہ کون جا رہا ہے ؟ تین بار پوچھنے کے بعد اُس نے بندوق
چھتیائی - افسر دوڑا اور حملہ آورون سے کہنے لگا -
افسر - تم لوگ کیا چاہتے ہو ؟
کئی آوازین - ہم لوگون کو جانے دو ہم بادشاہ کے خیرخواہ ہین -
افسر - اگر خیرخواہ ہو کر لڑائی لڑنے آئے ہو ؟
جواب مین اُسے قہقہون کی آواز سنائی دی -
افسر کوئی دوسرا نہ تھا بلکہ خود کاونٹ ڈی جارنی تھا اُس نے اپنی تلوار نکال لی ،
اور بے محابا اُن پر حملہ کرنے لگا -
سنتری نے دروازہ کھولکر پانچ چھ سپاہیون کو آواز دی اور لڑائی زور شور سے

ہونے لگی۔

اتنے مین ایک اور سنتری دروازہ سے نکلا اور اُن سے کہا۔

جناب لڑائی روک دیجئے بادشاہ ان لوگون سے ملنا چاہتے ہین اُن لوگون کے اندر جانے پر دروازہ پھر بند کردیا گیا اور تقریباً ایک ہزار آدمیون نے دروازہ پھڑپھڑانا شروع کیا۔

اب ہم ناظرین کو ملکہ کے محل مین لیے چلتے ہین دیکھئے اسپر کیا گذری دوسرا حصہ خروج کا ملکہ کے کمرہ کی طرف روانہ ہوا۔

زینے چھوٹے تھے اور صرف دو آدمی ایک ساتھ جا سکتے تھے اور جارج ڈی جارنی محافظت کر رہا تھا اُس نے تین بار پوچھا کہ یہ کون جا رہا ہے جواب نہ پانے پر اُس نے بندوق کا فیر کردیا۔

بندوق کی آواز ہوتے ہی ملکہ کے کمرہ کا دروازہ کھلا اور اندری باہر نکلی اور بولی جارج ملکہ کی جان بچائیے یہ لوگ اُس کی جان کے خواہان ہین جارج نے کہا جلدی سے سکنی چڑھا لیجیے مین اُسوقت تک مرونگا جب تک کہ ملکہ نہ بھاگ جائے دو عورتون کے ساتھ ملکہ ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ مین بھاگتی رہی تاکہ بادشاہ کے کمرہ تک پہونچ جائے اور اندری دروازونکی سکنیاں چڑھاتی رہی۔

(صبح)

محل کے ہال مین ایک شخص ملکہ کا منتظر تھا۔ یہ شخص کاونٹ جارنی تھا جو کہ ولیعہد اور شاہزادی کو لیے ہوے کھڑا ہوا تھا۔

ملکہ۔ بادشاہ کہان ہے تم نے اُسکے بچانے کا مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

چارنی - وہ محفوظ ہے -

ملکہ - کہان ہے -

چارنی - وہ آپ ہی کو دیکھنے کیلئے دوسری غلام گردش سے گئے ہین جبکہ آپ یہان آئیں -

برابر ہی کمرہ سے حملہ آورون کی آوزین آنا شروع ہوگیں کہ ہم ویٹو کی جان لین گے - کیونکہ وہ اسی لائق ہے -

اسیوقت بادشاہ دوسرے دروازہ سے داخل ہوا اور ملکہ اُس سے لپٹ گئی حملہ آور دروازہ توڑنے مین مصروف تھے -

بادشاہ دوسرے کمرہ مین کچھ قیمتی کاغذات جلانے کی غرض سے چلا گیا -

اور چارنی نے تمام فرنیچر دروازہ کے سامنے ڈھیر کردیا -

چارنی - (بادشاہ سے) حضور اس غلام گردش کے بالکل آخری کمرہ مین مع ولیعہد اور شاہزادی کے تشریف لیجائیں اور سکتی چڑھالین ان لوگون سے سمجھ لونگا - اتنے مین شور و شغب کی آوازین موقوف ہوگئیں اور بیلو کی آواز سنائی دی -

بیلو - مونشیر ڈی چارنی کیا آپ ہیں !

بادشاہ اور ملکہ کہان ہین ؟

چارنی - یہان حفاظت سے ہین -

بادشاہ - دروازہ کھولدو دروازہ کھلتے پر لیفٹی جیلیبار اور بیلو کمرہ مین داخل ہوئے - ان کے پیچھے کپتان گوڈرن تھا جو کے سینٹ فیلی پی - ڈی - رول مشہور پلٹن کا افسر تھا -

بادشاہ کی عمر دراز ہو ملکہ عمر دراز " بیلو نے کہا "

بادشاہ (لیفٹی سے) اب کیا کرنا چاہیے -

لیفٹی - بہتر یہ ہوگا کے حضور چھجے پر تشریف لیجائیں اور رعایا آپ کو دیکھ لے -

بادشاہ نے بلا پس و پیش دروازہ کھولا اور چھجے پر چلا آیا تمام رعایا بیساختہ بادشاہ کی عمر دراز ہو چلانے لگی ملکہ کہان ہے " کا مجمع سے پھر شور بلند ہوا -

لیفٹنٹ۔ (ملکہ سے) رعایا حضور کو دیکھنا چاہتی ہے۔
ڈرئیے نہیں آپ پیچھے پر تشریف لیجائیے ملکہ نے دروازہ کھولا اور وہ بھی پیچھے پر نظر آنے لگی۔
ملکہ کی عمر دراز ہو مجمع نے کہا۔
بادشاہ۔ (لیفٹنٹ سے) آپ رعایا سے کہدیجیے کہ کل ایک بجے بادشاہ ملکہ اور بچے پیرس روانہ ہوں گے (ملکہ سے مخاطب ہوکر) اب اپنے کمرہ میں جائیے۔
ملکہ اور چارنی دونوں جیسے ہی کمرہ میں پہونچے کہ انھوں نے ایک لاش پڑی دیکھی۔
چارنی۔ مجھے انتہائی مسرت ہے کہ میں نے آج اپنے بھائی جارج کو ملکہ کے لیے جان دیتے ہوے دیکھا۔

(۴۸)

جارج ڈی چارنی

چند گھنٹوں کے بعد جب کہ ملکہ بادشاہ اور اس کے بچے ہمیشہ کیلئے ورسلز سے رخصت ہوگئے۔ ایک کالی پوشاک میں ملبوس شخص لاش پر جھکا ہوا نظر آیا جو کہ شاہی محل کے ایک گوشہ میں پڑی ہوئی تھی اس کے برابر ہی دوسرا شخص کھڑا تھا اور اس سے تین قدم کے فاصلہ پر ایک تیسرا شخص ایستادہ تھا۔
یہ لاش ایک بائیس سالہ نوجوان کی تھی جس کے سینہ اور پسلیوں پر گہرے گہرے زخم تھے کالی پوشاک میں ملبوس شخص جیلبار تھا اس کے برابر والا کاؤنٹ دی چارنی اور تیسرا شخص بلیو تھا۔
جیلبار انتہائی غور وخوض کے ساتھ لاش کو دیکھ رہا تھا بالآخر اس نے اپنی بھرائی

آواز مین کہا یہ قطعی مر گیا۔

کاونٹ دی جارجی نے دونون ہاتھون سے اپنا منھ چھپا لیا اور رونا شروع کیا، بیلو نے کہا۔

بیلو۔ مونشیر جیلبار کیا جمہوریت کے حامیون کا یہی دستور ہے؟ مین نے بدمعاشون کو برے آدمیون کو بھی قتل کرتے دیکھا اور آج مین نے ان بدمعاشون کو اچھے آدمیون کو قتل کرتے دیکھا نہ معلوم یہ جہال کیا کرین گے۔

جیلبار۔ بیلو سب سچ ہے۔

بیلو۔ کچھ بھی ہو مین اس گاؤن سے واپس جانا چاہتا ہون۔

جیلبار۔ یہ غیر ممکن ہے۔ تم بیلوگون کو چھوڑ جانا چاہتے ہو تمھین یہان رہنا ہوگا۔

بیلو۔ لیکن مین اپنے خاندان کو کیا کرون۔

جیلبار۔ جس شخص کو وطن کی محبت ہوتی ہے اسے خاندانکا خیال نہین ہوتا۔ سنو ایک غریب کاشتکار پیرس آتا ہے اور یہان آکر بادشاہ اور ملکہ کی جان بچاتا ہے۔

بیلو۔ یہ کیسے؟

جیلبار۔ اس طرح سے کہ جس طرح سے تمھاری آوازانھون نے باسٹل فتح کر لیا بدقسمتی سے تم ملک کو اس وقت چھوڑتے ہو جبکہ ملک کو تمھاری موجودگی کی ضرورت ہے۔

بیلو۔ اچھا تو مین نہ جاؤن گا۔

باب (۴۹)

سفر

بعض وجوہات سے ہم بیتو اور سباستین جیلبار کے سفر کا حال نہ بیان کر سکے۔ اب ہم لکھتے ہین۔

جیلبار نے بتیو کو کالج لوگیس کی گرنڈ مین سیباستین کو لینے کے لئے بھیجا تھا وہ سیباستین کے ساتھ جیلبار کے پاس واپس آیا۔

جیلبار - بیٹا مین آج کل ضرور تون مین بھینسا ہوا ہون بہتر یہ ہوگا کہ اگر تم قصبہ ویلا کو تریہ واپس جاؤ۔

سیباستین - مجھے تمیں رشاد مین کوئی عذر نہین جیلبار نے بتیو کے ہاتھ مین سیباستین کا ہاتھ دیا اور اُسکو ورس اشرفیان دین - اور ایک خط راہب فو تریہ کے نام لکھدیا۔

جیلبار - بتیو تم انکی حفاظت کے ذمہ دار ہو۔

بتیو - بہتر۔

بتیو سبستین کے ساتھ سیدھی سڑک روانہ ہوا۔

وہ مختلف گاؤن اور قصبون سے گذرتے ہوئے جارہے تھے جو کہ پیرس کے واقعات سے انتہائی خوفزدہ ہو رہے تھے کیونکہ یہ جولائی اور اگست کا زمانہ تھا۔

بتیو اپنی سر پر ایک فوجی ٹوپی لیے ہوے تھا اور ایک تلوار اُس کے پہلو مین لٹک رہی تھی جس کو اُس نے تیرہ اور چودہ جولائی کی لوٹ مین پایا تھا آخرکار دونون گھومتے گھامتے واپس تک پہونچ گئے جو کہ ویلا کو تریہ سے چند میل دور تھا۔

بتیو - اگر تمھارا کوئی ہرج نہو تو ہم ہارسنٹ ہوتے ہوے ویلا کو تریہ نکل چلین۔

سیباستین - اچھا ہے ہم وزیلا کی قبر کی بھی زیارت کرینگے۔

دونون پھر مڑ چلے آخرکار دونون ہارسنٹ مین داخل ہوے۔

بتیو نے دیکھا کہ اُس کا مکان مسمار ہو چکا ہے دروازہ بند تھا اور ایک کالا کتا دروازے سے بندھا ہوا تھا۔

بتیو - چلو ہم اک ایسی جگہ چلین جہان کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہو دونون قبرستان مین گئے جہانکہ اونکی مان دفن تھی،

بیشک وہان سوائے گھانس کی زیادتی کے اور کوئی تغیر نہ تھا۔

دونون وہان سے پھر چل کھڑے ہوئے ویلڈ کو تریہ تقریبًا ایک میل کے فاصلے پر تھا دونون ویلڈ کو تریہ سے ہوتے ہوتے پہونچ گئے۔

باب (۵۰)

کنجوس پھوپھی

بٹیو جب قصبہ مین پہونچا اُس نے ایک نمایان فرق دیکھا اُس راہب کے مکان پر دستک دی اُسکی آمد کی خبر تمامی قصبہ مین مشہور ہوگئی اور لوگ جوق جوق اُس سے ملنے کے لئے آنے لگے۔

راہب خود تو کہین گیا ہوا تھا اور وہان ایک راہبہ موجود تھی پہلے تو وہ ایک سپاہی کو آتے ہوئے دیکھکر ڈر گئی۔

بٹیو نے خط اُس کے حوالہ کیا اور پانچ اشرفیان دین اور خود مکان سے باہر نکل آیا۔

بٹیو نے باہر پندرہ بیس[۱۵] آدمیون کو اپنا منتظر دیکھا جو اُس کے منہ سے پیرس کے اخبار سننے کے لیے آئے تھے، اُس نے باسٹل کی فتح کے سلسلہ مین میلارڈ اور بلیو کے کارنامے بیان کرنا شروع کیے۔

تقریبًا ایک گھنٹہ کامل وہ اُن لوگون سے بیان کرتا رہا اور انھین لوگون کی ہمراہی مین وہ اپنی پھوپھی انجلیک کے گھر روانہ ہوا۔

مکان پہونچنے پر اُس نے مکان مقفل پایا کیونکہ اُس کی پھوپھی کہین گئی ہوئی تھی۔

بٹیو نے اپنی تلوار نکالی اور ایک سپاہی والے پرانے زنگ آلود قفل کو کاٹ دیا، دروازہ کھولکر وہ اندر گیا اور کھانے کی چیزین تلاش کرنے لگا۔

تو بہت خوش قسمت تھا کیونکہ اُسدن اُسکی پھوپھی نے مرغ کا گوشت اور چاول پکا کر رکھے تھے۔ اُس نے بلا کچھ تامل کھانا شروع کردیا جبکہ تقریباً پیٹ بھر چکا تھا اُسکی پھوپھی کمرہ مین داخل ہوئی جسکو دیکھتے ہوے بلتو نے کہا۔

بلتو۔ کیا آپ نے مجھے نہین پہچانا مین آپکا بھتیجا ہون۔

یہ کہکر اُس نے اپنی بوڑھی پھوپھی کو اس زور سے گلے لگایا کہ بیچارے کو سانس لینا محال ہوگیا۔

جیسے ہی اُسکی نظر چاولون پر پڑی اُس نے جھلاکر کہا۔

پھوپھی۔ بدمعاش تو مجھے لوٹنے آیا ہے جا مرے گھر سے نکل جا۔

بلتو۔ پھوپھی رحم کیجیے۔ ابھی مین نے کھانا کھایا ہے کم از کم اتنی دیر تو بیٹھنے دیجیے کہ میرا کھانا ہضم ہوجائے۔

پھوپھی۔ نالائق میرے مکان سے دور ہو ورنہ مین تیری کوڑون سے خبر لونگی

بلتو۔ مجمع سے مخاطب ہوکر جوکہ باہر اُس کا منتظر تھا۔

حضرات دیکھیے میری پھوپھی مجھے نکالے دیتی ہے اور مین وہ ہون کہ جس نے باسٹیل فتح کرلیا ہے اور مجھے جنرل لیفٹی کی دوستی کا شرف حاصل ہے۔ لیکن میری پھوپھی کو میری قدر نہین لہذا مین نے جسقدر بھی کھانا کھایا ہے مین اُسکی قیمت دیے دیتا ہون۔

یہ کہکر اُس نے اک ہاف کراون پھینک دیا اور خود مع ایک مجمع کے اکطرف کو روانہ ہوا۔

باب (۵۱)

جمہوریت

بلتو مجمع سے جدا ہوا اور ایم ہیلو کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔

مکان کے سامنے ایک لڑکا گھوڑا لیے ہوئے کھڑا تھا۔

بیتو۔ کہو برنارڈ اچھے تو ہو؟

غریب لڑکا سپاہی کو دیکھکر ڈر گیا۔ لیکن بیلو کی بیوی پہچان گئی اور باہر نکلکر بولی،۔

میڈم بیلو۔ بیتو تم ہو۔ بھلا تمھیں کون پہچان سکتا ہے۔ شاید تم کیتھرائن کے تلاش میں آئے بیتو۔ تمام کاشتکار اور ملازم اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

میڈم بیلو۔ تم شاید پیرس سے آ رہے ہو کہو تمھارا مالک کیسا ہے۔

بیتو۔ اچھا ہے۔

میں نے اور میرے مالک نے باسٹل فتح کیا اب تمام ملازمین نے زور دینا شروع کیا کہ وہ تمام افسانہ بیان کریں لیکن بیتو کیتھرائن کے دیکھنے کے لئے بیچین تھا۔

ملازموں نے سڈر کا پیالہ اس کے سامنے پیش کیا میڈم بیلو کیتھرائن کو بلانے گئی۔

کیتھرائن کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بال بنانے میں مصروف تھی۔

کیتھرائن مطلع ہو کر کچھ دیر بعد آئی۔

ایک ملازمہ۔ انکے پاس تلوار بھی ہے۔

کیتھرائن۔ کیوں۔

بیتو۔ اس لئے کہ میں جرمن اور سوئز سواروں سے لڑا ہوں اور انھیں موت کے گھاٹ اتار کر آیا ہوں اگر تمھیں یقین نہو تو تم اپنے والد سے پوچھ لینا۔

کیتھرائن۔ اور میرا باپ کیا ہے۔؟

بیتو۔ خیریت ہے۔

بیتو نے محسوس کیا کہ کیتھرائن کا برتاؤ اس کے ساتھ بالکل سرد مہری لیے ہوئے ہے یہ خیال کر کے وہ دل ہی دل میں پریشان تھا۔

کیتھرائن۔ میرا باپ کیوں واپس نہیں آیا۔

بیتو۔ اس لیے کہ جیلیا نے انھیں روک لیا

کیتھرائن - اور تم یہان کیون آئے ہو؟

بلیو - اس لئے کہ مجھے سیباسٹین کو راہب کے پاس پہونچانا تھا اور مسٹر بلیو کے احکام آپ کو سنانا ہین میڈم بلیو اوٹھی اور اُسنے بالکل تخلیہ کر دیا -

دل شکستہ عاشق،

دونون عورتین ہمہ تن گوش ہوکر بلیو کے احکام سُننے لگین -

بلیو - موسیٔو بلیو نے کہا ہے کہ آپ قطعی پریشان نہون - اونکا حکم یہ ہے کہ آئندہ سے آپ کے بجائے تمام انتظام میڈماسل کیتھرائن کا ہو -

میڈم بلیو - مجھے کوئی انکار نہین ہے مین آج تک کا کل حساب کیتھرائن کو سمجھا دینے کیلئے تیار ہون کیونکہ وہ جوان ہے اور مجھ سے زیادہ کام کی صلاحیت رکھتی ہے -

بلیو - مجھے بھی میرے مالک کا یہی حکم ہے کہ مین یہین رہکر میڈم کیتھرائن کا ہاتھ بٹاؤن -

میڈم بلیو - لیکن یہ نہین ہوسکتا - جوان لڑکیان مردون کے ساتھ نہین گھومتین -

بیچارہ عاشق غمگین ہو کر رہگیا -

علی الصباح ناشتے کی میز پر تمام کاشتکارون اور ملازمون کے سامنے میڈم بلیو نے کنجیان نکالین اور کیتھرائن کو دین اور اُس نے تمام حساب کیتھرائن کو سمجھا دیا - اور اُس کے بعد اُس نے تمام کاشتکارون سے مخاطب ہو کر کہا -

میڈم بلیو - میرے بچو ہمارا مالک ابھی پیرس سے نہ آئیگا اس لئے اُس نے تمہارے لیے ایک نیا مالک تجویز کیا ہے اور وہ میری بیٹی کیتھرائن ہے - مین بڑھی ہوگئی ہون اور تم پر ایک جوان مالک کی حکمرانی کی ضرورت ہے تم اُسے چند پیر دیا اور اُس سے رسید لینا اُسکے احکامات بجالانا تم پر فرض ہونگے -

کسی ملازم نے مخالفت نہ کی اور سب خوشی خوشی وہاں سے چلے گئے۔

بیتو۔ میرے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔

کیتھرائن۔ کیتھرائن کیا۔

بیتو۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی کوئی کام ملجائے۔

کیتھرائن۔ لیکن میرے یہاں تمھارے لیے کوئی کام نہیں۔

بیتو۔ لیکن مجھے مونشیر بیلو کا یہی حکم ہے کہ میں یہیں رہوں۔

کیتھرائن۔ لیکن وہ اسوقت مالک ہے، اور اب میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتی، میں لافرٹی ملن جارہی ہوں۔

یہ کہکر وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور چلدی۔ دل شکستہ عاشق دل تھام کر رہگیا۔

رقیب

بیتو کچھ سوچکر اُس طرف روانہ ہوا جس طرف کیتھرائن گئی تھی۔ لیکن اُس نے سیدھی سڑک چھوڑدی اور کھیت کھیت چلنے لگا۔

وہ بہت تیز جارہا تھا آخرکار اُس نے دور کی سڑک پر کسی گھوڑے سوار کو جاتے دیکھا۔

اب وہ اُس مقام پر پہونچ گیا جہاں پر ایک تختی لگی ہوئی تھی جسپر کہ حسب ذیل تحریر تھی لافرٹی ملن سے پرسوتی جانے کا راستہ اس نے دیکھا کہ کیتھرائن پرسوتی کی طرف مڑ گئی، اُس نے پھر اپنی رفتار تیز کی حتےٰ کہ کیتھرائن کو اُس نے اُترتے ہوئے دیکھا، وہ ان گھنے درختوں کی آڑ میں بڑھتا چلا گیا اب تھوڑے فاصلہ پر اُس نے ایک جوان خوبصورت آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ یہ شخص کاونٹ ڈی چارنی کا سب سے چھوٹا بھائی اسی ڈی چارنی تھا

بیتو کے دل سے بیساختہ آہ نکلی۔

کیتھرائن آگے بڑھی اور اس نے کہا۔

کیتھرائن۔ آج مجھے دیر ہو گئی میں اس کی معافی چاہتی ہوں۔

بیتو۔ (اپنے دل میں) اچھا!

کیتھرائن۔ تم نے پیرس کے تازہ اخبار سنے؟

اسی ڈور۔ ہاں۔ مگر تمھیں کیونکر اطلاع ہوئی۔

کیتھرائن۔ میں نے بیتو سے سنے۔

اسی ڈور۔ کون۔ وہی بیتو جس کی لمبی لمبی ٹانگیں ہیں بیتو نے گھبرا کر اپنی ٹانگیں دیکھنا شروع کیں۔

اسی ڈور نے کیتھرائن کو پکڑ لیا اور ایک دیرپا بوسہ لیا بیچارہ بیتو اسوقت تک اپنی آنکھیں بند کیے رہا۔

بیتو (اپنے دل میں) میں اب بیلو کے وہاں نہ جاؤنگا کیونکہ میں ایک ایسی عورت کی روٹی نہیں کھا سکتا، جو بجائے میرے دوسرے مرد سے محبت رکھتی ہے۔ میں اب ہارمنٹ جاؤنگا جہانکہ میں پیدا ہوا۔

یہ سوچکر وہ ہارمنٹ کی طرف چلا آیا۔

باب (۵۴)

جمہوریت کی وبا

ویلا کوتریہ پہونچنے پر دس بج چکا تھا۔ وہ ڈافل ہوٹل میں جاکر مقیم ہوا۔

بیتو تمام رات بڑے بڑے خواب دیکھتا رہا صبح ہوتے وہ ہارمنٹ کی طرف روانہ ہوا ہارمنٹ پہونچنے پر اس نے ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر لیلیا اور وہیں مقیم ہوگیا۔

روزانہ لوگ اُس کے پاس پیرس کے واقعات سننے کے لیے آتے تھے، جسکو وہ انتہائی لطف سے بیان کیا کرتا تھا۔

رات میں عموماً وہ دو تین خرگوش مار لایا کرتا تھا جو اس کے آذوقہ کے لئے کافی ہوتے تھے۔

ایکدن جب اُس کی آنکھ کھلی تو اُس نے دیکھا کہ اُس سے ملنے کے لئے تیس چالیس آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔

کلاٹ ٹیلر نامی بڑھئی اُس کے سامنے بڑھا اور اُس نے کہا۔

کلاٹ۔ ہم لوگ سونچتے رہے کہ ہم لوگوں کو اپنی آزادی کے خیال سے مسلح ہونا چاہیئے۔

بلیتو۔ یہ سب سچ ہے۔

ماڈ۔ تو بتائیے ہم ہتھیار کہاں پائیں۔

بلیتو۔ جسوقت کہ میں یہاں سے گیا تھا اسوقت قصبہ میں پانچ بندوقیں تین تلواریں ایک یکنالہ اور ایک دونالہ ریوالور تھا۔

کلاٹ۔ لیکن ہم لوگوں کے پاس صرف چار بندوقیں ہیں۔

بلیتو۔ اس طرح سے بھی پانچ آدمی مسلح ہو سکتے ہیں۔

کلاٹ۔ وہ کیونکر۔

بلیتو۔ اس طرح سے چار آدمی بندوقیں لیلیں اور پانچواں آدمی ایک نیزہ جسپر مقتول کے سر بلند کیے جائیں۔

تم سب کتنے آدمی ہو۔

کلاٹ۔ ہم لوگ تیس آدمی ہیں۔

بلیتو۔ تو تمھارے لئے اٹھائیس تلواریں کافی ہونگی۔

کلاٹ۔ لیکن ہم کہاں سے لائیں۔

بلیتو۔ میں جانتا ہوں کہ راہب فورتیہ کے کالج میں تقریباً سو بندوقیں ہیں۔ میں اُن کے استحصال کی کوشش کرونگا۔ دوسرے دن جیسے ہی وہ باہر نکلا اُس نے کلاٹ ٹیلر اور اُسکے ہمراہ دو

اور نوجوانون کو دیکھا۔

کلاٹ۔ مین کچھ باتین کرنا چاہتا ہون۔

بیتو۔ کہو۔

کلاٹ۔ ہم لوگ چاہتے ہین کہ جس طرح فرانس کے قصبہ مین مسلح فوج موجود ہے اُسی طرح ہمارے قصبہ مین بھی ایک مسلح فوج کیون نہو۔ رہین تلوارین وہ تم جانتے ہو جہان سے مل سکتی ہین۔

ہم لوگون کی تعداد اسوقت تیس ہے کیا تم قواعد جانتے ہو۔

بیتو۔ (جو کہ قطعی ناواقف تھا) بیشک مین نے دس بارہ مرتبہ جنرل لیفٹ کو قواعد کراتے دیکھا ہے۔

کلاٹ۔ اچھا تو تم کیا ہماری افسری کروگے۔

بیتو۔ بیشک۔

کلاٹ۔ اچھا تو کل سے تم ہمارے کمانڈر ہو۔ اور ہمین قواعد سکھادو۔

بیتو۔ مگر تلوارین۔

کلاٹ۔ اُس کی تم فکر کروگے۔

اُسدن رات بھر بیتو اپنے کو کمانڈر بنا ہوا دیکھا کیا۔

باب (۵۵)

شاہ پسند

دوسرے دن صبح اُٹھتے ہی بیتو نے اپنی فوجی ٹوپی سر پر رکھی اور تلوار لگا نیکے بعد وہ سیدھا ویلا کو تریہ روانہ ہوا۔

وہ تقریباً ۸ بجے راہب کے مکان پہونچا۔ دستک دینے پر دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہوا۔

سیباستین باغ مین کتاب پڑھ رہا تھا وہ انتہائی گرمجوشی کے ساتھ ملا جس سے
بتیو نے پوچھا۔

بتیو - راہب کہان ہے؟

سیباستین - اپنے کمرہ مین۔

اس مکان مین ایک چھوٹا سا عجائب خانہ تھا جس مین ڈیوک آف آرلین لوئیس فلپ
لوئیس سیزدہم - اور ہنری سوم کے زمانے کے تمام ہتھیار موجود تھے جیسے ہی بتیو راہب کے سامنے
پہونچا راہب نے کہا،

راہب - کہئے جناب بدمعاش صاحب آپ کیسے تشریف لائے ہین؟ آپ تو حامی جمہور ہین۔

بتیو - مونسیر موزتیہ آپ نے کیونکر مجھے حامی جمہور جانا۔

راہب - اس لئے کہ آپ انھین لوگون مین رہتے ہین جنھون نے یہ شور وشغب برپا کیا ہے۔

بتیو - لیکن اس کے معنی یہ نہین ہین کہ مین بھی انھین مین مل جاؤن۔

راہب - ربات کا لگ کہئے آپ نے یونانی زبان پڑھ لی۔

بتیو - جی ہان۔

راہب - میرے یہان تو آپ صرفی نحوی غلطیان بہت کرتے تھے۔

بتیو - اور کیا آپ سے صرفی نحوی غلطیان نہین ہوتین۔

راہب - کیا مجھ سے کوئی بہتر یونانی زبان کا عالم ہے؟

بتیو - بیشک ہوگا، دنیا بہت وسیع ہے۔

اور آپ سے اگر مین لکھواؤن تو یقینی دو تین غلطیان کرین گے۔

راہب - بدمعاش تو مجھے بناتا ہے۔

بتیو - آپ اپنے شاگردون کو کیا پڑھاتے ہین۔

راہب - جو کچھ مین جانتا ہون۔

بتیو - آپ کیا جانتے ہین۔

راہب - یونانی - فرانسیسی - انگریزی - جغرافیہ - حساب - تاریخ - الجبرا - منطق - فلسفہ

تو پھر مین کس طرح سے عالم سمجھون جبکہ آپ جرمن عربی سنسکرت جمناسٹک سائنس نہین جانتے ہ

راہب (لاجواب ہوکر) کمبخت تو سانپ ہے اچھا بتا تو کس لئے یہان آیا ہے۔

بیتو۔ مجھے پبلک نے بھیجا ہے۔

راہب۔ تم کون ہو۔؟

بیتو۔ مین قومی محافظ ہرمنٹا کا افسر ہون۔ اور مین آپکے یہان تلوارین لینے آیا ہون

راہب۔ لیکن میرے یہان تلوارین تو نہین ہین۔

بیتو۔ مگر مین نے تو اکثر تلوارونکو یہان صاف کیا ہے۔

راہب۔ لیکن مین نہ دونگا۔

بیتو۔ مین پھر مانگتا ہون۔

راہب۔ مین نہ دونگا۔ مین نہ دونگا، مین نہ دونگا۔

بیتو خاموش چلا آیا اور اُس نے ایک خط بیلو کے نام لکھا۔

"مرے مہربان مونشیر بیلو۔

جمہوریت کے دلدادگان کی فہرست مین یہان روز بروز اضافہ ہو رہا ہے مگر یہ لوگ ہتھیارون کے نہ ہونے سے مجبور ہین اگر جنرل لیفٹی ایک حکم اس بات کا لکھدین کہ جن حضرات کے پاس کافی ذخیرہ اسلحہ کا موجود ہو انسے با آہستگی ملنے پر یہ جبر چھین لیا جائے تو اُن لوگونکا زور گھٹتا ہی جائیگا۔ خادم

اینجی بیتو

مکرر یہ کہ انتوکیتھرائن اچھی ہین اور آپکو سلام کہتی ہین جواب تین ہی دن کے عرصہ مین آگیا اور ایک سپاہی نے لاکر بیتو کو دیا۔ جو کہ حسب ذیل تھا، ایک سے زیادہ بندوق یا تلوار رکھنے والون کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ تمام اسلحہ مقامی افسرونکو دیدین یہ حکم تمامی ملک کیلئے ہے۔

لفافہ پر حسب ذیل تحریر تھی۔ اینجی بیتو کمانڈر آف نیشنل گارڈ آف ہرمنٹا۔

بیتھو۔ مجمع کو جمع کر کے: ابھی ابھی جنرل لیفٹی کا خط آیا ہے جس میں کہ میں کمانڈر اور تم نیشنل گارڈ کے عہدوں پر ممتاز ہوئے ہیں۔ تم لوگ فوراً ایک لفٹننٹ اور ایک سارجنٹ منتخب کر لو جو کہ میرے ساتھ راہب کے مکان تک جائے گا۔

پانچ منٹ کے اندر ماڈٹیل لفٹننٹ اور مینی کٹ سارجنٹ مقرر ہو گئے۔

یہ تینوں آدمی سیدھے راہب فورتیہ کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔

باب (۵۶)

اسلحہ بانٹے گئے
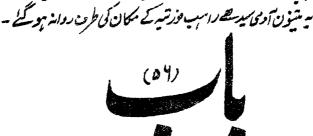
راہب فورتیہ کو اس آنے والے دن کی اطلاع نہ تھی تا کہ اتنے میں دروازہ پر دستک ہوئی۔

دروازہ کھلا تین آدمی کمرہ میں داخل ہوئے۔

راہب۔ کیوں کیا ہے۔

بیتھو۔ وزیر جنگ کا حکم ملاحظہ ہو۔

بیچارہ راہب اس حکم کو پڑھکر سخت پریشان ہوا بیتھو بڑھا اور اُس نے چند ہتھیار اٹھا لئے۔

راہب۔ یہ میرے ہیں۔

بیتھو۔ بہتر میں ڈیوک آف آرلین کے ہتھیار لیلونگا۔

وہ بڑھا اور اُس نے عجائب خانہ کا دروازہ کھولا اُس نے صرف نفیس تلوار لیلیں اور چوتھیوں ایک سنہری قبضہ والی اپنے لئے اٹھالی۔

شکلو ایک عینگ نئی فوج کی ہوئی جسمیں کہ اوبغلیں ہتھیار بانٹ دیے گئے بیتھو بہت پریشان گھبرا گیا کیونکہ وہ قواعد سے قطعی ناواقف تھا اور کل اُسے تمامی پلٹن کو

بیتو نے قواعد کیونکر سیکھی۔

بیچارہ پریشان لیٹا ہوا سوچ رہا تھا آخرکار ایک تدبیر اُس کی سمجھ میں آئی اور جنگل کی طرف روانہ ہوا ایک چھوٹی سی پہاڑی کے نیچے ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔ یہ ایک پرانے بڈھے سپاہی کا مسکن تھا جو ڈیوک آف آرلین کے عہد سے یہین مقیم تھا۔ اس کا آ . ذوقہ صرف شکار پر تھا اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ کبھی اس کا کوئی نشانہ خالی نہیں گیا اس کا نام کالوس تھا یہ جانوروں کا گوشت کھا لیتا اور اُن کی کھالین ہر سال فروخت کر ڈالتا تھا۔ اور اُسی سے وہ چھرے اور باروت خرید لیتا تھا لیکن آج وہ سخت پریشان تھا کیونکہ اُس کی پینتیس سال کی بندوق آج ٹوٹ گئی تھی اور اُس کے پاس اتنا نہ تھا کہ وہ نئی بندوق مول لیسکتا۔

بیتو جھونپڑی مین داخل ہوا۔

کالوس۔ کیا چاہتے ہو؟

بیتو۔ تم مجھے قواعد سکھا دو اور اُس کے عوض مین تم جو کچھ مانگوگے مین دونگا۔

کالوس۔ اچھا مجھے ایک بندوق دیدو بیتو نے ایک بندوق اُس کے سامنے ڈالدی بڈھا کالوس خوش ہوگیا اب اُس نے پہلے قواعد بیتو کو بتائی جس کو بیتو نے چند منٹون مین یاد کرلیا

کالوس۔ کل تک کے لئے یہ کافی ہے۔

مین تمھین روز سکھا دیا کرونگا بیتو خوش ہوکر اپنے گھر جاکر اطمینان کی نیند سوگیا۔

بیتو معزز ہو گیا

بیتو روزانہ کالوس سے قواعد سکھیا تھا اور وہیں آکر اپنی فوج کو تعلیم دیتا تھا۔
اُس نے فرانس سے کئی کتابیں قواعد کے متعلق منگائیں اور چند ہی دنوں میں اُسے ازبر کر لیا بیتو کو کیتھرائن سے اک دلی محبت تھی اور اُس کا محو کر دینا اس کی امکانی قوت سے باہر تھا آخر کار وہ اکدن ضبط نہ کر سکا اور اُسی درخت پر جا بیٹھا جس کے نیچے اسی ڈور اور کیتھرائن ملا کرتے تھے اُس نے کیتھرائن کو آتے ہوے دیکھا بالکل اتفاق سے کیتھرائن نے اُسے دیکھ لیا اور وہ وہاں سے بھاگ گئی، دوسرا دن اک خاص قواعد کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور مختلف گاؤں کے تماشائی اکٹھا تھے جن میں کیتھرائن اور میڈم بلو بھی تھی ما ٹھیک اُسی وقت نیشنل گارڈ آف ہارمنٹ جس کے آگے آگے بیتو سفید گھوڑے پر سوار تھا۔
آخر کار یہ فوج میدان قواعد تک پہونچ گئی۔
گاؤں کی اور بھی فوجیں جمع تھیں اور یہاں پر اُن گاؤں کے سرداروں اور بیتو کا مقابلہ تھا مقابل کے افسر نے قواعد کرانا شروع کی لیکن انتہائی بے تکی تھی بیچارے سپاہی کچھ نہ کر سکتے تھے۔
آخر کار بیتو کی باری ہوئی۔ اُس نے اتنے جوش و خروش کے ساتھ قواعد کرانا شروع کی کہ لوگوں کے دل کانپ گئے اور قواعد نہایت بہتر ہوئی تھوڑی دیر کے بعد اُس نے سپاہیوں کو چھٹی دی۔ اور تمام مجمع بیتو کو دعائیں دینے لگا۔
اتنے میں کیتھرائن نے کہا۔
کیتھرائن ـ تم بڑے جنرل ہونے سے مغرور ہو گئے ہو جب ہی ہمسے بات نہیں کرتے ہو۔
بلیتو ـ نہیں ایسا تو نہیں ہے۔

کیتھرائن۔ اچھا مکان چلو گے تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں

باب (۵۹)

چند پر مسرت لمحے !!!

گھر پہونچنے تک کوئی گفتگو نہ ہوئی۔

میڈم بیلو کے چلے جانے کے بعد بیتو نے کہا۔

بیتو۔ میں حاضر ہوں کہئے۔

کیتھرائن۔ تم ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے؟

بیتو۔ اس کی وجہ آپ جانتی ہیں۔

کیتھرائن۔ لیکن مجھے تم سے کچھ کہنا ہے تمنے کل مجھے جنگل میں دیکھا تھا، تم وہاں کیا کر رہے تھے۔

بیتو۔ میں وہاں پڑھ رہا تھا۔

کیتھرائن۔ تو کیا تم وہاں روز جاتے ہو۔

بیتو۔ ہاں اک عرصہ سے۔

کیتھرائن۔ میں ذرا کاؤنٹ جارنی کے مکان تک گئی تھی، مجھے چند لیموں وہاں سے لینا تھے

بیتو۔ تو کیا تمھیں لیموں مل گئے۔

کیتھرائن۔ ہاں۔ لیکن تمھیں اس سے کیا تم اک بڑے افسر ہو اور میں ایک کاشتکار کی لڑکی

بیتو۔ اصل میں تمھیں نے مجھے اسکے لیے مجبور کیا۔ تم نے مجھے کام نہیں دیا میں نے اس کا کچھ بھی تذکرہ موسیو بیلو سے نہیں کیا اچھا رخصت وہ غصہ میں بھرا ہوا اپنے گھر چلا آیا۔

خاتمہ

بتو کا دل کیتھرائن کی بیرخی سے ٹوٹ چکا تھا۔ وہ ایکبار کیتھرائن کو دیکھنے کیلئے پھر کیتھرائن کے مکان کی طرف چلا۔ وہ مکان کے قریب پہونچ چکا تھا کہ اس نے آوازیں سنیں۔

آواز۔ میرا مالک آپ سے ملنا چاہتا ہے

کیتھرائن۔ لیکن خیریت تو ہے۔

آواز۔ جی ہاں انھیں کل ایک خط ملا ہے۔

کیتھرائن۔ اچھا اُنسے کہدینا کہ تھوڑی دیر کے بعد میں ملونگی۔

ویلاکو تریہ کے گھنٹہ گھر نے دس بجایا اور بیمار عشق بتو جھاڑی میں چھپا ہوا انتظار کر رہا تھا قریب ساڑھے دس کے کیتھرائن اوس مقام پر آگئی اور اسی ڈوڈ گھوڑے پر سوار آ پہونچا۔

اسی ڈوڈ۔ کل میرے بڑے بھائی کا خط آیا ہے کہ میرا دوسرا بھائی جارج مار ڈالا گیا ہے اور مجھ کو اسکی جگہ لینا چاہیے

کیتھرائن۔ جس طرح انھوں نے ایک کی جان لی ہے اسطرح دوسرے کو بھی مار ڈالینگے۔

اسی ڈوڈ۔ مگر میں مجبور ہوں کیونکہ یہ میرے بڑے بھائی کا حکم ہے۔

کیتھرائن۔ شکر ہے خدا کا کہ تم مجھ سے محبت رکھتے ہو جاؤ جاؤ اب میں تمھیں نہیں روکتی۔

اسی ڈوڈ۔ آخری بوسہ۔

کیتھرائن۔ رخصت۔

اسی ڈوڈ نے گھوڑا تیزی کیساتھ بھگایا اور چند منٹ تک وہ دلگیر حسینہ کھڑی دیکھتی رہی بالآخر وہ گر پڑی۔

بتو جھاڑی سے نکلا اور گری ہوئی کیتھرائن کو زمین سے اُٹھا لیا۔

بتو۔ کیتھرائن، کیتھرائن مر گئی آہ تجھی کس نے قتل کیا۔ دلشکستہ عاشق کشتہ محبت کو گود میں لئے بیٹھا تھا۔

آخر فریب سوز محبت نے جان لی ہے کتنا با اثر ہے اثر ضبط آہ کا

ختم شد

نظیر بیگم — یہ اپنے رنگ کا بے نظیر ناول ہے۔ جس میں ایک بیاہتا بیوی کی وفاداری اور ایک رنڈی کی بے وفائی دکھائی گئی ہے شوہر کی جدائی اور بے اتفاقی سے بیوی مرجاتی ہے۔ آخر میں رنڈی کے مظالم سے تنگ آکر شوہر مجنون ہوجاتا ہے اور بیوی کی قبر کی تلاش میں قبرستان جاتا ہے وہاں ایک نقاب پوش عورت کو پاتا ہے جو دراصل اسکی بیوی ہے۔ مرجانے کے بعد اسے بیوی کیونکر زندل گئی؟ یہ راز صرف کتاب پڑھنے پر معلوم ہوگا۔ انداز تحریر دلکش ہے مصنف کا فوٹو بھی شامل ہے قیمت عہ

حسرت — یہ ناول اسم بامسمّٰی ہے جس میں عالم کی نیرنگیاں اور فلک ستمگار کی جفا آرائیاں دکھائی گئی ہیں۔ یہ درد و غم کا افسانہ چوٹ کھائے ہوئے دلوں کے لئے مرقع عبرت ہے جہان فانی کی لذتیں اس قابل نہیں کہ کوئی سمجھدار انسان انسے دل لگائے۔ یہ دنیا کسی کی نہیں کبھی بھی اس نے کسی کے ساتھ وفا کی شاذ و نادر ہی کسی کی امید بر آئی ہوگی صدہا نامراد اپنی امیدوں سمیت اپنی قبروں میں جا سوئے ان میں سے ایک مظفر بھی تھا کہ کامیابی کی جھلک دیکھی لیکن وہ سراب سے زیادہ پائدار نہ تھی۔ اپنی محبوبہ حسن آرا کے ساتھ چند دن بھی بسر نہ کرسکا بدقسمتی نے بیوی بچوں گھر بار سے چھڑایا غربت کے مصائب سہے۔ زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے۔ گھر پلٹا تو بیوی دوسرے کی ہوچکی۔ اندوہ ناک فسانہ شروع سے آخر تک دلکش ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ دلدوز اور دردانگیز بھی قیمت عہ

سوز — عورت کی کیادی اور مکاری کی داستان عورت کی بیوفائی۔ دوستوں کی عہد شکنی۔ خود غرضی اور خود کامی کے نتائج رنج و اندوہ کا فسانہ۔ درد و غم کی کہانی ناساعدت دنیا کی نشیب و فراز دوستوں پہ بھروسہ کا انجام۔ بے وفائی اور بے مہری کی داستان۔ عورت کی کرتوت ظالم کا ظلم اور اس کا کیفر کردار۔ ضبط و تحمل کی کامیابی۔ بہت ہی دلچسپ اور دلکش انداز میں دکھائی گئی ہے قابل دید ہے۔ عہ

آہ — محبت! آہ محبت ہے کیا شئے؟ ایک مصیبت ایک آفت صوفی اور فلسفی چاہے جو کچھ کہیں انھیں اختیار ہے۔ یہاں جو گذری ہے وہی کہتا ہوں محبت کے دام میں پھنسا اور گیا محبت ایک کو نہیں دونوں کو لے ڈوبتی ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا دونوں تباہ کن۔

اس مین سوا محرومی اور نامرادی کے کیا رکھا ہے۔ وصل کی گھڑیان میسر بھی ہون تو کس شمار
مین ہین انکا زمانہ چشمک برق سے زیادہ نہین پھر وہی جدائی ہے اور رنج و محن اور
اس سے اگر کچھ حاصل ہوتا ہے تو صرف "دو آہ" اور یہین یہ منزل ختم ہو جاتی ہے
اس "دو آہ" سے آشنا ہونا چاہتے ہو تو اُسے پڑھو اور سبق حاصل کرو۔ اور دنیاوی چیزون
کی محبت مین اپنی ہستی تباہ نہ کر دو۔ عہ

آئینہ روزگار۔ زمانہ سازون اور فتنہ پردازون کی چالیں۔ نوجوانی کی غلطیان
بوالہوسی کے خطرناک نتائج۔ بچون کو زیور پہنانے کا برا انجام۔ ہر کس و ناکس پر بلا پورے
تجربہ کے بھروسہ کرنے کا دردناک نتیجہ۔ دلالہ عورتون کی کارستانیان دولت کا لالچ۔
چور بدمعاشون کی سازشین اور اونکے مضر نتائج۔ ایک عورت کا شریر اور فتنہ جو لوگون
کی سازش سے نجات پانا اور ان بدمعاشون کا اپنی سزا کو پہونچنا۔ ضمناً ایک دوسرا قصہ
بھی آگیا ہے جس مین ایک مندر کے پوجاری کے عصمت شکن ہتھکنڈے اور ایک لڑکی
کی عفت مآبی کا ذکر ہے جس نے ناول کو اور بھی زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے۔ عہ

شمع سحر۔ ایک انگریزی ناول کا قابل دید ترجمہ ہے۔ مترجم نے کوشش کر کے قصہ کو
ایشیائی مذاق کے موافق بنا دیا ہے۔ اصل کتاب انگلستان کے ایک مشہور ناولسٹ کی تصنیف ہے
اصل کتاب کی خوبی کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی کی
فہرست مین شامل ہے۔ جس پایہ کی کتاب ہے اسی پایہ کا ترجمہ بھی۔ پڑھنے سے ترجمہ نہین
معلوم ہوتا بلکہ اوریجنل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲

گلبدن۔ ایک غریب کا اتفاقاً لاٹری مین دولت پا کر دولتمند ہو جانا پھر دولت کے نشہ
مین آکر اعزا اقربا سے نفرت کرنا۔ اولاً اپنی لڑکی کی نسبت اپنے بھتیجے سے کر کے اس سے پھر جانا
لڑکی کا دوسری جگہ شادی پر راضی نہونا اور خودکشی پر تیار ہونا پولیس انسپکٹر حامد کا لڑکی
کی مدد کرنا اور مختلف خطرات سے بچانا۔ ایک اور عورت کا اپنے شوہر کو زہر دیکر قتل کرنا
اور بدمعاشون کا ساتھ دینا۔ پولیس انسپکٹر کی عیارانہ چالین۔ پولیس اور قزاقون کی
مڈبھیڑ۔ چورون کی چالبازیان اور پولیس کی حکمت عملی۔ پولیس کی کامیابی بدمعاشون کی

شکست لڑکی کی کامیابی سراغ رسانی کا بہت ہی دلچسپ ناول ہے۔ ۱۲/

گیتی آرا۔ بری صحبت کا انجام۔ بدچلنی اور بدمعاشی کے نتائج۔ شراب خانہ خراب کے کرتوت۔ ایک رئیس کی تباہی۔ یورپین تہذیب کے تباہ کن کرشمے ایک مظلوم عورت کی کامیابی۔ بے وفا بدمعاش اور بدچلن شوہر کی بدکرداریوں کا انجام۔ شروع سے آخر تک سوز وگداز اور درد و اندوہ سے معمور ہے۔ بہت ہی دلکش اور درد بھرا فسانہ ہے

قیمت .... عہ

مکافات عمل۔ ایک سنسنی خیز اور پردرد فسانہ۔ محبت کی باتیں۔ عشق کے چوچلے وصال و فراق کی داستان۔ راز و نیاز کی باتیں اور محبت کی کرشمہ سازیاں۔

قیمت .... ۸؎

پارۂ دل۔ ایک دلگداز فسانہ۔ گردش تقدیر کے کرشمے۔ جدائی اور نامرادی کی داستان حسن و عشق کا معاملہ بہت ہی دلسوز اور جگر دوز فسانہ ہے

قیمت .... عہ

طواف زمین۔ امریکہ کے اصلی باشندے چلتی ہوئی ٹرین کو اب بھی روک لیتے ہیں " طواف زمین " کے ناظرین کس قدر لطف اندوز ہوں گے جب اونھیں گاڑی سے انجن کے ٹوٹ کر بھاگنے کا واقعہ معلوم ہوگا۔ صدہا عجیب و غریب واقعات سے مملو ہے لندن بنک کی چوری سراغ رسانوں کی بے قراریاں ایک جنٹلمین کا زمین کے گرد سفر ۱۸۷۲ء کی ہندوستان کی حالت۔ بمبئی کے مندر کا داخلہ۔ بندیلکھنڈ کے راجہ کی ستی ہونیوالی بیوی۔ کلکتہ کی عدالت۔ ہانگ کانگ کے شراب خانہ اور جاپانی تھیٹر کے نظارے دیکھنا ہوں تو اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیے۔ مترجم کا نام زبان کی خوبی کیلئے کافی ضمانت ہے۔ .... عہ

اختر النسا۔ ایک جدید طبع دلچسپ اصلاحی فسانہ ہے جس میں ایک جاہل بدمزاج ساس کے مظالم اور ایک نیک دل تعلیم یافتہ بہو کی بردباری اور تحمل کا نقشہ کھینچا گیا ہے آخر کار نیک نہاد بہو نے اپنے اخلاق کے زور سے ساس کے دل کو تسخیر کر لیا عورتوں کیلئے

اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے اس کو پڑھکر بہت سے خانگی گتھیاں خود بخود سلجھ جائینگی ساس اور بہو دونوں کے لیے اس میں مطلب کی باتیں ہیں اپنے رنگ میں نادر اور نایاب کتاب ہے کتاب کی زبان لکھنؤ اور دہلی کی ٹکسالی زبان ہے زبانہ محاورات نے کتاب کو اور بھی چمکا دیا ہے قیمت صرف ۱۲ مر

آثار سانچی - سانچی نامی تاریخی مقام واقع بھوپال کی مختصر تاریخ - جو نظم و نثر کے جواہر ریزوں سے مرصع اور تصاویر سے آراستہ ہے جناب ارشد تھانوی نے وہاں کی سیر سے لطف اندوز ہو کر اپنے مخصوص شاعرانہ زمین لکھا ہے - یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں ہے بلکہ ایک ادبی مرقع ہے - الفاظ کی شستگی اور جدید تراش خراش قابل قدر ہے - کچھ نثر نمونتاً درج ذیل ہے "وہ نزہت گاہ ہستی کی دلفریبیاں انسان کو کبھی نچلا نہیں بیٹھنے دیتیں اور لطف مشاہدہ کا ذوق خود بخود اس کا ہاتھ پکڑ کر اس مقام کی جبیں سائی کرا دیتا ہے جہاں فطرت کی گلکاریوں کے بیش بہا نمونہ اپنی داد طلب خوش منظری سے اس کا انتظار کرتے ہیں قیمت ۸ ر رعایتی ۶ ر

جذبات اوج - جناب مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب اوج کا نام نامی ادبی دنیا میں تعارف کا محتاج نہیں - آپ نے ۱۹۰۸ء سے اب تک مختلف اخبارات اور رسائل کو اپنے مضامین نظم و نثر سے زینت دی - غزل کے میدان سے نکل کر نیچرل نظموں پر طبع آزمائی شروع کی بحمد اللہ کمال تک پہونچا یا - کلام زمانہ موجودہ کی اردو شاعری کا بہترین نمونہ ہے الفاظ کی بندش محاورات کا استعمال جدید تشبیہات اور استعارات کا کھپانا اور الفاظ کو نئی تراش خراش کے ساتھ نباہنا آپ ہی کا حصہ ہے - عنوانات مسجد نبوی آئینہ ہستی - سرزمین وطن - جلوہ صبح - بہار صبح گور غریباں - اسیران قفس - شب غم بلبل اسیر - جلوہ روح - تصویر جاناں - پتہ دے رہے ہیں کہ کس رنگ کا کلام ہوگا - قابل دید مجموعہ ہے - اگر جلد نہ منگوایا تو شاید پھر نہ مل سکے اور حسرت رہجائے لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس ۸ ر

لی - اخلاقی - علمی - سراغرسی غرضکہ ہر قسم کی نئی نئی کتابین

ناول ہوس لکھنؤ

سے طلب فرمائیے

بوڑھا دولھا ننھی دلہن

ے مرد کی ایک کمسن لڑکی سے شادی
ی کا صبر و شکر۔
قیمت ۳ر

شیطان زادہ

ایک شریر لڑکے کی حیرت انگیز شرارتوں کا
دلچسپ مرقع۔ دیکھنے کے قابل ہے
قیمت ۳ر

میان پوت

سچ میان پوت ہین وہ ہر گز
ہین ورنہ اس آئینہ مین اپنی صورت
دیکھین گے قیمت ۴ر

بہادر ترک

ایک بہادر ترک کی جانبازی اور سرفروشی
ترکون اور روسیون کے جان توڑ مقابلے
قیمت ۴ر

بیٹے کا قاتل

ک دردناک واقعہ کو ناول کے پیرایہ
دلچسپ انداز سے تحریر کیا ہے۔
قیمت ۲ر

محاصرہ پیرس

جنگ یورپ کے تاریخی حالات ایک
حسینہ کا جذبۂ وطن پرستی وغیرہ
قیمت ۶ر

شراب عیش

ی تہذیب کے دلدادہ کی داستان
معاملہ تعلیم و تجارت کا موازنہ۔
قیمت ۶ر

انجام محبت

بے پردگی کے بد نتائج۔ بُرے کام کا
بُرا انجام۔ محبت کا دردناک انجام۔
قیمت ۳ر